

برادرم جناب رانا عطاء اللہ صاحب ایاز

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بفضل اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہونگے آئین۔ چند ماہ قبل آپ کا ایک مفصل خط موصول ہوا تھا اور اس میں آپ نے میرے ایک مضمون ”سجز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجربہ“ پر تصریح کیا تھا تھ کچھ دیگر سوالات بھی مجھ سے پوچھتے تھے۔ جواب دینے میں (بادجوہ) کچھ تاخیر ہو گئی۔ امید ہے درگز فرمائیں گے۔

رانا صاحب! سب سے پہلے تو میں آپکا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ایک مفصل خط لکھا اور مجھ سے بہت سارے سوالات پوچھے۔ آپکے سوالوں کے جوابات دیتے وقت میرے دعویٰ ”غلام مسیح الزماں“ کے سلسلہ میں جو گوشے پوشیدہ تھے مجھے انکی مزید وضاحت کا بھی موقع مل گیا۔ اس سے آپکی معلومات میں بھی اضافہ ہو گا اور بہت سارے دوسرے لوگوں کا بھی بھلا ہو جائے گا۔ آپ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہونگے کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود نے اپنی تصنیفات میں کتنی جگہ فرمایا ہے کہ مذہب میں علمی رنگ میں تبادلہ خیالات جاری رہنا چاہیے بصورت دیگر مذہب قصہ، کہانیوں کی صورت اختیار کرے جلد مر جاتا ہے۔ اس لحاظ سے آپ نے گویا ایک ثابت قدم اٹھایا ہے اسکی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے کہ ”سوال صفت علم ہے“، لیکن بدقتی سے جماعت احمدیہ قادیان میں ہمیں سوال سے مhydrم کر کے انہی اطاعت پر لگا دیا گیا ہے اور اس طرح اطاعت تو زندہ ہے لیکن علم کا جنازہ نکل چکا ہے۔ بہر حال آپ نے مجھا لیے (بقول نظام جماعت) ”مفہد“ کو ایک مفصل خط لکھ کر بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ میری آپ کیلئے ذمہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے اور آنیوالے دنوں میں نظام جماعت کے ہر شر سے بھی آپ کو بچائے آئین۔ آپکا خط میں نہ بھی پڑھ لیتا تھا اور افادہ عام کیلئے میں نے اسے اپنی ویب سائٹ پر بھی لگا دیا تھا۔ (چونکہ آپ نے ایسا کرنے سے مجھے منع نہیں فرمایا تھا)۔ امید ہے افراد جماعت اور دوسرے لوگوں نے بھی پڑھ لیا ہو گا۔ اب میں آپکے خط اور آپکے مخصوص سوالات کے مدل جوابات لکھ کر بعنوان ”چڑلا و راست دُزدے کے بکف چراغ دار“ آپکی طرف ٹھیک رہا ہوں اور ساتھ ہی قارئین کی ڈیمائلڈ (demand) اور افادہ عام کیلئے اس جوابی مضمون کو اپنی ویب سائٹ پر بھی لگا رہا ہوں۔ امید ہے آپ بھی اسے پسند فرمائیں گے۔

(۲) دوسرا پر گزورگزارش جو میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میرا کسی سے کوئی وراثت یا جاگیر کا جھگڑا نہیں ہے۔ میں تو ایک غریب اور نیکس انسان ہوں جس کا بچپن اور جوانی و در در کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے گزری ہے۔ یہ ایک علمی بات ہے اور ایک مذہبی الہامی پیشگوئی کا تازع ہے جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھوئی ہے بالکل اسی طرح جس طرح ایک صدی قبل اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مسیح موعود کی حقیقت ہمارے آقا حضرت مرزاغلام احمد پر کھوئی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر کسی حقیقت کا انشکاف فرمائے اس پر اتمام جھت فرمادے تو پھر وہ بندہ اس حقیقت کا انبہار کرنے کیلئے مجبور ہو جاتا ہے۔ میری بھی یہی حالت ہے اور میں بھی اپنے دعویٰ موعود کی مصلح مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کیلئے مجبور ہوں۔ آپکے بقول ہم افراد جماعت بالکل آزاد ہیں اور ہم کسی کے یرغمال نہیں ہیں۔ اور اگر آپ کا یہ نقطہ نظر درست ہے تو پھر چونکہ آپ مجھے فریب خوردہ سمجھتے ہیں اور آپ کو اس بات کا کامل تلقین ہے تو میں آپکی خدمت میں انتہائی ادب اور عاجزی سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس نفسانی فریب سے نکالیے اور اس غرض کیلئے خاس سارا آپکا پہنچا ہاں آنے کی دعوت دیتا ہے۔ آپ کو ہر قسم کی حفاظت (Protection) مہیا کی جائے گی۔ اگر آپ میرے غریب خانہ پر ٹھہرنا پسند کریں تو میں اسے اپنی خوش تسمیتی سمجھوں گا۔ اور اگر کسی ہوٹل میں ٹھہرنا پسند کریں تو بغیر کسی پچکچا ہٹ کے چلے آئیے اور آنے جانے اور ہوٹل وغیرہ کے سب آخرات میں بخوبی ادا کروں گا۔

رانا صاحب! بخدا میری بات پر یقین کرنا کہ مجھے کسی مصلح موعودی اور کسی شہرت کی نہ خواہش ہے اور نہ ہی ضرورت۔ یہ ان لوگوں کو مبارک ہو جو اسکے چاہئے والے ہیں۔ میں کس طرح آپ کو یقین دلاؤں کے مجھے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہیے اور بس۔ لیکن میں سمجھتا اور یقین رکھتا ہوں کہ یہ ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے کمزور کندھوں پر آن پڑی ہے۔ اگر آپ کی نظر میں یہ عاجز کسی نفسانی فریب میں بنتا ہے تو مجھے اس فریب سے نکال کر میری مدد کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا عظیم اجر بخیثے گا۔ میں آپ کو مدعا و راہنمائی کیلئے پکار رہا ہوں۔ اور اس مدعا و راہنمائی کا موثر طریقہ یہ ہے کہ آپ ان لوگوں کو اس کا خیر کیلئے آمادہ کریں جن کے ہاتھوں میں اس وقت جماعت احمدیہ کی باگ ڈور ہے۔

رانا صاحب! ہم سب نے بالآخر نہیں۔ اور موت کے بعد ہم سب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے۔ خاس سارا اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا کہ اے اللہ تعالیٰ! تو نے ۲۰۰۰ رفروری ۱۸۸۷ء کی الہامی پیشگوئی کی جو حقیقت مجھے بتائی تھی میں نے تیری دی ہوئی توفیق اور استطاعت کے مطابق اسے خوب کھوں کر افراد جماعت کو بتا دیا تھا۔ لیکن ان لوگوں نے میری باتوں کوئی کرآن سنی کر دیا۔ رانا صاحب! آپ سے غلافے احمدیہ اور افراد جماعت سے بھی سوال ہو گئے کہ کیا عبد الغفار نے تم سب کو پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق تمہاری غلطی سے تمہیں آگاہ نہیں کر دیا تھا؟ یقیناً آپ سب کو بہر حال کہنا پڑے گا کہ ہاں۔ رانا صاحب! اگرچہ میں اپنے دعویٰ ”موعود کی غلام مسیح الزماں“ میں ۱۰۰% اسچا ہوں لیکن

جیسا کہ آپ مجھے غلطی خور دہ سمجھ رہے ہیں تو اگر آپ کے خیال کے مطابق واقعی میں غلطی خور دہ ہوا تو بھی میری اللہ تعالیٰ سے درخواست ہو گی کہ اے رب العزت! میں نے خلافتے احمد یہ کو بھی افرادِ جماعت کو بھی اور جناب رانا صاحب کو بھی درخواست کی تھی کہ میری راہنمائی کر کے مجھے نفسانی فریب سے نکالیے۔ اور اگر آپ نے مجھے اس نفسانی فریب سے نہ نکالا تو میں قیامت کے دن آپ سب کو ضرور ملزم کروں گا۔ امید ہے آپ اپنی اس ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے خالی باتیں کرنے کی بجائے مجھے اس اندر ہرے سے نکال کر ضرور روشنی میں لا سکیں گے آمین۔ آخر میں آپ کو اور آپ کے اہل خانہ اور دوست احباب سب کو میرا بہت بہت سلام۔

نوٹ: اس تفصیلی جوابی مضمون کو ویب سائٹ پر منتقل کرتے وقت اگر مجھے کہیں کوئی تُقْمِم یا کوئی غلطی نظر آئی تو اسکی تصحیح کر دوں گا انشاء اللہ۔ اُسے تحریف نہ سمجھنا شکر یہ۔

والسلام

عبدالغفار جنبہ۔ کیل / جرمنی

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۸ء

☆☆☆☆☆☆☆

چہ دل اور است دُزدے کے بکف چراغ دار

(وہ چور کتنا دلیر ہے جو ہاتھ میں چراغ لیے ہو)

(چوری اور سینہ زوری)

”يَأَيُّهَا الَّذِينَ إِذَا آمَنُوا أَطْبَعُوا أَلَّا طَبَعُوا أَلَّا سُرْكَمٌ فَإِنْ تَرَأَّسْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُودٌ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ إِلَّا أَخِرَّ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَخْسَنُ تَأْوِيلًا“ (النساء: ۲۰) اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے فرمائزو اوس کی بھی اطاعت کرو، پھر اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقع ہو تو اس امر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور احسان تاویل ہے۔

جناب رانا عطاء اللہ ایاز صاحب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ۔

خیزم و خیر خواہم۔ خاکسار نے چند ماہ پیشتر آپ کا ایک مفصل خط وصول کیا تھا۔ آپ نے اس خط میں میرے مضمون ”بزر اشتھار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ“ کا جواب دیئے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے حرمت اس بات کی ہے کہ آپ اپنے بیس (۲۰) صفحات کے مراسلہ میں میری کسی ایک دلیل کا بھی جواب نہیں دے سکے ہیں۔ آپ نے اپنے خط میں بعض سوالات بار بار پوچھے ہیں اور اسی مناسبت سے میرے جوابی مضمون میں بھی کچھ تکرار (Repetition) کی تھی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ بہر حال ایک سچی اور نافع الناس بات کے تکرار میں چند اس مضمانتہیں۔ حضرت امام مہدی و مسیح موعود اسی ضمن میں فرماتے ہیں:-

”هم جو کتاب کو لمبا کر دیتے ہیں اور ایک ہی بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ مختلف طبائع مختلف مذاق کے ناظرین کسی نہ کسی طریقے سے سمجھیں اور شاید کسی کو کوئی نکتہ دل لگ جائے اور اس سے ہدایت پالے اور یوں بھی اکثر دل جو طرح طرح کی غلطتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کو بیدار کرنے کیلئے ایک بات کا بار بار بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔“ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۷۰)

رانا صاحب! پیشگوئی مصلح موعود کے تنازعہ کے حل کیلئے خاکسار جماعت احمدیہ کے سربراہ اور دیگر ارباب و اختیار کو قرآن مجید اور حضرت امام مہدی و مسیح موعود کے ایہماں کی طرف بلارہا ہے لیکن اسکے برخلاف آپ مجھے خلافاء اور نظام جماعت کے غیر قرآنی اور من پسند غیر شرعی فیصلوں اور تعزیرات کی طرف بلارہا ہے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ!

”اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقع ہو تو اس امر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم“

”کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور احسان تاویل ہے“

اللہ تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں ہم مسلمانوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ اگر تم میں کوئی دینی اختلاف پیدا ہو جائے تو اسکے فیصلہ کیلئے تم اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرو۔ رانا صاحب! خالقین تو ہم کو غیر مسلم فرادرے رہے ہیں لیکن ہم کمیم قلب سے لیکن رکھتے ہیں کہ ہم بفضل اللہ تعالیٰ سچے اور حقیقی مسلمان ہیں اور اس عظیم الشان قرآن کے پیرو کار ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صانع قلب پر نازل ہوا تھا۔ خاکسار آیت مندرجہ بالا کے مطابق آپ کو اور جماعت احمدیہ قادیان کو پیشگوئی مصلح موعود کے تنازعہ کے فیصلہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتا ہے۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو کیا میں امید رکھوں کہ آپ سب اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے میری اس درخواست پر غور فرماؤ گے؟ یاد رہے کہ بصلسلہ پیشگوئی مصلح موعود آپ کے خط کا جواب دیتے وقت خاکسار قرآن مجید اور حضرت امام مہدی و مسیح موعود کے ایہماں سے باہر نہیں گیا ہے اور انہی کا فیصلہ آپکے آگے رکھ رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ قرآن کریم اور حضور کے ایہماں کا فیصلہ ضرور قول فرماؤ گے۔ آپ نے اپنے خط میں میرے متعلق بعض جگہ سخت اور نازیباز بان بھی استعمال کی ہے۔ میں اس بات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں کہ اس نے سچ ہی فرمایا ہے کہ ”یا حسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيَهُمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا يُهَيَّثِمُونَ (یسین - ۳) ہائے افسوس بندوں پر! انکے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ہنسی اور ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

خاکسار نے آپکے طویل خط میں موجود بے بنیاد باتوں اور قصے کہانیوں کا مسکلت جواب دیا ہے۔ امید ہے معزز قارئین آپکے خط (جو میری ویب سائٹ نیوزنمبر ۳۴ پر ہے) اور میرے جواب کو پڑھ کر خود بخوبی کو پالیں گے۔ بات شروع کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ زیر بحث ”زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود“ سے متعلق سارا مبشر ایہماں کلام

جو حضور پر آپ کی وفات تک نازل ہوتا رہا یہاں نقل کر دیا جائے۔

زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق مبشر الہامات کا ترتیب و ارزش

(۱) ۸۸۱ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَسِينٍ“۔ یعنی ہم تجھے ایک حسین غلام کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۹، بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۰)

(۲) ۸۸۲ء۔ خدا نے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جل شانہ و عز اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مناطب کر کے فرمایا کہ! ”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے ماٹا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاوں کو اپنی رحمت سے پاپیہ قولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پورا اور لوڈھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تاوہ جونزندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجھے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آؤیں۔ اور تادین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تاحق اپنی تمام برکتوں کیسا تھا آجائے اور باطل اپنی تمام خستوں کیسا تھا بھاگ جائے۔ اور تالوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تاوہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکا اور سنت ذیب کی زگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور جرمون کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تھم سے تیری ہی ذریت نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیں اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اُسکے ساتھ فضل ہے۔ جو اُس کے آنے کے ساتھ آیا گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمہ تجدید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہم ہو گا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرند لبد گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق و العلاء کائن اللہ نزل من السمااء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اللہ کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے مسُوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔” (اشتہار ۲۰، رفروری ۸۸۲ء)

(۳) ۸۹۲ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ“۔ یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۱۲، بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۹ صفحہ ۳۰ حاشیہ)

(۴) ۸۹۶ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَائِنَ اللَّهُ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ“۔ ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہو گا گویا خدا آسمان سے اُترتا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۳۸، بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۱۱ صفحہ ۷۲)

(۵) ۱۳ اپریل ۸۹۶ء۔ ”اصِبِرْ مَلِيَّا سَاهِبَ لَكَ غَلَامًا رَّكِيَّا۔“ یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک غلام عنقریب عطا کروں گا۔ (تذکرہ صفحہ ۷۷)

(۶) ۲۶ دسمبر ۹۰۵ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَكَ نَّافِلَةً مِنْ عِنْدِنِي۔“ ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۵۰۰)

(۷) مارچ ۹۰۶ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ“۔ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرے لیے نافلہ ہو گا۔ (تذکرہ صفحہ ۱۹، بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۱۰ نمبر ۲۳، ۱۰ مارچ ۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۸) ۹۰۶ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَائِنَ اللَّهُ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ“۔ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہو گا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۵۳، بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۱۱ صفحہ ۹۹ تا ۹۸)

(۹) ۹۰۶ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَكَ“۔ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرے لیے نافلہ ہو گا (تذکرہ صفحہ ۵۵۳، بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۲۲ صفحہ ۹۹)

(۱۰) ۹۰۶ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ“۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۱۹، بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۷ اکتوبر ۹۰۶ء)

(11) اکتوبر کے ۹۰ءے۔ (۵) إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔ (۶) يَوْمُ مَذْلَلِ الْمُبَارَكِ۔ (۷) ساتی آمدن عید مبارک بادت۔“ (تذکرہ صفحہ ۲۲۲) ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔ اے ساتی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(12) ۲، ۷ نومبر کے ۹۰ءے۔ ”سَاهِبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا رَبِّ هَبَ لِي ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔“ (تذکرہ صفحہ ۲۲۵) میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔

(13) ۲، ۷ نومبر کے ۹۰ءے۔ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ أَسْمُهُ يَجِينِيَ اللَّهُ تَرَكَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفَيْلِ۔ آمدن عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔ (تذکرہ صفحہ ۲۲۵) میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یجینی ہے۔ کیا تو نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیسا تھک کیا کیا؟ عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

بشارت پہلے اور مبشر یا موعود و وجود بشارت

کے بعد پیدا ہوا کرتا ہے

رانا صاحب! وہ کلام الہی جو آخر خضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور پاک دل پر نازل ہوا تھا اور وہ جو قیامت تک سب کیلئے حکم اور فرقان کی حیثیت رکھتا ہے وہ ہمیں خبر دیتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو کسی وجود کی بشارت دیتا ہے تو بشارت کے وقت وہ مبشر وجود عالم ناسوت (یعنی دنیا) میں موجود نہیں ہوتا بلکہ اس وجود نے بشارت کے بعد پیدا ہونا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بعض آنیاء علیہم السلام کی مثالیں دے کر ہمیں سمجھایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اُنکے پھوٹ کی بشارتیں دی تھیں تو اُس وقت یہ مبشر اور موعود بچے دنیا میں موجود نہیں تھے بلکہ یہ سب بشارتوں کے بعد پیدا ہوئے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسماعیلؑ اور یعقوبؑ کی بشارتیں بخشیں تھیں اور بشارت کے وقت یہ دونوں بیٹے اور پوتا دنیا میں موجود نہیں تھے بلکہ بشارتوں کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح حضرت یحییؑ اور حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ بھی بشارت کے وقت دنیا میں موجود نہیں تھے بلکہ بشارتوں کے بعد پیدا ہوئے اور یہ حقیقت درج ذیل آیات سے کامل طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔

سورہ صافات

[۱] --- ”رَبِّ هَبَ لِي مِنَ الصَّلِحِينَ . فَبَشَّرَنِهِ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ . فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنِتِي إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَأَنْظُرْ مَا ذَاتَ رَبِّي مِنَ الصَّلِحِينَ★۔“ (صافات۔ ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳) ترجمہ۔ (تفسیر صغير) (اور ابراہیمؑ نے کہا) اے میرے رب! مجھے نیکو کاراولاد بخش۔ تب ہم نے اس کو ایک حلیم غلام کی بشارت دی۔ پھر جب وہ غلام اسکے ساتھ تیز چلنے کے قابل ہو گیا تو اُس (ابراہیمؑ) نے کہا، ہائے میرے بیٹے! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ (گویا) میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے۔۔۔ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔

سورہ هود

[۲] --- ”وَ اَمْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرَنِهَا بِالسُّخْنِ وَ مِنْ وَرَاءِ السُّخْنِ يَعْقُوبَ . قَالَتْ يَوْمَ لَتَّنِي ءَايُدُ وَ أَكَاعِجُوزٌ وَ هَذَا بَعْلِي شَيْعَجَانَ هَذَا الشَّيْعَجَ عَجِيبٌ★۔“ (ہود۔ ۷۲، ۷۳) ترجمہ۔ (تفسیر صغير) اور اُس (ابراہیمؑ) کی بیوی (بھی پاس ہی) کھڑی تھی۔ اس پر وہ بھی گھبرائی۔ تب ہم نے اسکی تملی کیجئے اس کو اسحق کی اور اسحق کے بعد یعقوب (کی پیدائش) کی بشارت دی۔ اُس (ابراہیمؑ کی بیوی) نے کہا، ہائے میری ذلت! کیا میں (بچہ) جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی (ہو چکی) ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔ یہ یقیناً عجیب بات ہے۔

سورہ ذاریبات

[۳] --- ”فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خَيْفَةً طَقَالُوا لَا تَخْفُ وَ شَرُّ وَهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ . فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَرٍ فَصَكَّتْ وَ جَهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ . قَالُوا اَكَذَّلِكِ قَالَ رَبُّكِ اِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ★۔“ (ذاریبات۔ ۳۱ تا ۲۹) ترجمہ۔ (تفسیر صغير) اور (حضرت ابراہیمؑ دل میں) ان سے کچھ ڈرا (وہ یعنی فرشتے اس حالت کو سمجھ گئے) اور کہنے لگے، ڈرنہیں۔ اور اُسے ایک علیم غلام کی بشارت دی۔ اتنے میں اُسکی بیوی آگے آئی جس کے چہرہ پر شرم کے آثار تھے۔ پس اُس نے زور سے اپنے ہاتھ

چہرے پر مارے اور بولی۔ میں ایک بانجھ بڑھیا ہوں۔ انہوں نے کہا (یہ حق ہے) تو ایسی ہی ہے لیکن تیرے رب نے (وہی) کہا ہے (جو ہم نے کہا ہے) وہ یقیناً بڑی حکمت والا (اور) بڑے علم والا ہے۔

سورہ الحجر

[4] --- ”قَالُوا لَا تَوْجُلْ إِلَّا نُبَشِّرُك بِغُلْمٰ عَلَيْمٰ۔ قَالَ أَبَشَّرْتُمْ نِعَلَى أَنْ مَسَّنِي الْكِبْرَ فَيَمْ تُبَشِّرُونَ۔ قَالُوا أَبَشَّرْتُك بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَنِطِينَ★“ (الحجر۔ ۵۲، ۵۳، ۵۴) ترجمہ۔ (تفسیر صغير) انہوں (یعنی فرشتوں) نے کہا (کہ) تو خوف نہ کر، ہم تجھے ایک علیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ اُس نے کہا (کہ) کیا تم نے میرے بوڑھا ہو جانے کے باوجود مجھے یہ بشارت دی ہے، پس (بتاؤ کہ) کس بنا پر تم مجھے (یہ) بشارت دیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تجھے سچی بشارت دی ہے۔ پس تو نا امید مت ہو۔

سورہ مریم

[5] --- ”يَرَ كَرِيماً إِلَّا نُبَشِّرُك بِغُلْمٰ اسْمُهُ يَحْيٰ لَمْ تَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلٍ سَمِيًّا۔ قَالَ رَبِّي أَلَّيْ يَكُونُ لِيْ غُلْمٰ وَ كَانَتْ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبْرِ عِتِيًّا۔ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبِّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيْنَ وَ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلٍ وَ لَمْ تَكُ شَيْئًا★“ (مریم۔ ۸، ۹، ۱۰) ترجمہ۔ (تفسیر صغير) (اس پر اللہ نے فرمایا) اے زکریا! ہم تجھے ایک غلام کی خبر دیتے ہیں اس کا نام تجھی ہوگا۔ ہم نے اس سے پہلے کسی کو اس نام سے یاد نہیں کیا۔ (زکریا نے) کہا۔ اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھا پے کی انتہائی حد تک پہنچ کچا ہوں۔ (فرشتہ نے) کہا (کہ جس طرح تو کہتا ہے واقع) اسی طرح (ہے) (مگر) تیرا رب کہتا ہے کہ یہ (بات) مجھ پر آسان ہے اور (دیکھ کہ) میں تجھے اس سے پہلے پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

سورہ ال عمران

[6] --- ”هُنَالِكَ دَعَازَ كَرِيماً بَرَبَةَ قَالَ رَبِّي هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ دُرِيَّةَ طِبِّهِ تَحْرَانَكَ سَهْيَعُ الدُّعَاءِ۔ فَنَادَتِهِ الْمَلِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْبِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُك بِيَحْيَى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةِ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّلِحِينَ۔ قَالَ رَبِّي أَلَّيْ يَكُونُ لِيْ غُلْمٰ وَ قَدْ بَلَغْتِي الْكِبْرُ وَ امْرَأَتِي عَاقِرٌ قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَفْعُلُ مَا يَشَاءُ★“ (آل عمران۔ ۳۹، ۴۰، ۴۱) ترجمہ۔ (تفسیر صغير) تب زکریا نے اپنے رب کو پکارا کہا کہ اے میرے رب! تو مجھے اپنی جانب سے پاک اولاد بخش تو یقیناً عاویں کو قبول کرنے والا ہے۔ اس فرشتوں نے اُسے جبکہ وہ گھر کے بہترین حصہ میں نماز پڑھ رہا تھا آواز دی کہ اللہ تجھے تجھی کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کی ایک بات کو پورا کرنے والا ہوگا اور سدار اور (گناہوں سے) روکنے والا اور نیکیوں میں سے (ترقی کر کے) بنی ہوگا۔ اُس نے کہا کہ اے میرے رب مجھے لڑکا کس طرح ملے گا، حالانکہ مجھ پر بڑھا پا آ گیا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے۔ فرمایا اللہ ایسا ہی (قادر) ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

سورہ ال عمران

[7] --- ”إِذْ قَالَتِ الْمَلِكَةُ يُمْزِيْمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُك بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْسَّيِّدُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمٍ وَجِئِهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقْرَبِينَ وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَ مِنَ الصَّلِحِينَ۔ قَالَتِ رَبِّي أَلَّيْ يَكُونُ لِيْ وَ لَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ طَ قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَى امْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ★“ (آل عمران۔ ۳۶، ۳۷، ۳۸) ترجمہ۔ (تفسیر صغير) جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک کلام کے ذریعے بشارت دیتا ہے اُس (مبشر) کا نام صحیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا جو (اس) دنیا اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور (خدا کے) مقربوں میں سے ہوگا۔ اور پنگھوڑے (یعنی چھوٹی عمر) میں بھی لوگوں سے باتیں کرے گا اور ادھیر ہونے کی حالت میں (بھی) اور نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ اُس (یعنی حضرت مریم) نے کہا (کہ) اے میرے رب! میرے ہاں بچ کس طرح ہوگا حالانکہ کسی بشر نے (بھی) مجھ نہیں چھوڑا۔ فرمایا اللہ (کام) ایسا ہی (ہوتا) ہے۔ وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے (اور) جب وہ کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اسکے متعلق صرف یہ فرماتا ہے کہ تو وجود میں آ جا۔ سودہ وجود میں آ جاتی ہے۔

سورہ مریم

[8] --- ”قَالَ إِنَّمَا آتَاهُ سُوْلَ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَمًا زَكِيًّا۔ قَالَتِ أَلَّيْ يَكُونُ لِيْ غُلْمٰ وَ لَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَ لَمْ أَكُ بَغِيًّا۔ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبِّكِ“

عَلَىٰ هَمْنَىٰ وَلِنَجْعَلَهُ اِيَّاهُ لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَقْضِيًّا★“ (مریم۔ ۲۰، ۲۱، ۲۲) ترجمہ۔ (تفسیر صغير) (فرشتہ نے) کہا۔ میں تو صرف تیرے رب کا بھجا ہوا پیغام برہوں تاکہ میں تجھے (وجی کے مطابق) ایک زکی (پاک اور نیک) غلام دوں۔ (مریم نے) کہا۔ میرے ہاں غلام کہاں سے ہوگا۔ حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نہیں پھوٹا۔ اور میں کبھی بدکاری میں بتانا نہیں ہوئی۔ (فرشتہ نے) کہا (بات) اسی طرح ہے (جس طرح تو نے کہی، مگر) تیرے رب نے یہ کہا ہے، کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور (ہم) اسلئے یہ غلام پیدا کریں گے) تاکہ اسے لوگوں کیلئے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت (کا موجب بھی بنائیں) اور یہ (امر) ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔ اب مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے خوب کھول کر اپنی اس سنت کی وضاحت فرمادی ہے کہ جب میں اپنے کسی بندے کو کسی بچے کی بشارت دیا کرتا ہوں تو اس وقت وہ بچہ (یعنی مُبَشِّر) دنیا میں موجود نہیں ہوتا بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوا کرتا ہے۔ اب زکی غلام کی بشارت ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء میں شروع ہو کر حضورؐ کی وفات سے تھوڑا سا پہلے ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۰ء تک جاری رہتی ہے۔ اگر یہ مبشر الہامات سچے تھے اور میں کہتا ہوں یقیناً سچے تھے تو پھر سنت اللہ کے مطابق اس زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نے ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۰ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔ رانا صاحب! عظیم الشان قرآن کا فیصلہ ہے اور اس قرآنی فیصلہ کو دنیا کا کوئی بھی ذی شعور انسان چلتا نہیں کر سکتا۔ بھی قرآنی فیصلہ جماعت احمدیہ میں کچھ لوگوں کو مجرم بنا رہا ہے اور ان مجرموں کی خبر متذکرہ بالا ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں بھی موجود ہے۔ اب میں آپکی دلگرباتوں کا جواب دیتا ہوں۔

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ا پر لکھتے ہیں:-

”مجھے تسلیم ہے۔ کہ اس اشتہار میں دو (۲) میلوں کی پیشگوئی ہے۔ بشر اول کو مہمان قرار دیا گیا ہے۔ اور وہ مہمان کچھ عرصہ دارِ فانی میں رہ کر خدا تعالیٰ کے پاس چلا گیا۔ (اس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں) اور دوسرا لڑکا جس کے بارے میں بشارت ہے۔ کہ وہ بشارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے:- مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کیسا تھا فضل ہے۔۔۔۔۔ اور قویں اس سے برکت پائیں گی۔“

دو (۲) وجودوں یعنی وجہہ اور پاک لڑکے اور زکی غلام کی حقیقت

میرے محترم! میں یہ تو تسلیم کرتا ہوں کہ اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی مسیح موعود گو (۲) نشانوں یادوں (۲) وجودوں کی بشارت بخشی تھی۔ ان میں سے ایک ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ اور دوسرا ”زکی غلام“ تھا۔ جیسا کہ درج بالا ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی سے یہ ثابت بھی ہے۔ خاکسار ان دونوں وجودوں کو دو (۲) لڑکے اس لیے نہیں سمجھتا اور نہ ہی مانتا ہے کیونکہ ملکہ (حضرت امام مہدی مسیح موعود) کے الہامات سے ان دونوں وجودوں کا دو لڑکے ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا۔ میں نے اس حقیقت کا اظہار اپنے اکثر مضامین میں کیا ہے بلکہ ایک مضمون نمبر ۸ کا عنوان ہی ”موعود لڑکا اور موعود غلام“ ہے۔ میری کتاب ”غلام مسیح الزماں“ کے حصہ اول ”الہامی پیشگوئی کا تجزیہ“ کے دوسرے باب جس کا نام ”غلام مسیح الزماں“ رکھا گیا ہے۔ اس باب میں خاکسار نے بڑی تفصیل کیسا تھی یہ لکھا ہے کہ الہامی پیشگوئی میں مذکور یہ دونوں وجودوں (۲) لڑکے نہیں ہیں بلکہ ایک کو اللہ تعالیٰ نے ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ کا نام دیا ہے اور دوسرے کو ”زکی غلام“ کہا ہے۔ جناب من! آپ خواہ مخواہ میری طرف یہ منسوب کر رہے ہیں کہ میں ان دو (۲) نشانوں یادوں وجودوں کو دو لڑکے تسلیم کرتا ہوں۔ اگر یہ دونوں نشان یادوں وجودوں کو دو (۲) لڑکے ہوتے اور میں بھی ان کو دو (۲) لڑکے سمجھ رہا ہو تو پھر جھگڑا کس بات کا تھا؟ یہی تو جھگڑا ہے کہ میرے الہامی کے مطابق ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکور ایک ”موعود لڑکا“ تھا اور دوسرا ”موعود زکی غلام“ یعنی روحانی فرزند ہے۔

حضرت امام مہدی مسیح موعود نے زکی غلام کو ضرور اپنالڑکا سمجھا تھا۔ اسی لیے آپ نے زکی غلام کیسا تھے بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا ہے۔ اور آپ اپنے اس خیال پر اپنی وفات تک قائم رہے ہیں اور اس انتظار میں رہے ہیں کہ وہ ”زکی غلام“ آپکے گھر میں پیدا نہ ہوا۔ زکی غلام اگر آپکا جسمانی لڑکا ہوتا تو ضرور آپکے گھر میں پیدا ہوتا۔ چونکہ ”زکی غلام“ آپکا جسمانی کی وجہے روحانی فرزند تھا لہذا اس نے آپکی روحانی ذریت یعنی جماعت میں پیدا ہونا تھا۔ اس لیے یہ جو آپ نے فرمایا ہے! ”اور دوسرا لڑکا جس کے بارے میں بشارت ہے۔ کہ وہ بشارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے:- مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کیسا تھا فضل ہے۔۔۔۔۔ اور قویں اس سے برکت پائیں گی۔“ جناب من! یہ دوسرا وجود ”لڑکا“ نہیں بلکہ یہ ”زکی غلام“ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ”زکی غلام“ قرار دیا ہے۔

حضرت امام مہدی مسیح موعود نے زکی غلام کیسا تھے بریکٹ میں (لڑکا) لکھ کر اسکے لڑکے ہونے کا اپنا خیال ظاہر فرمایا ہے۔ لیکن بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت امام مہدی مسیح موعود پر زکی غلام سے متعلق جو مبشر کلام نازل فرمایا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے اس خیال کی نقی فرمادی تھی۔ وہ اس طرح کہ حضورؐ کے ہاں نرینہ اولاد کے منقطع کرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ آپ پر زکی غلام سے متعلق مبشر کلام نازل فرماتا رہا ہے۔ اب جب اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کے متعلق اپنے برگزیدہ بندے کے لڑکے ہونے کے خیال کی نقی فرمادی ہے تو پھر ہم کون ہوتے ہیں اس زکی غلام کو جسمانی لڑکا قرار دینے اور بنانیوالے؟ اس لیے جناب من! آپ زکی غلام کو خواہ مخواہ ”لڑکا“ نہ

بناتے پھریں۔

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۲ پر لکھتے ہیں:-

”آپ نے صفحہ نمبر ۳ کے آخری دو سطروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ہی لکھا ہے کہ مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے۔ وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے۔ ”اُس کیسا تھا فضل ہے جو اُسکے آنے کیسا تھا آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرانام اُس کا محمود اور تیسرا نام اُس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اُس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اُس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا۔۔۔۔۔“

(۱) بشیر اول متوفی کے بعد نوسال کے عرصہ کے اندر بشیر ثانی پیدا ہوتا ہے۔ جس کا نام خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ”بشیر الدین محمود احمد“ رکھا۔

آپ عبارت کو دوبارہ پڑھیں۔ کہ جہاں لکھا ہے۔ کہ مصلح موعود کی پیشگوئی اس عبارت سے شروع ہوتی ہے۔۔۔۔۔ تو اے عبدالغفار صاحب آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خود بتائی ہوئی بات سے اختلاف ہے۔ جس میں وہ آنیوالا کا نام فضل۔ محمود۔ بشیر کے الفاظ لکھتے ہیں۔ اگر یہ مصلح موعود نہیں تھے تو حضور نے ان کا نام مصلح موعود والا نام کیوں رکھا۔ پھر یہ بھی کہا۔ کہ وہ نوسال کے عرصہ میں پیدا ہو کر رہیگا۔ اور وہ مطابق پیشگوئی پیدا ہو بھی گیا۔ پھر اس کے بعد کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ کہ یہی جونوسال کے عرصہ کے اندر پیدا ہوا ہے وہی مصلح موعود ہے۔“

جناب رانا صاحب! (۱) جواباً عرض کرتا ہوں کہ (اولاً)۔ یہ سچ ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے! ”کہ مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے۔ وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے۔ ”اُس کیسا تھا فضل ہے جو اُسکے آنے کیسا تھا آئے گا۔“

(ثانیاً)۔ یہ بھی سچ ہے کہ حضور نے آئندہ ظاہر ہونیوالے مصلح موعود کے نام فضل۔ محمود۔ بشیر ثانی۔ اور فضل عمر رکھے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں پچھپے ثابت کر آیا ہوں کہ حضور نے اُسکے سینا تو بطور تقاضاً رکھے تھے۔ حضرت امام مہدی مسیح موعود نے کسی جگہ پر بھی مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق نہیں فرمایا کہ یہ مصلح موعود ہوگا۔ اگر آپ کے علم میں حضور کا کوئی ایسا حوالہ ہے جس میں آپ نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود قرار دیا ہو تو اسے پیش کیجئے۔ یاد کھیں آپ حضور کی تحریر سے قیامت تک ایسا کوئی حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ میں اپنی تحریرات میں ثابت کر چکا ہوں کہ آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کا واضح مصدق مبارک احمد کو قرار دیا تھا۔ حضور نے جس لڑکے کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کوئی واضح اشارہ رہا۔

نہیں فرمایا بلکہ صرف بطور تقاضاً اُس کا نام رکھا تھا تو پھر آپ کس بنیاد پر اسے مصلح موعود قرار دے رہے ہیں؟

(۲) رانا صاحب! اگر بالفرض حضور مرزا بشیر الدین محمود احمد کا تقاضاً کے طور پر نام رکھنے کے بعد اپنی کسی تحریر میں اُسکے متعلق یہ بھی فرمادیتے کہ ”یہی لڑکا مولود مسعود، موعود یا مصلح موعود ہے“، تو بھی بعد ازاں حضور پر نازل ہونیوالا بشیر الہامی کلام اگر حضور کے اس فرمان کی نفی فرمادیتا تو پھر ہوشمندی اور عقلمندی کا تقاضاً یہ تھا کہ ہم احمدی حضور کے اجتہادی کلام کی بجائے حضور کے الہامی کلام کی پیروی کرتے۔ کیونکہ حضور نے اپنی تحریر میں بارہ فرمایا ہے کہ میرا کہنا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ایک برابر نہیں ہو سکتا۔ انسانی اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے لیکن کلام الہامی میں غلطی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ مثال کے طور آپ نے فرماتے ہیں:-

(۱) ”اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی بچہ پر یہ خیال بھی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام الہامی کا کیا قصور ہو گا۔ کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں۔“ (آسمانی فیصلہ۔ تصنیف ۱۹۸۱ء جو والہ روحاںی خداون جلد ۲ صفحہ ۳۲۱)

ایک اور جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:-

(۲) ”اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشیر احمد اول۔ ناقل) کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے ناکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الاشاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شکاوتوں اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔“ (صحیح اللہ۔ مطبوعہ ۱۸۹۷ء جو والہ روحاںی خداون جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

حضرت کے مذکورہ بالا الفاظ سے دونتائج واضح طور پر برآمد ہوتے ہیں۔۔۔

(اولاً)۔ یہ کہ انبیاء سے بھی اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے اور۔۔۔

(ثانیاً)۔ یہ کہ کسی نبی کے اجتہادی کلام اور اُسکے الہامی کلام میں اگر کوئی تضاد پیدا ہو جائے تو ہمیں ان ہر دو کلاموں میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اگر ان میں تطبیق پیدا نہ ہو سکتے تو ہمیں ہر حال میں نبی کے الہام کی پیروی کرنی چاہیے نہ کہ اُسکے اجتہاد کی۔

رانا صاحب! امیتِ محمد یہ پہلے بہت ساری غلطیاں کرچکی ہے۔ ہم احمد یوں کو چاہیے تھا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی غلطیوں سے سبق سمجھتے نہ کہ ہم وہی غلطیاں دھراتے۔ عبد الغفار کو حضرت امام مهدی و مسیح موعود علیہ السلام کی بتائی ہوئی بات سے ہرگز اختلاف نہیں ہے۔ اور اگر کوئی اختلاف ہوا ہے تو یہ اختلاف بھی حضورؐ کی واضح بدایت کی روشنی میں ہوا ہے کیونکہ آپ نے نصیحت فرمائی ہے کہ میرے الہام کی پیروی کرو نہ کہ میرے اجتہادی کلام کی۔ مجھے امید ہے اب آپ کو میرے اختلاف کی وجہ کا پتہ چل گیا ہو گا اور تفاؤل کے طور پر کھے گئے ناموں (فضل۔ محمود۔ بشیر۔ فضل عمر) کی حقیقت بھی آپ پر واضح ہو گئی ہو گی۔

نوم) سالہ معیاد کی حقیقت

جناب رانا صاحب! میں نے اپنے مضمون نمبر ۳۰ ”سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ“ میں جماعتی نوم) سالہ معیاد کے ڈرامے کا خوب پرداہ چاک کیا ہے لیکن آپ ہیں کہ وہی راگ آلات پتے جا رہے ہیں۔ میں نے اپنے مضمون نمبر ۳۰ میں جو ”نوم) سالہ معیاد کی حقیقت“ پر روشنی ڈالی تھی اگر آپ کے خیال میں اس میں کوئی تقمیق تھا تو آپ پر فرض تھا کہ میری اُس طرف توجہ مبذول کرواتے۔ دراصل مرزا بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود ثابت کرنے کیلئے آپ لوگوں کے پاس کوئی معقول دلیل تو ہے نہیں جبھی تو ”نوم) سالہ معیاد“ کی رٹ لگا کر سادہ اور کم علم احمد یوں کو بیوقوف بناتے رہتے ہو۔ اس مضمون میں اب تک جو میں لکھ چکا ہوں وہ بھی ایک صاحب عقل انسان کیلئے ”نوم) سالہ معیاد کی حقیقت“ کو سمجھنے کیلئے کافی ہے لیکن رانا صاحب آپ کے سمجھانے کیلئے ایک بار پھر میں اسکی تفصیل بیان کرتا ہوں۔ حضرت امام مهدی و مسیح موعود اشتہار ۲۲ ربما ۱۴۸۲ھ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

”لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بمحض وعده الہی نوبرس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا خواہ جلد ہو خواہ دیرے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔“ ۲۲ ربما ۱۴۸۲ھ
سے لے کر ۲۱ ربما ۱۴۹۵ھ تک کا عرصہ نوسال بتا ہے۔ اب آپ لوگوں کا موقف یہ ہے کہ اس لڑکے نے نوسال کے عرصہ میں یعنی ۲۱ ربما ۱۴۹۵ھ تک ضرور پیدا ہو نا تھا۔ آپ کے بقول چونکہ وہ لڑکا مرزا بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں نوسال کے اندر ای رجنوں ۱۲ ربما ۱۴۸۸ھ کو پیدا ہو گیا تھا لہذا وہی موعود زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصدق تھا۔ اس مضمون میں خاکسار کے ذیل میں دو (۲) (تحفظات protections) ہیں۔

(۱) حضورؐ کے یہ الفاظ ”لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بمحض وعده الہی نوبرس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا خواہ جلد ہو خواہ دیرے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔“ الہامی نہیں بلکہ اجتہادی ہیں بالکل ویسے ہی جیسے ہی حضورؐ نے ۲۰ ربما ۱۴۸۶ھ ایسے کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کیستھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔ بعد ازاں زکی غلام سے متعلق نازل ہونیوالے مبشر الہامات نے حضورؐ کے اس اجتہادی خیال کی نفی فرمادی۔

(۱۱) اگر وہ موعود زکی غلام، مرزا بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں پیدا ہو گیا تھا تو پھر! (۱) آپ یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کے بعد زکی غلام کی بشارت حضورؐ پر کیوں نازل ہوتی رہی؟ (۲) نوسال کے عرصہ (یعنی ۲۱ ربما ۱۴۹۵ھ ایسے) کے بعد بھی زکی غلام کی بشارت حضورؐ پر کیوں نازل ہوتی رہی؟ (۳) مزید یہ کہ حضورؐ کی نزینہ اولاد کے انقطع یعنی ۱۳ رجون ۱۴۹۹ھ ایسے کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارات (اُنہی علامات اور صفات کے ساتھ جو کہ ۲۰ ربما ۱۴۸۸ھ ایسے کی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں) حضورؐ کی وفات تک آپ پر کیوں نازل ہوتی رہیں؟ لہذا اس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ حضورؐ کے یہ الفاظ ”لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بمحض وعده الہی نوبرس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا خواہ جلد ہو خواہ دیرے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔“ الہامی نہیں بلکہ اجتہادی تھے۔ اگر یہ الفاظ اہامی ہوتے تو جیسا کہ افراد جماعت کا خیال ہے کہ زکی غلام مرزا بشیر الدین محمود احمد تھے تو پھر مرزا بشیر الدین محمود کی پیدائش کے بعد حضورؐ پر زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کبھی نازل نہ ہوتے۔ زکی غلام سے متعلق ان الہامی بشارات نے مزید یہ بھی ثابت کر دیا کہ زکی غلام یعنی مصلح موعود حضورؐ کا کوئی جسمانی لڑکا نہیں تھا بلکہ وہ روحانی بیٹا ہے جس نے ۲۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔

کیوں نہیں لوگ تمہیں حق کا خیال - دل میں آتا ہے مرے سو نواب

آنکھ تر ہے دل میں میرے درد ہے۔ کیوں دلوں پر اس قدر یہ گرد ہے

بدگماں کیوں ہو خدا اپکھ یاد ہے۔ افتاء کی کب تک بنیاد ہے

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۲ کے آخر پر لکھتے ہیں:-

”(۲) اب دیکھنا ہے۔ کہ کیا وہ نشانیاں جو مصلح موعود کے بارے میں بتائی گئی ہیں پوری ہوئی ہیں کہ نہیں۔ اگر نہیں تو پھر تو آپ کے بارے میں غور کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ پوری ہو گئی ہیں تو آپ کو کیا اعتراض ہے۔ ضد تو اچھی نہیں ہوتی۔ جب سچائی کھل جائے تو مان لینا ہی سعادتمندی ہے۔

(الف) دیکھئے مصلح موعود کا نام فضل عرب بھی رکھا گیا ہے۔ حضرت عمر پر بدھ کے روز مسجد میں عصر کی نماز پر حملہ ہوا تھا۔ اسی طرح مصلح موعود پر بھی بدھ کے روز عصر کی نماز پر حملہ ہوا۔ اب کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں۔“

جناب رانا صاحب! باقی نشانیوں کی بات تو میں بعد میں کروں گا۔ پہلے آپ سے میرا یہ سوال ہے کہ آپ کو کس جھوٹے نے یہ بتایا ہے کہ حضرت عمر امیر المؤمنین پر عصر کے وقت حملہ ہوا تھا؟ ماشاء اللہ آپ تاریخ اسلام کا خوب اور گہرا اور وسیع علم رکھتے ہیں۔ جبھی تو آپ یہ فرمائے ہیں کہ حضرت عمر پر عصر کے وقت حملہ ہوا تھا۔ یہی حال آپ کے خلیفہ صاحب کے علم کا ہے۔ حضرت عمر پر حملہ جس وقت بھی ہوا ہو لیکن آپ لوگوں نے اپنے خود ساختہ فضل عمر سے مانعت دینے کیلئے اُسے کھنچ تان کے عصر تک لے آتا ہے۔ میرے محترم! تنخواہ دار مولویوں کی چند سنی سنائی جھوٹی باتوں پر اعتبار کر کے آپ مجھے سمجھانے کیلئے نکلے ہیں۔ پہلے ذرا آپے علم کی پڑتال تو کر لیتے۔ ۹۹۹۹۹۹۔

حضرت امیر المؤمنین عمر پر قاتلانہ حملہ کے سلسلہ میں عرض ہے کہ ۲۳ھ کے آخر میں ایک دن آپ فخر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ ابوالعلو فیروز نامی ایک ایرانی انسل غلام نے مسجد میں داخل ہو کر ذاتی رنجش کی بنا پر آپ پر فخر کیسا تھے چھوڑا کیے جن میں سے ایک زیر ناف لگا اور ہی شہادت کا باعث بنا۔ جب لوگوں نے حملہ آور کو پکڑا تو اُس نے خود کشی کر لی۔ حملہ کے بعد حضرت عمر زخمی ہو کر گر پڑے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے نماز فخر پڑھائی۔ آپ کو گھر لے جا کر دوائی پلاٹی گئی تو وہ زخم کے راستے باہر نکل پڑی۔ اس لیے یقین ہو گیا کہ آپ جانہ نہیں ہو سکیں گے۔ عجیب بات ہے کہ دین اسلام کی ایک برگزیدہ ہستی پر صحیح کے وقت نماز فخر کے دوران حملہ ہوتا ہے۔ تاریخ اسلام اس پر شاہد ہے۔ لیکن آپ اپنے خود ساختہ فضل عمر کو اُس برگزیدہ ہستی سے مانعت دینے کیلئے اُسکے حملہ کے وقت کو بھی عصر کا وقت قرار دے رہے ہیں۔ آپ بہت باکمال لوگ ہیں۔ آپ کچھ بھی ثابت کر سکتے ہیں۔ آپ کے نزدیک سیدنا حضرت عمر پر عصر کے وقت قاتلانہ حملہ جس قسم کا تھا ہے افراد جماعت کے نزدیک خلیفہ ثانی کے مصلح موعود ہونے کا سچ بھی اسی قسم کا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد۔ جو چاہے آپ کا حسن کر شہزاد کرے

باقی رہیں نشانیاں جو آپ مرزا بشیر الدین محمود احمد میں پوری کر رہے ہیں انکی حیثیت سوائے ایک ”رام کہانی“ کے اور کچھ نہیں۔ میں یہاں ان کا ذکر چھوڑتا ہوں۔ مضمون کے اگلے صفحات میں کسی جگہ پر ان ”نشانیوں کی حقیقت“ کا پول کھولوں گا۔ یہاں پر صرف آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر آپ حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ عصر کے وقت ثابت کر دیں تو میں نہ صرف آپ کو منہ ماگا انعام دونگا بلکہ اپنا دعویٰ زکی غلام مسیح الزماں بھی واپس لے لوں گا۔ کیا آپ اس کیلئے تیار ہیں؟ ورنہ ان لاٹ زنیوں سے کیا فائدہ۔ یاد رکھیں آپ کرس کو کسی طرح بھی شاہین ثابت نہیں کر سکتے۔ مزید رآں آپ نے میرے مضمون ”سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجربہ“ میں میرے ایسے ہی پیش کردہ انعام پر (comment) کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم انعام نہیں چاہتے بلکہ آپ (یعنی یہ عاجز) واپس آجائیں۔ تو جو ابا عرض ہے کہ میں نے اپنے آقا کی جماعت کو نہیں چھوڑا ہے، اُسی طرح جس طرح میرے آقا (حضرت امام مہدی مسیح موعود) نے اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو نہیں چھوڑا تھا بلکہ علمائے علوی نے آپ اور آپ کے جانشیاران پر اخراج از اسلام اور مقاطعہ کی جھوٹی چھری چلائی تھی۔ اسی طرح آج میرے اور میرے اہل و عیال اور میرے دیگر اصحاب پر بھی وقت کے فرعونوں نے اخراج اور مقاطعہ کی جھوٹی چھری چلائی ہے۔ باقی رہا سوال واپس آنے کا تو میں نے اپنے آقا کی جماعت کو کب چھوڑا ہے۔ واپس انہیں بلا یا کرتے ہیں جو چھوڑ جایا کرتے ہیں۔ یہ زکی غلام تو اپنے آقا حضرت امام مہدی مسیح موعود کے قدموں میں بیٹھا ہوا ہے۔ رانا صاحب! امر واقع یہ ہے کہ کچھ نا سمجھا اور دنیا در لوگوں نے حصول دنیا کیلئے آپ سب کو صراطِ مُتَقِّیم سے بھٹکایا ہوا ہے۔ آپ سب لوگ مظلوم اور مقتہور ہیں۔ پیشگوئی زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے معاملہ میں آپ لوگوں کیسا تھا ایک دھوکہ اور فراؤ ہوا ہے۔ پیشک ”زکی غلام مسیح الزماں“ کے نزول سے پہلے تک تو آپ سب بے خبر ہونے کی وجہ سے نردوش تھے لیکن اب اُس نے آکر تمہیں جگایا ہے اور حقیقت حال سے آگاہ کر دیا ہے۔ یاد رکھیں ”کمیح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر آجائے تو اُسے بھولا ہوانہیں کہتے“۔ سوچئے آج آپ کہاں کھڑے ہیں؟ میں آپ سب کا منتظر ہوں اور قویٰ یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن آپ سب میرے حلقة بگوش ہوں گے۔ آپ سب زکی غلام مسیح الزماں کے ہیں اور وہ آپ کا ہے اور کوئی مکار انہیں علیحدہ نہیں کر سکتا۔

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۵ پر لکھتے ہیں:-

”آپ نے جو حوالہ جات زکی غلام کے بارے میں اپنی تحریرات میں دیئے ہیں۔ جس میں حضور علیہ السلام کے الہامات ۲۰ رفروری ۱۸۸۷ء کی پیشگوئی مصلح موعود اور عرصہ نوسال کے اندر اس وجود کا پیدا ہو جانا۔ اور اسکے بعد بھی حضور گوبدستور زکی غلام کے بارے میں الہامات آتے رہنا حتیٰ کہ آخری الہام ۷۱ء نومبر۔ ناقل (نومبر ۱۹۰۴ء) جس میں اس لڑکے کا نام بھی بتایا گیا ہے۔ ۱۳ راپر میل ۱۸۹۹ء اے۔“ تھوڑا صبر کر۔ میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔“ اور آپ کا یہ استدلال کہ بوقت پیشگوئی (بشارت کے وقت) مبشر و جو نہیں ہوتا۔ یہ بجا اور درست ہے۔ ۲۰ رفروری ۱۸۸۷ء کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الشانیؑ موجود نہیں تھے۔ مطابق پیشگوئی اور مطابق وعدہ وہ مبشر پیدا ہو گیا۔ اور اس

متنازعہ فیہ امر کو فیصل کرنے کا حسن طریقہ اور اسکی ایک مثال۔

جناب رانا صاحب! ہم بے علم تھے۔ ایک صدی قبل ہمارے آقا مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عظیم الشان غلام نے ہمیں ایک ایسا طریق کا بتایا ہے جس پر عمل کرنے سے بشرطی تقویٰ کسی بھی ممتاز عذر یا امر کا بخوبی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ میں آپ کو اور افراد جماعت کو سمجھانے کیلئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ہم سب یقین رکھتے ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اُمتی بنی تھے جبکہ اُمت محمد یہ ختم نبوت کے عقیدے پر نہ صرف قائم بلکہ جبی ہوئی ہے۔ اُمت محمد یہ ”ختم نبوت“ کے عقیدے کے جواز کیلئے سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۲۱ کا حوالہ دیتی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

”مَا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَحَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلَيْهِ“، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے جوان مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ سورہ احزاب کی آیت نمبر ۲۱ سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ امیرِ محمد یہ میں ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے؟ ہم جانتے اور ایمان بھی رکھتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہمیں یہ بھی علم ہے کہ قرآن مجید کی کسی بھی ذمہنی آیت کی بعض دلگیر آیات قرآنی خود بخود تفسیر کر دیتی ہیں۔ سورہ احزاب کی آیت نمبر ۲۳ میں لفظ ”خاتم النبیین“ کی حقیقت جانے کیلئے جب ہم تقویٰ اور دینداری کیسا تھر قرآن مجید کا بحیثیت مجموعی مطالعہ کرتے ہیں تو بعض دلگیر آیات قرآنی (مثلاً فاتحہ ۶۔ ۷، نساء ۲۰۔ ۲۱، اعراف = ۳۶) اس آیت کی تشریح کر دیتی ہیں کہ لفظ ”خاتم النبیین“ سے مراد نبوت کا مطلق خاتم نہیں ہے بلکہ اس سے ایسی نبوت کا خاتم مراد ہے جس کیسا تھر کوئی نئی شریعت ہو۔ جہاں تک حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات اور وحی کا تعلق ہے تو آیہ ۳۶ کا اپنی وحی یہ ایمان تھا جیسا کہ آیہ ۳۶ کا ایمان قرآنی وحی یہ تھا۔ آیہ فرماتے ہیں:-

"وَإِنْ كَانَ الْأَمْرُ خَلْفَ ذَالِكَ عَلَى فِرْضِ الْمُحَايِلِ فَنَبْذِنَا كُلَّهُ مِنْ أَيْدِيهِنَا كَالْمَتَاعِ الرَّدِّيِّ وَمَادِيِّ السَّعَالِ۔" (روحاني خزانہ جلد ۵، آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱) اگر میری وحی قرآن کے خلاف ہو تو میں اسے تھوک کی طرح چھینک دوں۔

ایک اور جگہ پر آپ فرماتے ہیں:-

”یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک الہام کیلئے وہ سنت اللہ بطور امام اور ممکن اور پیشوں کے ہے جو قرآن میں وارد ہو چکی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور میں آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتلوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔“ (انوار الاسلام، مطبوعہ ۱۸۹۵ء، جلد ۹ صفحہ ۹۱)

اب ہمارے آقا حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ نے امت محمدیہ میں ”ختم نبوت“ ایسے ”متنازع عدیہ امر“ کا بطریق احسن حل کر کے دکھایا ہے اور ثابت کر کے دکھادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی رحمتوں اور روحانی نعمتوں کے دروازے بشمول نبوی انعام بند نہیں کیے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سارے بندوں کو اپنی ساری نعمتیں بخش دے تو بھی اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں ذرہ بھر بھی کمی نہیں ہو سکتی۔ لہذا اپنے دلوں کو صاف کر کے تقویٰ اور طہارت کیسا تھوڑا صراطِ مستقیم پر چلنے کی دعاً مانگو تا اللہ تعالیٰ تمہیں بھی منعم علیہ گروہ میں شامل فرمائے۔ رانا صاحب! آپ سے، آپ کی معرفت خلیف صاحب اور پوری جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ کیا یہ بھرنیں ہو گا کہ جس طرح ہمارے آتنا نہ قرآن کریم کے بحثیت مجموعی مطالعہ کی روشنی میں ”ختم نبوت“ کے عقیدے کا بطلان کیا ہے اسی طرح ہم بھی حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے اہمات کی روشنی میں ”پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت“ کو جاننے کی کوشش کریں۔ آخر اس میں کیا حرج ہے؟ نفس سے پاک ہو کر اور تقویٰ اور دیانتداری کیسا تھوڑا فرمانے کے بعد حضورؐ کے اہمات کی روشنی میں جو حقیقت ظاہر ہو جائے اُسے ہم سب قبول کر لیں اور جماعت کو افتراق سے بچائیں۔ اگر دل میں خوف خدا ہو اور موت یاد ہو تو ہر جھگڑے کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ کیا آپ میری اس تجویز سے متفق ہیں؟ اگر متفق ہیں تو تیار کیجئے اپنے خلیفہ صاحب اور جماعت کو۔ میں تو آپ سب کو عرصہ پانچ سال سے اس طریق فیصلہ کی طرف بلارہا ہوں اور آپ میرا اور میرے اہل و عیال اور میرے دوست احباب کا آخر اخراج اور حرقہ پانی بند کرتے پھر ہے ہیں۔ مجھے امید ہے آپ اس طریق فیصلہ سے راہ فرار اختیار نہیں کریں گے آمین۔ باقی آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ! ۲۰۰۸ء کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ موجود نہیں تھے۔ مطابق پیشگوئی اور مطابق وعدہ وہ مبشر پیدا ہو گیا۔ اور اس میں ایک ذرہ بھر شک نہیں۔ اس کا نام فضل عمر ہو گا۔ محمود ہو گا۔ بشیر (ثانی ہو گا)۔ لبی عمر رائے گا۔

۸۸۷ اس ضمن میں عرض ہے کہ آپ یومنتے ہیں کہ بھارت کے وقت مبشر وجود موجود نہیں ہوتا بلکہ بھارت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ یہاں پر میرا آپ سے سوال ہے کہ اگر ۲۰۰۰ رفروری ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ مبشر وجود پیدا ہوچکا تھا تو پھر بعد ازاں زکی غلام سے متعلق مبشر کلام الہی جو حضور پرآپ کی وفات (۲، ۷ نومبر ۱۸۸۴ء) کی پیشگوئی اور وعدہ کے مطابق ایک

۷۹۰ء) تک نازل ہوتا رہا اس مبشر کلام میں اللہ تعالیٰ آپؐ کو کس وجود کی بشارت دیتا رہا ہے؟ اگر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ زکی غلام مصلح موعود خپیدا ہو چکا ہوتا تو پھر اس کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ زکی غلام سے متعلق کوئی الہامی بشارت نازل نہ فرماتا۔ مبشر وجود کی پیدائش کے بعد اُسکے متعلق مبشر کلام نازل فرمانا اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے اور قرآن مجید کی متعدد آیات اس پر دال ہیں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے بعد زکی غلام سے متعلق حضور پر مبشر کلام نازل فرمایا ہے تو اس مبشر کلام میں اُس نے ہم اور اُسکے پیر و کاروں کو کیا پیغام دیا ہے؟ جواباً عرض کرتا ہوں کہ اس مبشر کلام میں اللہ تعالیٰ نے ہم اور اُسکے پیر و کاروں کو یہ پیغام دیا تھا کہ وہ جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا تھا زکی غلام نہیں ہے بلکہ زکی غلام حضور کے لقول مصلح موعود ہے اُس نے تو ۶۷ء نومبر ۱۸۹۰ء کے بعد پیدا ہونا ہے اور زکی غلام سے متعلق ہی الہامی بشارت خلیفہ ثانی کو بھی اور آپؐ کو بھی جنہوں نے اُسے مصلح موعود بنایا اور مانا مجرم بنارہی ہیں۔ خاکسار آئندہ صفحات میں مزید اسکی تفصیل بیان کرے گا۔

آپؐ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۵ کے آخر پر لکھتے ہیں:-

(۳) ”زکی غلام کی پیدائش آخری مورخ ۱۷-نومبر ۲۰۰۷ء (نال)“ کی ہے۔ اس وقت زکی غلام موجود نہیں تھا۔ مگر یہ زکی غلام ہر حال آپؐ کی صلبی نسل میں سے ہونا آزروئے پیشگوئی ضروری ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا الہام خنِ التّو حید آیا بناۓ الفارس میں آئندہ دنیا کی اصلاح اور توحید کے پھیلانے کی ڈیوٹی خدا تعالیٰ نے آزاد اشاعت حضرت مسیح موعودؑ کی صلبی نسل سے ہی مقدر کر رکھی ہے۔ حضورؐ نسل میں سے کسی زکی غلام کا پیدا ہو جانا خدا جب بھی چاہے پیدا کر دیگا۔ مگر آبناۓ الفارس ہی ہوگا۔۔۔ پس آپؐ گھبرا نہیں۔ یہ زکی غلام ایک نہیں کئی پیدا ہوتے رہیں گے۔۔۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ زکی غلام دعویٰ بھی زکی غلام ہونے کا کرے۔ زکی غلام اور ہے اور مصلح موعود اور ہے۔“

زکی غلام ہی مصلح موعود ہے

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی مسیح موعودؑ کو ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کی بشارت بخشی تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ ان دو (۲) وجودوں میں سے کوشاں وجود مصلح موعود ہے یا کس وجود کو حضرت مرزا صاحبؓ نے مصلح موعود قرار دیا ہے؟

جناب رانا صاحب! آپؐ یہ سوال ایک بچگانہ سوال ہے۔ مجھے جیرانی ہوئی آپؐ پر کہ آپؐ کو یہ بھی علم نہیں کہ آج تک آپؐ کو اتنے کم علم ہیں کہ تو اسے مصلح موعود کو اپکا اور زکی غلام (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) میں سے مصلح موعود کون ہے؟ جس احمدی نے بھی ہوش و حواس کیسا تھا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے الہام اور کلام کا مطالعہ کیا ہے تو اُس کیلئے تو اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ”زکی غلام“ کے متعلق ہی یہ پیشگوئی نازل فرمائی تھی اور اُسے ہی ہم نے مصلح موعود قرار دیا ہے۔ اس حقیقت میں تو کسی کو بھی شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس الہامی پیشگوئی میں مذکور دونوں وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) میں سے صرف ایک وجود ہی مصلح موعود ہے۔ دونوں نہیں۔ آپؐ بھی اس سے اتفاق کریں گے۔ اب تینقح طلب امر یہ ہے کہ ان دونوں وجودوں میں سے مصلح موعود کون ہے یا حضرت مرزا صاحبؓ نے کس کو مصلح موعود قرار دیا ہے؟

میرے محترم! میں اپنے اکثر مضامین میں اس بات کی خوب وضاحت کرچکا ہوں کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکور دونوں وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) میں سے کون مصلح موعود ہے؟ اگر آپؐ نے میرے مضامین یا میری کتاب (غلام مسیح الزماں) کو نہیں پڑھا ہے یا اگر پڑھا ہے تو آپؐ میری وضاحتوں کو بھول چکے ہیں تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ ہر حال آپؐ کیلئے ایک بار پھر عرض کرتا ہوں کہ شروع میں حضرت امام مہدی مسیح موعود اس الہامی پیشگوئی کو ایک ہی پیشگوئی بختہ رہے۔ (ثانیاً) آپؐ نے اپنے پہلے لڑکے بشیر احمد (اول) کو جو کہ مورخ ۱۸۸۲ء کے راست کے متعلق اس الہامی پیشگوئی کا مصدق خیال کیا تھا۔ لیکن یہ لڑکا پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر رضائے الہی کے تخت ۲۳ نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔ بشیر احمد (اول) کی وفات کے بعد ۲۳ دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپؐ نے مولوی نور الدینؒ کو ایک خط لکھا۔ اس خط میں آپؐ بشیر احمد (اول) کے حوالہ سے فرماتے ہیں:-

”یہ عبارت کہ خوبصورت، پاک لڑکا تمہارا مہمان۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت۔۔۔ چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روزہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کافرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخر تک اُسی کی تعریف ہے۔۔۔ بیس ۲۰ رفروری کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں الہام الہی نے اس غلطی کو فرع کر دیا۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹۔ مکتب ۲۳ دسمبر ۱۸۸۸ء نام حضرت خلیفۃ المسیح اولؒ) اب حضورؐ کے اس خط سے تین (۳) باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

(اولاً)۔ یہ کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی یعنی اس میں دو (۲) وجودوں کی بشارت بخشی گئی تھی۔

(ثانیاً)۔ یہ کہ ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ کی پیشگوئی جس کامصدق حضور نے اپنے مرحوم لڑکے (بیش احمد اول) کو قرار دیا تھا درج ذیل الہامی عبارت پر مشتمل تھی:-
”وہ لڑکا تیرے ہی تھم سے تیری ہی ذریت نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بیش بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ جس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔“

(ثالثاً)۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں کہ ”بعد کافقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخر تک اُسی کی تعریف ہے۔“ اب ظاہر ہے کہ اس الہامی پیشگوئی میں ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ کے علاوہ دوسرا وجود کوئی ہے؟ وہ دوسرا وجود ”زکی غلام“ ہے اور اسے ہی حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ ”مصلح موعود“، قرار دیا ہے۔ اور ۲۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی میں ”زکی غلام“ سے متعلقہ الہامی عبارت کا حصہ درج ذیل ہے:-

”اُسکے ساتھ فضل ہے۔ جو اُس کے آنے کے ساتھ آیا گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے ہتھوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیری نے اُسے کلمہ تجدید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اُسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ فرزندِ بعد گرامی ارجمند۔ مظہرُ الاول والآخر۔ مظہرُ الحق
والعلاء کائن اللہ نزل من السمااء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے مسح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قویں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔“

خاس کسار اس ثبوت کیلئے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی میں ”زکی غلام“ ہی ”مصلح موعود“ ہے اور اسے ہی حضور نے ”مصلح موعود“، قرار دیا ہے۔ ذیل میں سبز اشتہار میں سے مزید دو اقتباسات نقل کرتا ہے:- حضور سبز اشتہار میں فرماتے ہیں:-

(۱) ”اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بیش کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بیش کی نسبت ہے۔“ (سبز اشتہار تصنیف کیم دسمبر ۱۸۸۴ء - مجموع اشتہارات جلد اول صفحہ ۹۷ احادیث۔ روحانی خوارائی جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ حاشیہ)

(۲) ”اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی (۲۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی - نقل) کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پرِ متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اُس کیساتھ فضل ہے جو اُسکے آنے کیساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نامِ الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرانام اُس کا محمود اور تیسرا نام اُس کا بیشتر ثانی بھی ہے اور ایکِ الہام میں اُس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوان میں رہتا جب تک یہ بیش جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمتِ الہی نے اُسکے قدموں کے نیچر کھے تھے اور بیش اول جو فوت ہو گیا ہے۔ بیش ثانی کیلئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔“ (ایضاً صفحہ ۳۶۷۔ ایضاً صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۲)

اب حضور کے ان دونوں حوالوں سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:-

(۱) حضور فرماتے ہیں کہ ”۲۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی“، جیسا کہ میں پہلے ثابت کر آیا ہوں کہ الہامی پیشگوئی میں یہ دونوں وجود دو (۲) لڑکے ثابت نہیں ہوتے۔ ان دو (۲) لڑکے ہونا حضور کا صرف اپنا اجتہاد تھا جو کہ بعد ازاں درست ثابت نہ ہوا۔ اسکی تفصیل میں پہلے بیان کر آیا ہوں لہذا یہاں دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۲) دوسری بات حضور کے ان الفاظ سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ الہامی پیشگوئی میں مذکورہ پہلا و جو ”وجیہہ اور پاک لڑکا“، ”قا اور یہ لڑکا (بیش احمد اول - نقل) پیشگوئی میں اسی وجود سے متعلقہ الہامی حصے یعنی ”وہ لڑکا تیرے ہی تھم سے تیری ہی ذریت نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بیش بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔“ کامصدق بن کر اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔

(۳) حضور فرماتے ہیں کہ ”اور اُسکے بعد کی عبارت دوسرے بیش کی نسبت ہے۔“ اب ظاہر ہے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی میں علاوہ ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ کے دوسرے وجود ”زکی غلام“ ہے۔ اور اس طرح حضور اپنے الفاظ میں ”دوسرے بیش یا بیش ثانی“، ”کو ”زکی غلام“ یا ”مصلح موعود“ سے متعلقہ حصے یعنی ”اُسکے ساتھ فضل ہے۔۔۔ وَ كَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔“ کامصدق قرار دے رہے ہیں۔ اور اس طرح یہ بات ہر حال قطعی طور پر ثابت ہو گئی کہ حضور نے ”زکی غلام“ کو ہی مصلح موعود قرار دیا ہے۔ اب تصفیہ طلب

امریہ ہے کہ ”زکی غلام“ کون ہے؟ مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے یا کوئی اور ہے؟

(۲۰) رفروری ۲۰۸۸ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکور ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ اور ”زکی غلام“ میں سے مصلح موعود کون ہے؟ اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے میں آپ کو ایک اور طریقہ بتاتا ہوں۔ وہ یہ کہ آپ اور دیگر احباب جماعت سے میری درخواست ہے کہ آپ سب میرا مضمون نمبر ۱۱ ”حضرت مسیح ناصری“ اور غلام مسیح الزماں کے مابین ممالکت“ اور سورۃ مریم کو بغور و فکر کیجائی نظر کیسا تھوڑا حصیں اور پھر دیانتداری سے الہامی پیشگوئی کا جائزہ لیں کہ اس میں مذکورہ دو (۲) وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) میں سے اللہ تعالیٰ نے کسے ”نشان رحمت“ کہا ہے۔ جسے ”نشان رحمت“ کہا گیا ہے وہی مصلح موعود ہے۔ سورۃ مریم ہمیں بتاتی ہے کہ جس ”زکی غلام“ کی اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم“ کو بشارت بخشی تھی اُسے ہی اللہ تعالیٰ نے ”نشان رحمت“ قرار دیا تھا اور اُسی ”زکی غلام“ کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ ال عمران آیت نمبر ۲۶ میں مسیح عیسیٰ ابن مریم کا نام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ رفروری ۲۰۸۸ء کی الہامی پیشگوئی میں ”زکی غلام“ کو ”مسیح نفس“ بھی قرار دیا ہے۔ لہذا اگر یہ ”مسیح نفس زکی غلام“، مصلح موعود نہیں ہے تو پھر مصلح موعود اور کون ہو سکتا ہے؟ کوئی بھی نہیں۔ اُمید ہے اب آپ کی تسلی ہو گئی ہو گئی کہ ”زکی غلام“ ہی مصلح موعود ہے اور حضور نے اُسے ہی مصلح موعود قرار دیا ہے۔ بہر حال رانا صاحب! مجھے آپ کے علم پر حیرت ہوئی ہے کہ آج تک آپ کو اس معمولی بات کا بھی علم نہیں تھا کہ الہامی پیشگوئی میں کون مصلح موعود ہے؟ یہ بھی یاد رہے کہ آگر آپ کو یاد دیگر افراد جماعت کو اب تک یہ پتہ نہیں چلا کہ الہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کون ہے تو یہ کوئی اچنچھے کی بات نہیں ہے کیونکہ ایسی پیشگوئیوں کی حقیقت یا انکی فلاسفی اُن وجودوں پر کھلتی ہے جو انکے مصدقہ ہو کرتے ہیں؟

ایک توجہ طلب بات۔۔۔؟

(رانا صاحب! حضورؐ کا سبز اشتہار میں دوسرے بشیر یا بشیر ثانی کو ”زکی غلام یا مصلح موعود“، قرار دینا آپ کا اجتہادی خیال تھا۔ اب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعد ازاں حضورؐ کے اس اجتہادی خیال کی تصدیق فرمائی ہے یا کتفی فرمائی ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے اس اجتہادی خیال کی اپنے کلام میں تصدیق فرمائی ہے تو پھر میں یا کوئی اور کون ہوتا ہے اس الہامی فیصلہ سے اختلاف کرنے والا۔ دریں صورت میں نہ صرف اپنا دعویٰ ”زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود“، اپس لے لوں گا بلکہ آپ کو اور جماعت کو منہ ما نکا انعام بھی دونگا۔ لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں حضورؐ کے اس اجتہادی خیال (دوسرے بشیر یا بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد کو ”زکی غلام یا مصلح موعود“، قرار دینا) کی نقی فرمادی ہے تو پھر تقویٰ اور دیانتداری کا تقاضا ہے کہ آپ بھی اور پوری جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو بھی اور اسکی اس انعامی تسمیہ کو بھی فراخ دی کیسا تھوڑا قبول فرمائیں کیونکہ اسی میں آپ سب کی بجلائی اور خیر ہے۔)

اب میں بڑے اختصار (تفصیل میرے دیگر مضمایں میں موجود ہے) کیسا تھا یہاں چند دلائل یا وجوہات کا ذکر کرتا ہوں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ”زکی غلام“ نہیں تھے۔ اور جب وہ ”زکی غلام“ ہی ثابت نہیں ہوتے تو پھر وہ مصلح موعود کیسے ہو گئے؟ کیونکہ مصلح موعود تو صرف اور صرف ”زکی غلام“ ہی ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ”زکی غلام یا مصلح موعود“ نہ ہونے کی وجوہات

(۱) پہلی وجہ یہ کہ یہ بات درست ہے کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود نے سبز اشتہار میں فرمایا تھا کہ ”اور اسکے بعد کی عبارت (اس کیسا تھوڑا فضل ہے۔۔۔ وَ كَانَ أَمْرًا مَّمْقُضِيًّا) دوسرے بشیر کی نسبت ہے،“ لیکن جب ۱۲ رجب ۱۴۹۰ء کے دن یہ دوسرے بشیر یا بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوا تو حضورؐ نے اُسی دن ایک اشتہار لعنوان ”تمکیل تبلیغ“ شائع فرمایا۔ آپ اس اشتہار کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:-

”آج ۱۲ رجب ۱۴۹۰ء میں بھاطپن ۹ جمادی الاول ۲۰۷۳ء یا ۱۴۹۰ء میں روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام با فعل محض تقاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہو گا۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۳۲، بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

اب حضورؐ کے متذکرہ بالا الفاظ سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ سبز اشتہار میں حضورؐ نے یہ جو فرمایا تھا کہ ”اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔“ الہامی نہیں تھی بلکہ آپ کا یہ محض اجتہاد تھا۔ اگر یہ (اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے) الفاظ الہامی ہوتے تو حضورؐ دوسرے بشیر یا بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کے موقع پڑھنے کی چوٹ کیسا تھی یہ اعلان فرماتے کہ قطعی طور پر یہ لڑکا ”زکی غلام یا مصلح موعود“ ہے۔ لیکن حضورؐ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ ”ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔“ مزید یہ بھی فرمایا کہ اس کا ”نام با فعل محض تقاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اکشاف کے بعد پھر اطلاع دی

جا یگی۔” میرا یہ چلتی ہے کہ حضور نے اسکے بعد مرتباً بشیر الدین محمود کے متعلق کسی لڑکا بھی نہیں فرمایا کہ یہ ”لڑکا“، مولود یا مولود مسعود یا مصلح موعود ہے۔ اور اگر کوئی ایسا ثابت کر دے تو میں اُسے منہ ماگنی انعامی رقم دینے کو تیار ہوں۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضور نے مولود، مولود مسعود اور مصلح موعود کے الفاظ ”زکی غلام“ کیلئے ہی استعمال فرمائے ہیں کیونکہ آپ کے خیال میں ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ سے متعلق الہامی عبارت کے مصدق تو بشیر احمد (اول) تھے اور وہ آپ ہی کے بقول پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق مہمان کی طرح چند روزہ زندگی گزار کر دیکھتے رخصت ہو گئے تھے۔

(۲) دوسری وجہ یہ کہ حضرت امام مہدی مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کو بھی مصلح موعود یعنی زکی غلام قرآنی نہیں دیا تھا۔ میں ۱۸۹۷ء میں حضورؑ پسے کسی مخالف کے جواب میں رسالہ ﷺ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

”بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعودؑ کے سے تو میں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔“ (جیۃ اللہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

حضرور کے یہ الفاظ بھی اس امر کی تصدیق فرمارے ہیں کہ حضورؑ نے اپنے ان الفاظ (اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے) کے باوجود ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ”مولود موعود“ یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جب کہ اس وقت آپ کے تینوں لڑکے مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد موجود تھے۔ ہاں آپ نے محض تقاضاً کے طور پر اتنے کا نام ضرور رکھے تھے۔

(۳) تیسرا وجہ یہ کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے ۱۳ رجب ۱۸۹۹ء کے دن پیدا ہونیوالے اپنے لڑکے مبارک احمد کے متعلق بڑے واضح رنگ میں فرمایا کہ میرا یہی لڑکا ”مولود مسعود“ ہے۔ بالفاظ دیگر حضورؑ نے مبارک احمد کو ”زکی غلام“ یعنی پیشگوئی مصلح موعود کا مصدق قرار دیا تھا۔ خاسدار اختصار کی خاطر یہاں حضورؑ کے صرف دو (۲) حوالے درج کرتا ہے۔ باقی اسکی تفصیل میرؒ میں مضمون نمبر ۳۰ ”سیز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ“ میں موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

(۱) ”اویمیرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اسکی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۷ء میں کی گئی۔“ (تریاق القلوب۔ تصنیف ۱۹۰۰ء بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱)

اب اس میں کوئی شک نہیں کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۷ء کی الہامی پیشگوئی بالفاظ دیگر پیشگوئی مصلح موعود کاہلاتی ہے اور یہ پیشگوئی زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق ہی نازل ہوئی تھی۔

(۱۱) ”سوندھ تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متینہ کرنے کیلئے اس پر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۳ رجب ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۱۳ صفحہ ۱۴۶ تھی بروز چارشنبہ پورا کر دیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔“ (ایضاً صفحہ ۲۲۱)

معزز قارئین کرام! اب ”اویسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔“ اور محض تقاضاً کے طور پر رکھے گئے نام (فضل۔ بشیر۔ محمود) کہاں لگئے کیونکہ حضورؑ تو ۱۸۹۹ء میں اپنے چوتھے فرزند مبارک احمد کو ۲۰ رفروری ۱۸۸۷ء کی الہامی پیشگوئی کا مصدق اور ”مولود مسعود“ یعنی مصلح موعود فرمارے ہیں۔ بعد ازاں یہ لڑکا بھی ۱۶ ستمبر ۱۸۹۷ء کے دن نوٹ ہو گیا۔ مبارک احمد کی پیدائش (۱۳ رجب ۱۸۹۹ء) کے بعد حضرت امام مہدی مسیح موعود کے ہاں کوئی نزینہ اولاد نہ ہوئی لیکن ”زکی غلام“ کی بشارات جاری رہیں۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے پر یہ قطعی طور پر ظاہر فرمادیا کہ اے میرے پیارے مہدی اور مسیح ”زکی غلام“ تیرا کوئی جسمانی فرزند نہیں ہے بلکہ یہ کوئی تیرا روحانی فرزند ہو گا اسی طرح جس طرح تو میرے پیارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کا روحانی فرزند ہے۔ امید ہے اب تو آپ کو اور معزز قارئین کرام کو بھی بخوبی پتہ چل گیا ہو گا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد تو کسی لحاظ سے بھی پیشگوئی ”زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود“ کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے۔ تو پھر وہ مصلح موعود کس طرح ہو گئے؟

زکی غلام تین نہیں بلکہ ایک ہی ہے اور وہ یہی مصلح موعود ہے

اس ضمن میں عرض ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۷ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کی بشارت بخشی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

(۱) ”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے ماں کا ۔۔۔ سو تجھے بشارت ہو ۔۔۔ کہ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا ۔۔۔

۔۔۔ وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹۱ تا ۱۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۰)

(۲) اسی زکی غلام کی پیدائش (بشارت ہمیشہ پیدائش سے پہلے ہوا کرتی ہے نہ کہ پیدائش کے بعد۔ ناقل) کی دوبارہ بشارت اپریل ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ جیسا کہ درج ذیل الہام

سے ظاہر ہے:- ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء۔ ”اَصْبِرْ مَلِيّاً اَسَاهَبْ لَكَ غَلَامًا مَازِيًّا۔“ یعنی کچھ تھوڑا عرصہ سبکر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔ (تذکرہ صفحہ ۷۷)

بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

اس الہام میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے مہدی اور مسیح کو اور آپ کی معرفت آپ کی جماعت کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ ابھی وہ ”زکی غلام“ (مصلح موعود) پیدا نہیں ہوا اور اے میرے بندے تو تھوڑا عرصہ صبر کر میں اس ”زکی غلام“ کو تجھے ضرور عطا کروں گا۔ معز زقار میں کرام کیا یہ الہام اس حقیقت پر دال نہیں ہے کہ اپریل ۱۸۹۹ء تک مصلح موعود پیدا نہیں ہوا تھا؟

(۳) پھر اسی زکی غلام کی آخری اور سہ بارہ پیدائش کی بشارت ۲، ۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو ہوئی۔ حیسا کہ درج ذیل الہام سے ثابت ہے:-

۶، ۷ نومبر ۱۹۰۱ء۔ **سَاهَبَ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا رَبِّ هَبَ لِي دُرْيَةً طَيِّبَةً إِذَا نَبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَعْنِي أَلْحَدَ تَرَكَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاصْحَابِ الْفَيْلِ۔** (تذکرہ ۲۲۶، بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۰، ۲۰، ۱۹۰۱ء صفحہ ۳) ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام بیکھی ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحابِ فیل کیسا تھہ کیا کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی جو مختلف اوقات میں تین دفعہ اپنے برگزیدہ بندے کو جو بشارتیں عطا فرمائیں تو کیا اس سے یہ مراد تھا کہ یہ تین مختلف ”زکی غلام“ تھے؟ میں جواب اعرض کرتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک ہی بندے کو تین مختلف غلاموں کے بارے میں ایک ہی صفاتی نام یعنی ”زکی“ کیسا تھہ بشارتیں دینا تو ویسے ہی غیر معقول اور مضمکہ خیز بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غیر معمول اور مضمکہ خیز باتوں سے پاک ہے۔ وہ حکیم ہے اور اس کا کلام بھی حکیمانہ ہوتا ہے۔ اور ایسے حکیمانہ کلام کی حقیقت اور گھرے اسرار ان لوگوں پر واہوتے ہیں جو پیدائشی طور پر مطہر ہوتے ہیں یا جنہیں اللہ تعالیٰ مطہر بنا دیتا ہے۔ قارئین کرام! سُنْنَةَ اللَّهِ التَّعَالَى نے مجھ پر انشاف فرمایا ہے کہ میں نے یعنی اللہ تعالیٰ نے ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء اور ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو اپنے برگزیدہ بندے (حضرت امام مہدی مسیح موعود) کو اور اُسکی معرفت اُسکی جماعت کو یہ سمجھانے کیلئے یہ بشارتیں عطا فرمائیں تھیں کہ زکی غلام یعنی مصلح موعود ابھی تک پیدا نہیں ہوا ہے بلکہ وہ آئندہ پیدا ہوگا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کو اور پھر ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء کو اور پھر آخری بار، ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو جو ”زکی غلام“ کے متعلق تین مختلف اوقات میں بشارتیں ہوئیں تھیں۔ یہ تین مختلف ”زکی غلام“ نہیں تھے بلکہ ایک ہی ”زکی غلام“ تھا جسے حضرت امام مہدی مسیح موعود نے مصلح موعود کا خطاب دیا تھا اور اُس نے ۲، ۷ نومبر ۱۹۰۱ء کے بعد جماعت احمد یہ میں پیدا ہونا تھا۔

رانا صاحب! اگر آپ یا کوئی اور فوجماعت ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکورہ دونوں وجودوں کا دو جسمانی لڑکے ہونا ثابت کر دے؟ یا ”زکی غلام“ کے علاوہ کسی اور وجود کا مصلح موعود ہونا ثابت کر دے؟ یا ”زکی غلام“ سے متعلقہ تین مختلف بشارتوں میں سے تین مختلف زکی غلاموں کا ہونا ثابت کر دے؟ یا یہ ثابت کر دے کہ اللہ تعالیٰ نے وجہہ اور پاک لڑکے کی طرح ”زکی غلام“ کو حضورؐ کی صلب میں سے پیدا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے؟ یا یہ ثابت کر دے کہ جماعت احمد یہ میں دو (۲) وجودوں (وجہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کے علاوہ کوئی اور تیسرا وجود بھی موعود ہے؟ تو یہ عاجز نہ صرف آپ سب کومنہ مانگا انعام دے گا بلکہ اپنے دعویٰ ”موعود زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود“ سے بھی دستبردار ہو جائے گا۔ کیا جماعت احمد یہ میں کوئی ہے جو میرا یہ میں کوئی ہے جو میرا یہ میں پیدا ہونا تھا۔

یارو! خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟۔ خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟۔ حق کی طرف رجوع بھی لاو گے یا نہیں؟

کب تک رہو گے ضد و تعصی میں ڈوبتے؟۔ آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟

کیونکر کرو گے رُد جو محش ہے ایک بات؟۔ کچھ ہوش کر کے گذر سناو گے یا نہیں؟

پچ سچ کہو، اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب!۔ پھر بھی یہ مُنہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

آپ لکھتے ہیں کہ! ”**زکی غلام کی پیدائش آخری مورخ ۷ اکتوبر ۱۸۹۷ء۔**“ اس وقت زکی غلام موجود نہیں تھا۔

خاکسار پہلی ثابت کر چکا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں جن دو وجودوں کی بشارت دی گئی تھی۔ ان میں سے ایک ”وجہہ اور پاک لڑکا“ تھا اور دوسرا ”زکی غلام“ ہے۔ یہ بھی ثابت کر چکا ہوں کہ ”زکی غلام“ ہی مصلح موعود ہے اور اسے ہی حضرت امام مہدی مسیح موعود نے مصلح موعود کا لقب دیا تھا۔ اور یہ بھی ثابت کر آیا ہوں کہ ”زکی غلام“ کے متعلق جو مختلف اوقات میں بشارتیں ہوئی تھیں ان سے مراد تین مختلف زکی غلام نہیں تھے بلکہ ایک ہی زکی غلام مراد ہے۔ اور یہ بھی تحریری طور پر وعدہ دے چکا ہوں کہ اگر کوئی میری یہ باتیں غلط ثابت کر دے تو میں اُسے نہ صرف منہ مانگا انعام دوں گا بلکہ اپنا دعویٰ بھی واپس لے لوں گا۔ لیکن رانا صاحب! قیامت تک کوئی میری ان باتوں کو غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ اب آپ نے یہ جو کہا ہے کہ ”**زکی غلام کی پیدائش آخری مورخ ۷ اکتوبر ۱۸۹۷ء۔**“ اس وقت زکی غلام موجود نہیں تھا۔ دراصل آپ نے اپنے ان الفاظ میں یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ ”زکی غلام یعنی مصلح موعود“، ۷ نومبر ۱۹۰۱ء تک پیدا نہیں ہوا تھا تو پھر ۱۲ اگسٹ ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئی میں محمود احمد پیشگوئی مصلح

موعود کا مصدق کیسے ہو گیا؟ الحمد للہ آپ نے ایک بنیادی حقیقت کو تو بہر حال بالواسطہ تسلیم کر لیا ہے کہ مرزا شیر الدین محمود احمد مصلح موعود نہیں تھے۔ وہو المُرَاد۔

لیکن آگے آپ لکھتے ہیں کہ ”مگر یہ زکی غلام بہر حال آپ کی صلبی نسل میں سے ہونا ازروئے پیشگوئی ضروری ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا الہام حُنْنَةِ التّوْحِید آیا بنا الفارس میں آئندہ دنیا کی اصلاح اور توحید کے پھیلانے کی ڈیوبٹی خدا تعالیٰ نے اڑاہ شفقت حضرت مسیح موعودؑ کی صلبی نسل سے ہی مقدر کر رکھی ہے۔ حضورؑ کی نسل میں سے کسی زکی غلام کا پیدا ہو جانا خدا جب بھی چاہے پیدا کر دیگا۔ مگر ابناء الفارس ہی ہو گا۔۔۔ پس آپ گھبرائیں نہیں۔ یہ زکی غلام ایک نہیں کئی پیدا ہوتے رہیں گے۔“

جناب رانا صاحب! اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی نزینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی ”زکی غلام“ سے متعلق الہامی بشارتیں نازل فرمائیں یہ فیصلہ دیدیا تھا کہ حضورؑ کا کوئی صلبی یا جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کا مصدق نہیں ہو گا۔ سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں جن دو (۲) وجودوں کی بشارت بخشی کی۔ ان میں سے ایک ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ تھا اور دوسرا ”زکی غلام“ تھا۔ ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اہم میں اپنے برگزیدہ بندے حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا کہ ”وَهُلَّا كَيْرَيْتَ بِهِ تَخْمَ سَتَّ تَيْرِيْ بِهِ ذَرِيْتَ نَسْلَ هُوَكَ“۔ لیکن یہاں میرا آپ سے سوال ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ”زکی غلام“ کے متعلق بھی اپنے برگزیدہ بندے سے کوئی ایسا وعدہ فرمایا تھا کہ ”وَهُلَّا كَيْرَيْتَ بِهِ تَخْمَ سَتَّ تَيْرِيْ بِهِ ذَرِيْتَ نَسْلَ هُوَكَ“۔ اگر تو ”زکی غلام“ کے متعلق حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ سے اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا وعدہ موجود ہے تو پھر تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق ”زکی غلام“ کو حضورؑ کی صلبی نسل میں سے ہی پیدا فرمائے گا۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کیستھ ”زکی غلام“ کے متعلق ایسا کوئی وعدہ نہیں ہے تو پھر آپ ”زکی غلام“ کے متعلق اسے حضورؑ کی صلبی میں سے پیدا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کو خواہ مخواہ پاندی کیوں کر رہے ہیں؟ رانا صاحب! یاد رکھیں کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی سے لے کر ۲۶ نومبر ۱۹۰۸ء یعنی حضورؑ کی وفات تک اللہ تعالیٰ نے ”زکی غلام“ کے متعلق حضورؑ سے ایسا کوئی وعدہ نہیں فرمایا ہے۔ اگر آپ کے پاس یا جماعت احمدیہ کے پاس ایسا کوئی الہامی وعدہ ہے تو وہ میرے اور افراد جماعت کے آگے پیش کیجئے۔ ”زکی غلام“ کے متعلق اپنا لڑکا ہونا حضورؑ کا محض اپنا اجتہاد تھا جس کی بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے فرمادی۔ آگے آپ فرماتے ہیں ”**حضرتؑ کی نسل میں سے کسی زکی غلام کا پیدا ہو جانا خدا جب بھی چاہے پیدا کر دیگا**“، آپ نے یہ فرمائے اس بات کو ایک بار پھر بالواسطہ تسلیم کر لیا ہے کہ زکی غلام جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا ہے اُس نے ابھی پیدا ہونا ہے اور اس طرح آپ نے ایک بار پھر بالواسطہ طور پر خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا قرار دے دیا ہے۔

کل جاتی ہو جس کے منہ سے سچی بات مستی میں۔ فقیہہ مصلحت بیں سے وہ ردِ بادہ خوارا چھا

ہاں ابھی تک آپ اس ضد پر قائم لگتے ہیں کہ وہ ”**زکی غلام** یعنی **مصلح موعود**“، ابناء الفارس میں سے پیدا ہو گا۔ آپ کی یہ ضد بھی فضول ہے و گرنہ اللہ تعالیٰ نے ”**زکی غلام**“، کو ابناء الفارس میں سے پیدا کرنے کا کوئی وعدہ نہیں فرمایا ہے۔ جیسا کہ خاکسار درج بالاسطور میں یہ وعدہ کر چکا ہے کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا الہامی وعدہ ثابت کر دیں گے تو آپ کو منہ ماگا انعام دینے کیستھ ساتھ خاکسار اپنا ”**زکی غلام**“ یعنی **مصلح موعود**“ ہونے کا دعویٰ بھی واپس لے لے گا۔

رانا صاحب! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اپنے ایک روحانی فرزند یعنی امام مہدیؑ کی بشارت سے نواز تھا۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

(۱) ”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَصَنْدِيْنَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْلَمْ يَعْلَمْ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمَ لَظََّلَ اللَّهُ ذُلْكَ الْيَوْمَ حَتَّىٰ يَنْعَثَ رَجُلًا مِّنْ أَوْنَ أَهْلِ بَيْتِ يُوَاطِئُ رَاسَهُ إِسْمَعِيْلَ وَأَيْمَنَهُ إِسْمَعِيْلَ الْأَرْضَ قِيسَطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا۔“ (ابوداؤ د کتاب المحدثی)۔ ترجمہ: حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن بھی باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کردے گا یہاں تک کہ وہ مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیج گا اُس کا نام میرا نام اور اسکے باپ کا نام ہو گا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھردے گا جیسے وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔

(۲) ”وَعَنْ أُمِّ مُسَلَّمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْمُهَدِّدُ مِنْ عَتْرَتِيْ مِنْ أَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَوَاهُ أَبُو ذَوْدَأَدَأَمْ سَلَمَهُ“ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخافرت تھے مہدی میری عترت اولاد فاطمہؓ میں سے ہو گا۔ روایت کیا اسکا ابوابوداؤ دے۔“ (مشکلاۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۸)

یہاں میرا آپ سے سوال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کھلے کھلے الفاظ کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ روحانی فرزند یعنی حضرت امام مہدیؑ کیا اولاد فاطمہؓ یعنی سادات میں سے پیدا ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو مغلیہ خاندان میں سے پیدا ہوا ہے۔ اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اجتہادی کلام اجتہادی غلطی کے رنگ میں خطا ہو گیا ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت امام مہدیؑ کے اجتہادی کلام یعنی بریکٹ میں لکھے ہوئے لفظ (لڑکا) کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ کیا یہ اجتہادی غلطی کے رنگ میں خطا نہیں ہو سکتا؟ یاد رکھیں کہ ضرور ہو سکتا ہے بلکہ ہو چکا ہے۔ امت مسلمہ کی اکثریت ماسوائے جماعت احمدیہ آج تک اُس امام مہدی کا سادات میں پیدا ہونے کا انتظار کر رہی ہے جبکہ وہ ایک صدی قبل ایک دوسری قوم میں پیدا بھی ہو گیا۔ رانا صاحب! اب آپ اور افراد جماعت بھی پھر وہی غلطی کے مرتكب ہو رہے ہیں جو غلطی امت مسلمہ میں پہلے کچھ لوگ کر رہے ہیں۔

اب اُمِّتِ محمد یہ میں کچھ لوگوں کی خواہش کے مطابق کیا آنحضرت ﷺ کا وہ روحانی فرزند یعنی مہدیؑ سادات میں پیدا ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ وہ تو ایک صدی قبل مغلیہ خاندان میں پیدا ہو چکا ہے۔ آپ بھی کیا اسی طرح ”زکی غلام“، ”حضورؑ کی صلب میں سے ڈھکے کیسا تھ پیدا کر لیں گے؟ سمجھدار لوگ دوسروں کی غلطیوں سے سبق سکھتے ہیں ناکہ وہی غلطیاں دھراتے ہیں۔

حُذِّفَتْ وَالثَّوْبُ حِيدَرِيَاً أَبْنَاءُ الْفَارِسِ - توحید کو پکڑو۔ تو حیدریاً ابناً الفارسین کے بیٹوں کی حقیقت۔

رانا صاحب! حضور کے درج بالا الہام میں زکی غلاموں کی بشارت نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی امت کو بطور تنیہ (warning) یہ دعا سکھلائی ہے کہ۔ ”إِهْدِنَا لِبَرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ صَرَاطِ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝“ (فاتحہ: ۶-۷) ہمیں سید ہے راستے کی طرف چلا۔ اُن لوگوں کے راستے یہ جو یہ تو نے انعام کیا۔ جن یہ نہ تو (تیرا) غصب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو سید ہے راستے یعنی منعم علیہ گروہ کے راستے پر چلنے کی دعا کیسا تھا ساتھ یہ دعا بھی سکھائی ہے کہ تم (امت محمدیہ) یہودیوں کی نقل کرتے ہوئے مغضوب علیہ اور عیسائیوں کی نقل کرتے ہوئے ضالین نہ ہن جانا۔ ”غَيْرُ الْمَعْصُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الصَّالِحِينَ“ کا قرآنی الہام بتارہا ہے کہ امت محمدیہ میں یقیناً بعض لوگوں نے یہودی اور عیسائی بننا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ بالکل ویسا ہی ہوا ہے اور بعض مسلمانوں نے یہود و نصاریٰ کے طور طریق اختیار کر کے یہودیوں اور نصاریٰ کا رنگ اختیار کر لیا۔ اگر کسی کو اس میں کوئی شک ہو تو وہ بانے سلسلہ احمدیہ کی کتب پڑھ لے۔ بقول شاعر!

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود یہ مسلمان ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہو!

ویہ رہ بند رہے ہیں لہ جیلہ مدد ابنا ہے اڑاکیں جو دن سی ہے اور سن و اپدیں میں کے لہ جاؤں سے یہ ہر مردوں رہ دیتا ہے لہ جو دباد دباد ہے۔ متنزد کردہ بالا الہام میں ابناۓ فارس کیلئے تنیہ (warning) نازل ہوئی تھی نہ کہ اس میں زکی غلاموں کے پیدا ہونے کی خبر ہے۔ ویسے بھی جیسا کہ میں پہلے ثابت کر آیا ہوں کہ ایک ہمی مسعود "زر کی غلام" ہے نہ کہ کئی اور وہی مصلح مسعود ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سچھ عطا فرمائے تاکہ آپ اس کھوبے سے باہر نکل آئیں آئیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی دین موعودؑ کو آئندہ زمانے میں غلبہ اسلام کیلئے جو "نشانِ رحمت" عطا فرمایا تھا۔ اس "زکی غلام" کے متعلق آپؑ مورخہ ۲۲ ربما چ ۱۸۸۲ء کو اپنے ایک اشتہار بنام "اشتہار واجب الاطهار" میں فرماتے ہیں:-

اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خداۓ کریم جلشانہ نے ہمارے نبی کریم روف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صد ہادر جہاں علیٰ واویٰ واکل واصل و اتم ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دُعا کر کے ایک رُوح واپس منگوایا جاوے۔۔۔ مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ احسانہ برکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی بارکت روح بھجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ ظاہر یہ نشان احیاء موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صد ہادر جہاں بہتر ہے۔ مردہ کی بھی رُوح یہی دُعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دُعا سے ایک رُوح یہی منگائی گئی ہے مگر ان روحوں اور اس رُوح میں لاکھوں کوسوں کافر قے۔ جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مردہ ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرمات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بردار نجیب نہیں کہا جاتا۔

رانا صاحب! آپ کسی بھکی بھکی با تیں کر رہے ہیں؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایسے عظیم الشان انسان کو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق دنیا میں نازل فرمائے اور وہ اپنے "زکی غلام" مسح ازماں، ہونے کا دعویٰ ہی نہ کرے؟ نے شعور کو کب تک دبا کر رکھو گے یا فتاب توہر آن بڑھنے والا ہے آپ لکھتے ہیں! "زکی غلام اور سے اور مصلح موعود اور سے۔"

رانا صاحب! میں نے بڑی وضاحت کیسا تھا ”زکی غلام ہی مصلح موعود ہے“ کے عنوان کے تحت یہ ثابت کر دیا ہے کہ ”زکی غلام“ ہی کو حضرت مرزا صاحب نے مصلح موعود کا خطاب دیا تھا۔ مصلح موعود کوئی الہامی اصطلاح نہیں ہے بلکہ یہ حضورؐ کا ”زکی غلام“ کو دیا ہوا ایک خطاب ہے، ایک لقب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؐ کی طرح (سورہ مریم۔ آیات ۷۔ ۲۲) اس وجود کیلئے بھی ”زکی غلام“ کے الہامی الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ کافی مفصل جواب دیا جا چکا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ اس سے آپکی بھی اور دیگر افراد جماعت کی بھی تسلی ہو جانی چاہیے۔

اپنے خط کے صفحہ نمبر ۸ کے شروع پر آپ لکھتے ہیں:-

”آپ نے بھی طعنہ بازی اور کیک زبان استعمال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آپ نے ایک ذلیل انسان کی ذلیل کتاب ”ربوہ کار اسپوٹن“ کا ذکر کر کے اس کے حوالہ جات دے کر خدا کو ناراض کیا ہے۔ یہ کتاب بکواسات اور جھوٹ کا پاندہ ہے۔“

خود ساختہ مصلح موعود کا کردار

رانا صاحب! اچھے سننے کی آپ تاب نہیں رکھتے۔ بہت جلد تنخ پا ہو جاتے ہیں۔ خاکسار کو تو صبر کی نصیحت اور خود میاں فصیحت۔ جناب! میں نے کسی پر طعنہ زدنی نہیں کی ہے اور نہ ہی میں نے کوئی رکیک زبان استعمال کی ہے۔ آپ کے مصلح موعود کے متعلق اُسکی زندگی میں کچھ کتابیں اُسکے خاص الخاص مریدوں نے اُسکے ”زکی“ یعنی پاک اور نیک ہونے کے متعلق لکھی ہیں۔ جب آپکے مریب (ساجد) نے اپنی توکری پکی کرنے اور اپنے خود ساختہ مصلح موعود کو بچانے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں زبان کھول لی تو پھر چاروناچار میں نے آپ کے مصلح موعود کے مریدوں کی لکھی گئی کتابوں میں درج شدہ **اُسکی کرتو توں کی ایک جھلک آپ لوگوں کو دھکائی ہے۔** اس میں ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ کے مصلح موعود پر اُسکی زندگی میں اُسکے قریبی رشته داروں، خاص الخاص مریدوں حتیٰ کہ اُسکی اپنی اولاد نے حلف اٹھا کر اُس پر بدکاری کے الزامات لگائے تھے۔ اگر خلیفہ ثانی نے یہ جرام نہیں کیے تھے تو انہیں چاہیے تھا کہ ان الزاموں کو اسی طرح حلف کیسا تھا رد کر دیتے۔ اس میں حرج کیا تھا؟ میرے محترم! اگر کسی انسان نے کوئی جرم نہ کیا ہو تو پھر اُسکے کسی کے جھوٹے الزام کو دور کرنے کیلئے حلف اٹھانے میں کیا دقت ہو سکتی ہے؟ جو مجرم نہیں ہے وہ تو ایک کی بجائے سو حلف بھی اٹھا سکتا ہے۔ اس میں اُسکا کوئی حرج نہیں۔ آپ یا نظام جماعت پیسے دے کر کسی کو میرے خلاف تیار کریں (جس طرح عیسائیوں نے ایک مقدمہ قتل کے سلسلے میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف ایک شخص عبد الحمید کو تیار کیا تھا) کہ وہ مجھ پر حلف اٹھا کر بدکاری کا کوئی الزام لگائے اور پھر دیکھنا میں کس طرح حلف اٹھا کر اُسکے جھوٹے الزام کو رد کرتا ہوں۔

رانا صاحب! مجھے امید ہے کہ اگر آپ پر بھی کوئی حلف اٹھا کر جوتنا بدکاری کا الزام لگائے گا تو آپ بھی بخوبی جھوٹے الزام کو بذریعہ حلف رد کرنے میں کوئی ہچکا ہٹ محسوس نہیں کریں گے۔ لوگوں کا دماغ خراب نہیں ہوتا کہ وہ حلفیہ قسمیں اٹھا کر کسی کے خلاف جھوٹے الزام لگاتے پھریں۔ اگر بعض خاص الخاص مریدوں اور رشته داروں نے خلیفہ ثانی کے خلاف حلف اٹھا کر الزامات لگائے ہیں تو پھر ضرور دال میں کچھ کالا ہو گا۔ انبیائے کرامؐ کو چھوڑیں صرف اُمّتِ محمدؐ کے مجددین میں سے کسی ایک مجدد کی آپ مثال دے سکتے ہیں کہ اُسکی زندگی میں اُسکی اولاد نے یا اُسکے قریبی رشته داروں نے یا اُسکے خاموش رہے ہوں یا چار گواہوں کا مطالبہ کرتے رہے ہوں۔ کوئی ایک مثال۔ اگر آپ ایسی ایک مثال بھی نہیں دے سکتے تو پھر آپکا مصلح موعود کیسا عجیب مطالبہ کرتا رہا؟ رانا صاحب! ۔۔۔ **کچھ تو ہے جس کی پرده داری ہے؟؟؟**

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۸ پر ہی لکھتے ہیں:-

”آپ نے شاہرگ اور حضورؐ پر ایک خناس قسم کے شیطان کا چاقو سے حملہ کو بھی خوب غوب اچھا لایا۔ اول تو شاہرگ کا کثنا مفتری کے سلسلہ کو ختم کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ تاہم ہر نیک انسان کو شہید کرنے کے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ یہ تو محض عمر نام کیسا تھا فضل نے ہی بچالیا۔ باقی فائح کا گرنا۔ حضور کا اٹھنے سکنا وغیرہ۔۔۔۔۔ جب ہمارے پیارے آقا خدا تعالیٰ کے انتہائی پیارے محبوب ہمارے ماں باپ اس ذات پاک پر فدا ہوں آخری بیماری اور آخری لمحات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانی کے گھروں کے گھڑے اُنڈیل دیتے گئے۔ تو اس کارروائی پر آج تک دشمن بے دین کیا کیا بکواس کر رہا ہے۔ اُسکے منہ میں مٹی اُسکے بکواسات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیا فرق پڑا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زینبؓ کیسا تھا کا واقعہ۔ طلاق کا واقعہ۔ بچوں کیسا تھا بکواس ہوتے رہے۔“

رانا صاحب! خاکسار نے ”لو تقول علیينا کامعيار“، ”خلیفہ ثانی کی شرگ پر قاتلانہ حملہ“ اور ”مرزا محمود کا عبرت ناک انجام“ کے عنوانات کے تحت جو کچھ دلائل کیسا تھا

لکھا ہے۔ آپ ان میں سے کسی ایک دلیل کو بھی غلط ثابت نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ کا صرف اتنا لکھ دینا کہ آپ کے نام نہاد حضور پر ایک خناس قسم کے شیطان نے چاقو سے جملہ کر دیا تھا کافی نہیں ہے۔ باقی شرگ کے کٹنے سے کسی کی شرگ کا کٹنا ہی مراد لیا جاتا ہے نہ کہ کسی کے سلسلہ کا خاتمہ۔ آپ کے مرز احمد کا پنا کون سا سلسلہ تھا جو ختم ہو جاتا؟ اُس نے تو حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے سلسلہ پر **خلافت کی آڑ میں** بزور نظام قبضہ کیا ہوا تھا اور یہ قبضہ اب تک چلا آ رہا ہے۔ باقی آپ لوگوں کا یہ قدیمی شیوه ہے کہ جب آپ اپنے حضور پر نور کی بدکرداریوں اور اسکے خود ساختہ جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کا دفاع نہیں کر سکتے تو دو چار آنیا بشمول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماریوں کا ذکر کر کے اپنی جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے اپنے مضمون ”سبرا شہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ“ کے صفحہ نمبر ۲۵ پر جو لکھا تھا کہ۔

(۱) مرز احمد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی سے باہر ہیں۔ سنت اللہ کے مطابق وہ مصلح موعود بن ہی نہیں سکتے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟

(۲) اُس نے دسمبر ۱۹۲۷ء میں حلقہ جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟

(۳) ۱۰ ارماں ۱۹۵۲ء کو بوقت پونے چار بجے اُسکی شرگ پر قاتلانہ جملہ ہوا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟

(۴) یورپ کے تین بڑے شہروں کے سرجنوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا تھا کہ چاقو کے بلید کی نوک شرگ میں دھنسی ہوتی ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟

(۵) قطع و تین یعنی شرگ کے کٹنے کے نتیجے میں وہ مفلوج ہو گئے تھے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟

(۶) قریباً دس سال تک بستر مرگ پر اپنائج ہو کر لیئے رہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟

(۷) چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے جو یہ کہا تھا کہ میں حضور کی ناگفتہ بہ حالت کو بیان نہیں کر سکتا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟

(۸) مرز احمد کے اپنے بیانات بھی کیا جھوٹ ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اس طرح مرز احمد کے انجام نے اسکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اسکے باوجود اگر آپ مرز احمد کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا مانے کیلئے تیار نہیں ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ افراد جماعت کی اندھی عقیدت اور اندھی تقلید کی بدولت انہیں اس مصلح موعودی فریب میں اس طرح پھنسایا گیا ہے کہ اب ان کیلئے نہ جائے رفتانہ پائے ماندن۔

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۹ کے آخر پر لکھتے ہیں:-

”آپ ہی یہ تو بتائیں کہ صلی لڑ کے کتو اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کہا ہے۔ کیا زکی غلام کو بھی کسی الہام میں مصلح موعود کہا ہے؟ اگر نہیں۔ تو تتسجدو لا دم۔۔۔۔۔ فرمانبردار بن کر سرجھ کا دو۔ اسی میں آپ کی سلامتی ہے۔ خدا تعالیٰ کیسا تھا لڑائی کا کیا فائدہ ہے؟“

رانا صاحب! اگر آپ لوگوں نے میرے مضمون ”سبرا شہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ“ کا جواب دینا تھا تو یہ کام کسی صاحب علم، عالم کے ذمہ لگاتے۔ معاف کرنا آپ کو تو اس پیشگوئی مصلح موعود کا کچھ بھی علم نہیں۔ اس پیشگوئی کو صرف ایک بار پڑھ کر آپ میرے مضمون کا جواب لکھنے بیٹھ گئے ہیں۔ آپ کو تو اتنا بھی علم نہیں کہ ”مصلح موعود“ کی اصطلاح الہامی نہیں ہے بلکہ یہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ اُس ”رُکی غلام“ کو دیا ہوا ایک خطاب ہے۔ کیا آپ اپنے الفاظ کہ ”صلی لڑ کے کتو اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کہا ہے“ کا ثبوت دے سکتے ہیں؟ اگر نہیں بلکہ یقیناً نہیں تو پھر آپ مجھے حکم دینے اور ڈرانے دھمکانے کی بجائے پہلے ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی کا علم حاصل کریں۔ آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ میرے رہ قدر نے مجھے اس الہامی پیشگوئی کے موضوع پر پی ایچ ڈی کروائی ہے۔ اور پھر انہیں دنوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی دیدی کہ اب یہ محمودی حضرات اس پیشگوئی کے معاملہ میں تیرے مقابلہ پر بھی کھڑے نہیں ہو سکیں گے۔ میں نے اپنا یہ دعویٰ ۱۹۹۷ء میں آپ کے (برعم خود) شیر غلیفر رالیع کے آگے کہا تھا۔ آپ کے موجودہ خلیفہ صاحب کے آگے بھی رکھ رہا ہوں۔ اگر آپ مجھے غلطی پر سمجھتے ہیں تو اُٹھو اور میرے دعویٰ کو جھٹا کر دھکاؤ۔ بہر حال آپ سے درخواست ہے کہ مجھے حکم اور دھمکیاں بعد میں دینا پہلے پیشگوئی مصلح موعود کا علم حاصل کر لیں۔ افراد جماعت سے بھی پوچھتا ہوں کہ اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ جس شخص کو یہ پہنچ کر مصلح موعود کے الفاظ الہامی ہیں یا کہ انسانی خاکسار اس سے کیا بحث کرے؟؟

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۰ کے شروع میں لکھتے ہیں:-

”پھر آپ نے صفحہ نمبر ۵ میں مکتب نمبر ۳ دسمبر ۱۸۸۸ء کا ذکر کر کے از خود ہی بیشترانی کو بیشرا اذل متوفی کا مشیل قرار دے رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔۔۔۔“

رانا صاحب! میں کہاں خود ہی بیشترانی کو بیشرا اذل کا مشیل قرار دے رہا ہوں؟ اللہ تعالیٰ کا کلام جو حضور پر نازل ہوا تھا۔ وہ بیشترانی کو بیشرا اذل کا مشیل قرار دے رہا ہے۔

”إِنَّ لِي كَانَ إِبْنًا صَغِيرًا وَ كَانَ اسْمُهُ بَشِيرًا فَتَوَفَّ أَكَاهُ اللَّهُ فِي أَيَّامِ الرِّضَاعَ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَ أَبْقَى لِلَّذِينَ اتَّرُوا سُبْلَ التَّقْوَى وَ الْأُرْتِيَاعَ فَأُلَّهِمَتْ مِنْ

رَبِّ إِلَيْكَ تَفَضُّلًا عَلَيْكَ۔ (بِرَبِّ الْجَلَالَةِ صَفْحَهُ ۵۳ مُطْبَوِعٌ ۸۹۲ءِ بِحُوَالِ الرُّوحَانِيِّ خَزَانَ جَلْدٍ ۸ صَفْحَهُ ۳۸۱)

ترجمہ۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیرخواگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہوا تکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجویز دیں گے (یعنی اُس کا مثالیں عطا ہو گا۔ سوال اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا فرمایا)۔

مرید اسکی وضاحت اس خط سے ہو جاتی ہے جو کہ آپ نے حضرت مولانا نور الدین[ؒ] کے نام لکھا تھا۔ اس خط میں آپ فرماتے ہیں:-

”ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ”ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا“ یہ ہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوں العزم ہو گا اور حسن و احسان میں تیر انظیر ہو گا۔ بخلق ما یشاء۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۳۲ بحوالہ مکتبہ ۲/ر دسمبر ۸۸۸ءِ بنام حضرت خلیفة الحسن اول[ؒ]) حضور کے ان الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ (اولاً)۔ اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضور گوپر متوفی بشیر احمد (اول) کا مثالیں مرزا بشیر الدین محمود احمد کی شکل میں بخش دیا تھا (ثانیاً)۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ بشیر احمد (اول) تو پروفیشنل ہو گیا لیکن اسکے مثالیں کیسا تھا الہاماً پیشگوئی کا اُس سے متعلقہ حصہ مماثلت کے رنگ میں زندہ رہا۔ اُمید ہے اب تو آپ کی تسلی ہو گئی ہے کہ میں نے خود بشیر ثانی کو بشیر اول کا مثالیں قرار نہیں دیا بلکہ یہ مماثلت تو اللہ تعالیٰ نے الہاماً دی ہے۔

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۰ پر ہی آگے لکھتے ہیں:-

”اب بقول آپ کے اگر بشیر ثانی مماثل ہے بشیر اول کا تو اور والے اوصاف بھی ثانی میں ہونے چاہئیں۔ کیا ایسے اوصاف والا کو انتہا بالہ بکردار اور غلافت کا غاصب اور ان پلید (الزمات) کا عکس ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ورنہ تو آسمان زمین پر آگرے۔“

رانا صاحب! جیسا کہ میں اوپر وضاحت کر چکا ہوں کہ بشیر ثانی بشیر اول کا مثالیں میرے بقول نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے مثالیں قرار دیا تھا۔ جہاں تک بشیر اول کے اوصاف کا تعلق ہے تو بلاشبہ یہ اوصاف بھی بشیر ثانی میں تھے۔ ان اوصاف پر اُسکی قیادت گواہ ہے۔ باقی اگر کوئی انسان فضل یافتہ ہو کر کوئی غلط کام کرتا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ اور اُسکے فعل کو ہم دوں نہیں دے سکتے۔ یہ قصور خود اُس انعام یا نتہ خص کا ذاتی ہو گا۔ یہاں پر میں ایک عمومی مثال مرزا غالب جو خلیفہ راجح کے پسندیدہ شاعر تھے کی دیتا ہوں۔ مرزا غالب ایک فضل یافتہ انسان تھے۔ اس کا اقرار اُسکے وقت میں بھی ہوا۔ اور آج تاریخ بھی اسکی گواہی دیتی ہے۔ وہ کہتا ہے!

یہ مسائل تصوف یہ تیرابیان غالب تجویز ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

ایک روایت کے مطابق غالب کا یہ شعر جب بہادر شاہ ظفر نے ساتھ اُس نے غالب سے کہا کہ اگر چہ تو بادہ خوار ہے لیکن میں پھر بھی تجویز ولی سمجھتا ہوں۔ اب اگر یہ روایت سمجھی جاتی ہے کہ غالب بلاشبہ فضل و مکال کے حامل تھے لیکن ساتھ ہی بشیری کمزوریوں میں بھی مبتلا ہے تھے۔ غالب اپنے عیوبوں کیلئے بذات خود جواب دہ تھا۔ اس میں اُس فضل و مکال یا فضل و مکال کو ختنے والے کا کیا صورت ہا؟ قرآن کریم بھی ہماری یہ راہنمائی فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ایک شخص پر اپنا فضل نازل فرمائے اُنچا کرنا چاہے لیکن فضل و مکال کا حامل شخص دنیا کے گندوں پر منہ مارتا پھرے۔ جیسا کہ سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

”وَأَتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأً الَّذِي أَتَيْنَاهُ فَإِنْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتَبْعَثُهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغُوَيْنِ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَهُ ۖ هَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى أَرْضِ وَأَتْبَعَهُ هُوَهُ فَمَنَّهُ لَهُ كَمِيلُ الْكَلْبِ إِنْ تَخْمُلْ عَلَيْهِ يَلْهُثُ أَوْ تَرُكْهُ يَأْلَهُثُ ذُلْكَ مَثْلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا إِلَيْتَنَا فَأَفْصَصْنَا الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ۔“ (سورۃ اعراف ۶۷، ۶۸، ۶۹) ترجمہ۔ اور انہیں اس شخص کے حالات پڑھ کر سنا، جس کو ہم نے اپنے نشانات دیئے تھے پھر وہ ان سے پھسل کر الگ ہو گیا تھا۔ پس شیطان اُسکے پیچے چلا اور وہ گمراہوں میں جا شامل ہوا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اُسے ان آیات کے ذریعہ سے اُنچا کر دیتے لیکن وہ زمین کی طرف جا گرا۔ اور اپنی خواہشات کے پیچے چل پڑا۔ پس اُسکی حالت اُس کے کی حالت کی طرح ہے کہ اگر تو اُس پر ہاتھ اٹھائے تو بھی وہ ہانپاڑتا ہتا ہے اور اگر تو اُسے چھوڑ دے تب بھی وہ ہانپاڑتا ہتا ہے۔ یہی حال اُس قوم کا ہے جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ پس تو یہ حالات اُن کو سنا تاکہ وہ کچھ سوچیں۔

اب جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں خود اپنے کلام میں یہ فرمادیا ہے کہ ایسا ممکن ہے کہ میں (اللہ تعالیٰ) تو کسی انسان کو اُنچا کرنے کیلئے اُسے نشانات دوں لیکن وہ زمین کی طرف جھک کر بُرائیوں کے مزے لیتا پھرے۔ یہ یاد رہے کہ مرزا محمود پر جوانا مات لگے میں نے نہیں لگائے تھے۔ اُسکی اولاد اُسکے قربتی رشتہ داروں اور اُسکے قربتی اور خاص الخامس مریدوں نے لگائے تھے۔ اور یہ الزمات لگائے بھی مؤکد بعد اذاب حلف اٹھا کر۔ مرزا محمود پر فرض تھا کہ اگر اُس نے یہ گناہ نہیں کیے تھے تو کم از کم تین (۳) الزام لگانے والوں کو اُسی طرح

مودکہ بعد اب حلف اٹھا کر انہیں جھوٹے قرار دیتا۔ اس سے الزام لگانے والوں کی تسلی ہوتی یا نہ ہوتی لیکن افراد جماعت کی تسلی ضرور ہو جاتی اور وہ مخالفوں کو کہہ سکتے کہ ہمارے خلیفہ پر لوگوں نے جھوٹے الزامات لگائے ہیں۔ لیکن آپ کا خود ساختہ مصلح موعود تو سیکڑوں میں سے ایک الزام لگانے والے کا بھی سامنا نہ کر سکا اور اُنہاں ساری زندگی سورۃ نور (جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم الشان نبی کی عظیم الشان زوج کی بریت کیلئے جو چار گواہوں کا معیار مقرر فرمایا تھا) کو ڈھال بنا کر اسکے پیچے چھپا رہا۔

رانا صاحب! میں بڑی دیانتداری کیسا تھی کہ رہا ہوں کہ آپ کے خود ساختہ مصلح موعود اور خلیفہ ثانی صاحب سے تو مرزا غالب ایسا انسان ہزاروں گناہ چھاتھا۔ اگرچہ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضل و کمال کا حامل تھا لیکن اسکے باوجود اس سے جو برائیاں سرزد ہو گئیں اُس نے ان برائیوں کو چھپا یا نہیں اور نہیں اپنے آپ کو ولی سمجھا۔ ہاں لوگوں نے بلکہ با دشاد وقت نے ایسے کمزور لیکن اپنی برائیوں کو نہ چھپانے والے شخص کا ولی ہونا تسلیم کر لیا۔ دوسری طرف خلیفہ ثانی صاحب برائیاں بھی کرتے رہے چھپتے بھی پھرے اور اُپر سے کپے مصلح موعود بھی ٹھہرے! ۔ **آہ! ایسا کہاں سے لا یں کہ تھسا کہیں ہے**

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۰ کے آخر میں لکھتے ہیں:-

”کیا آپ اگر شوق میں نہیں۔ تو وہ یہی ہی لوگوں کی تسلی کیلئے جس طرح حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت محمودؓ نے قسمیں کھائیں ہیں۔ ذرہ قسم مودکہ کھا کر دکھائیں تو سہی۔ دال کے بھاؤ کا پتہ چل جائے گا۔“

رانا صاحب! خلیفہ ثانی صاحب نے ۲۸ دسمبر ۱۹۴۳ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنے دعویٰ مصلح موعود کے حق میں خدا تعالیٰ کی قسم کھائی تھی۔ چونکہ خلیفہ صاحب نے جس الہامی پیشگوئی کے مصدق ہونے کی قسم کھائی تھی وہ تو اس الہامی پیشگوئی کے دائرة بشارت میں ہی نہیں آتے تھے۔ لہذا آپ کے حضور پر نور کو تو اپنی جھوٹی قسم کے نتیجے میں مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۲ء بروز بدھ قریباً پونے چار بجے مسجد مبارک میں دال کے بھاؤ کا پتہ چل گیا تھا (عین ممکن ہے یہ میری پیدائش کا ہی دن ہو کیونکہ میری پیدائش بھی مارچ ۱۹۵۲ء میں ہی کسی تاریخ کو ہوئی تھی)۔ باقی رہا میرے دعویٰ کی سچائی کے حق میں حلف اٹھانا تو جناب آپ پر بہت افسوس ہے کہ میرا یہی مضمون نمبر ۳۰ ”سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجربہ“ (جس کا جواب لکھنے کی آپ نے ناکام کوشش کی ہے) کے صفحہ نمبر ۳۳ پر میں نے لکھا تھا!۔

”رہی بات حلف کی تو میں پوری جماعت سے انتہائی سنجیدگی سے عرض کرتا ہوں کہ اس عظیم الشان الہامی، علمی اور قطبی مجرزے کے آگے عاجز ہونے کے باوجود اگر آپ کے دل اطمینان نہیں پکڑتے اور آپ سنجیدگی سے یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے اطمینان کی خاطر اپنے غلام مسیح الزماں ہونے کا حلف اٹھاؤں۔ تو بھی میں اس کیلئے حاضر ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہو گا کہ آپ اپنے خلیفہ صاحب سے کہیں کہ وہ کچھ افراد کیسا تھا کسی مقررہ جگہ پر آ جائیں۔ میں بھی اپنے چند ساتھیوں کیسا تھا اس جگہ پر آ جاؤں گا۔ وہاں میں آپ کے سامنے اپنی سچائی کے دلائل پیش کروں گا۔ اگر آپ نے میرے دلائل کو بذریعہ دلائل رذنہ کر سکنے کے باوجود مجھ سے حلف کا مطالبہ کیا تو میں اس شرط پر حلف اٹھاؤں گا کہ میرے حلف اٹھانے کے بعد آپ سب کو میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں پر بغیر کسی چوں چڑا کے ایمان لانا ہوگا۔“

میرے محترم اخا کسار تو آپ سب کا قریباً ڈیڑھ سال سے انتظار کر رہا ہے کہ آؤ میں آپ کے سامنے اپنی سچائی کے حق میں حلف اٹھانا ہوں لیکن آپ لوگ میرے مقابلہ پر نہ نکلے۔
اے افراد جماعت احمدیہ! آپ سب گواہ رہنا۔ کون حلف اٹھانے سے بھاگ رہا ہے اور کون میرے مقابلہ سے بھاگ رہا ہے؟

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۱ پر لکھتے ہیں:-

”آپ نے صفحہ نمبر ۷ پر فرمایا کہ ”ہم احمدی بہت سادہ واقع ہوئے ہیں۔ ہم نے حضرت مہدی مسیح موعودؑ کی کتاب کو بھی پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نظام جماعت اور اسکے مولوی حضور کے نمائندے ہیں۔ لہذا یہ نمائندے جو فرمارہے ہیں تجھے ہی ہو گا۔ جب کہ امر واقع یہ ہے کہ حضورؑ کی جماعت کے یہ محافظ ہی مہذب ڈاکوں پکے ہیں۔۔۔۔ جماعت بفضل تعالیٰ حضورؑ کے اس حکم کو خوب جانتی ہے۔ اور آپ جن کو ڈاکو کہہ رہے ہیں۔ وہ بار بار اس حکم کو افراد جماعت کے سامنے سناتے رہے ہیں کہ اگر کوئی احمدی حضور کی کتابوں کو کم از کم تین بار نہیں پڑھتا۔ تو وہ حضور کے نزد یہ ایک قسم کے شرک میں بیتلاء ہے۔ جماعت کی اکثریت اس پر عمل پیرا ہے۔ اور اگر جماعت اس حکم پر عمل نہ کرتی تو کب کی خلافت جیسے بارکت نظام سے بے نصیب ہو گئی ہوتی۔ آپ پہنچیں کس مخالف میں بیتلاء ہیں۔۔۔۔“

رانا صاحب! آپ کے بقول ”کہ اگر کوئی احمدی حضور کی کتابوں کو کم از کم تین بار نہیں پڑھتا۔ تو وہ حضور کے نزد یہ ایک قسم کے شرک میں بیتلاء ہے۔ جماعت کی اکثریت اس پر عمل پیرا ہے۔“ جناب آپ جماعت کا ذرا دیانتداری کیسا تھا جائزہ لے کر دیکھنا تو پھر حضورؑ کے بقول جماعت کی اکثریت کو آپ مشرک یا متنکر پا رہیں گے۔ اور اس مشرک یا متنکر بننے میں افراد جماعت کا زیادہ قصور نہیں ہے بلکہ نظام جماعت کا قصور ہے۔ نظام نے افراد جماعت کو اس طرح مصروف کیا ہوا ہے کہ اُن کیلئے حضورؑ کی کتاب پڑھنا تو درکنار

اپنا سر جھلنے کیلئے بھی وقت نہیں۔ اجلاسات ہی ختم نہیں ہوتے۔ وہ بیچارے حضورؐ کی کتابوں کو کہاں پڑھیں۔ حضورؐ کی کتب کو تین دفعہ پڑھنا تو درکنار ذرا افراد جماعت سے یہ پوچھ کر دیکھیں کہ حضورؐ کی جھوٹی بڑی کتب کی کل تعداد کتنی ہے؟ ان سے یہ بھی پوچھ کر دیکھیں کہ حضورؐ کی تحریرات کی اقسام کتنی ہیں؟ حضورؐ نے بیعت کب لی تھی؟ آپؐ کا پہلا دعویٰ کونسا تھا اور یہ کب منظر عام پر آیا؟ حضورؐ نے مسح موعود اور مہدی مسعود ہونے کے دعاویٰ کب کیے تھے؟ یاد رکھنا کہ جماعت کے ارباب و انتیار نے کم و بیش ایک صدی سے احمد یوں کو حضورؐ کا لٹری پر پڑھنے کی بجائے دیدہ و دانستہ لٹری پر سے دور رکھا ہوا ہے۔ ہم نے افراد جماعت کے دماغوں میں صرف یہ چیزیں بٹھائی ہیں کہ ”**خلیفہ خدا بناتا ہے، خلافت کی برکات اور مصلح موعود کوں ہے اور یوم مصلح موعود کب منانا ہے؟ وغیرہ۔**“ آپؐ ایک صد احمدی بچوں سے پوچھ کر دیکھ لیں کہ حضور کوں ہیں؟ ان میں سے اکثریت حضرت محمد ﷺ یا حضرت امام مہدی مسح موعود کا نام نہیں لے گی۔ صرف کسی نام نہاد خلیفے کا نام لے دیں گے۔ جناب یہ ہے تمہاری تربیت۔ اس تربیت کے نتیجہ میں وہ بیچارے اپنے خود ساختہ مصلح موعود اور اسکے دجالی نظام کا تدافع کر سکتے ہیں لیکن دنیاۓ علم و حکمت کے امام نہیں بن سکتے۔ جبکہ بانے سلسلہ کی خواہش تھی کہ میرے پیروکار دنیاۓ علم و حکمت کے امام بنیں۔ مزید برآں جس با برکت نظام کو آپ خلافت کہہ رہے ہیں ایسا با برکت نظام قریباً ایک صدی آمویوں نے چلا یا تھا پھر اچانک اس میں سے برکت ختم ہو گئی۔ بعد ازاں ایسا با برکت نظام چھ سال تک عباسی چلاتے رہے۔ پھر اچانک اس میں سے بھی برکت ختم ہو گئی۔ بعد ازاں یہی با برکت نظام عثمانیوں کے ہاتھ آگئی اور انہوں نے کافی صدیاں اس سے برکت حاصل کی۔ پھر ۱۹۲۷ء کے لگ بھگ اس میں سے بھی اچانک برکت ختم ہو گئی۔ اختصر یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ یا علمائے جماعت خلیفہ ثانی کا مصلح موعود ہونا تو درکنار صرف اُس کا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آنا ثابت کردیں تو میں آپ کی سب باتوں کو سچ مان لوں گا؟ اگر آپ میں تقویٰ اور ہمت ہے تو اُحیں اور کوشش کر کے دیکھ لیں۔

اسی صفحہ پر آپ آگے لکھتے ہیں:-

”بزر اشتہار میں حضورؐ نے مصلح موعود کی ایک نشانی الہاماً یہ فرمائی کہ ”وہ تین کو چار کرنیو لا ہو گا“ (اور بریکٹ کے اندر لکھا کہ اسکی سمجھ نہیں آئی) پھر آپ نے صفحہ نمبر ۷ پر ضمیمہ انجام آخر ہم کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ ”خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس زناح سے عطا کیے ہیں جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہو گا۔“ اسکے بعد مرزا مبارک احمد صاحب پیدا ہو گئے۔ تو بظاہر تو حضورؐ کی اپنی تشریح مندرجہ انجام آخر ہم لڑکا مبارک احمد (تین کو چار کرنیو لا) پیدا ہو گیا۔ مگر وہ تو بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔ تو بزر اشتہار کے مطابق اس پیشگوئی کی بریکٹ کے الفاظ پھر بھی باقی رہے کیونکہ مبارک احمد کی وفات پر یہ اشتباہ باقی رہا گو یا حضورؐ کی اجتہادی غلطی ہی تھی جو ضمیمہ انجام آخر ہم میں بیان کی گئی ہے۔ یہ تین کو چار کرنیو لا دلخواہ سے بعد میں یہ عقدہ اس طرح کھلا۔“

جناب رانا صاحب! خاکسار اس سے پہلے تفصیل کیسا تھا یہ ثابت کر آیا ہے کہ حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے دو (۲) وجودوں کی بشارت بخشی تھی۔ ان میں سے ایک موعود ”رُکی غلام“ تھا۔ لڑکے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ”وَلڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت نسل ہو گا۔“ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں یہ ایک موعود ”رُکی غلام“ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا کہ وہ تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت نسل ہو گا۔ ہاں حضورؐ کا زکی غلام کے متعلق اپنایہ اجتہادی خیال تھا کہ وہ آپ کا جسمانی لڑکا ہو گا۔ سابقہ صفحات میں اس حقیقت کی کافی وضاحت ہو چکی ہے۔ جیسا کہ میں بتاچکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۳ رابریل ۱۸۹۹ء کو یہ الہام نازل فرمایا تھا کہ ”إِصْبِرْ مَلِيّاً سَاهِبَ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔“ یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔“ پھر ۱۳ رابریل ۱۸۹۹ء کو مرزا مبارک احمد پیدا ہو گیا۔ حضورؐ نے مبارک احمد کی پیدائش کے بعد زکی غلام یعنی مصلح موعود کی بشارت بڑے واضح رنگ میں مبارک احمد پر چپاں کر دی تھی۔ بعد ازاں ۱۶ ستمبر ۱۹۰۱ء کو مبارک احمد فوت ہو گیا۔ اسی دن یعنی ۱۶ ستمبر ۱۹۰۱ء کے دن حضورؐ کو یہ الہام ہوا۔ ”إِنَّ نُبْشِرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔“ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)۔

یاد رہے کہ یہ حلیم غلام کوئی نیا غلام نہیں تھا بلکہ وہی ۲۰ رابریل ۱۸۸۱ء اور ۱۳ رابریل ۱۸۹۹ء کی ایسا لازمی کی غلام ہی تھا کیونکہ اسی زکی غلام کی ایک علامت تھی کہ ”وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا۔“ اور دل کا حلیم۔ پھر اکتوبر ۱۹۰۱ء کو یہ الہام ہوا۔ (۵) ”إِنَّ نُبْشِرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ (۶) يَنْذِلُ مَنْذِلَ الْمُبَارَكِ۔“ (۷) ساقیا آمدن عید مبارک بادت۔“ (تذکرہ بحوالہ بد رجلہ ۲ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۳) ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شنبیہ ہو گا۔ اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مزید وضاحت فرمادی کہ یہ حلیم غلام مثلیں مبارک احمد ہوتے ہوئے آئندہ زمانے میں پیدا ہو گا۔ اسکا مزید ثبوت حضورؐ کی درج ذیل روایا سے بھی ملتا ہے:- ستمبر ۱۹۰۱ء۔ ”خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔ مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہو گیا۔ بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔ پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے

ایک اور لڑکا بیٹھا ہے۔) (تذکرہ صفحہ ۶۱۸ بحوالہ بدرجہ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۵)

اب ظاہر ہے کہ مبارک احمد کا مثالی نہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ہو سکتا تھا۔ نہ ہی مرزا بشیر احمد اور نہ ہی مرزا شریف احمد۔ اور پھر مزید، ۷۰ نمبر کو اللہ تعالیٰ نے ”زکی غلام“ کی ان الفاظ میں بشارت نازل فرمائی: ”سَاهِبُ الْكَعْلَامَأَزْكِيَّاً رَبِّهِبِ لِيْ دُرْيَةَ طِبِّيَّةَ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامِ أَسْمُهُ يَتَّحِي“ (تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۰، ۱۹۰۴ء صفحہ ۳) ترجمہ۔ میں تجھے ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یتھی ہے۔

نومبر ۱۹۰۴ء میں زکی غلام کی بشارت دے کر اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا قطعی فیصلہ فرمادیا کہ (اولاً) یہ زکی غلام یعنی مصلح موعود آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔ (ثانیاً) یہ زکی غلام حضرت امام مہدی و مسیح موعود کا کوئی صلبی لڑکا نہیں ہوگا۔ کیونکہ مبارک احمد کی پیدائش کے بعد حضورؐ کے ہاں نزیہہ اولاد کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔

رانا صاحب! جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ مبارک احمد کی وفات کے بعد ”تین کو چار کرنیوالا“، متعلق حضورؐ کا اس کوئی سمجھنے کا استباہ قائم رہا۔ میں جواب اعرض کرتا ہوں کہ پہلے تو یہ یاد رکھیں کہ ”تین کو چار کرنیوالا“ (اسکے معنی سمجھیں نہیں آئے) کے متعلق بعد ازاں یعنی ۲۰ فروری ۱۸۸۷ء کے بعد حضورؐ نے بطور اجتہاد اسکے معنی لڑکوں کی تعداد میں تین سے چار کرنیوالے کے فرمائے تھے۔ کیونکہ اگر شروع میں حضورؐ کے خیال میں تین کو چار کرنیوالے سے مراد تین لڑکوں کو چار لڑکوں میں بدلتے والا لڑکا مراد ہوتا تو حضورؐ یہ نہ فرماتے کہ (اسکے معنی سمجھیں نہیں آئے)۔ (ثانیاً) جب مبارک احمد کی وفات کے بعد ”زکی غلام“ کی بشارت بطور مثالی مبارک احمد کے آگے کی طرف منتقل ہو گئی تو سابقہ پیدا شدہ لڑکے (بشير الدین محمود احمد۔ بشیر احمد اور شریف احمد) تو ویسے ہی اس دائرہ بشارت سے اوٹ (Out) ہو گئے۔ جب بشیر الدین محمود احمد ”زکی غلام یعنی مصلح موعود“ کی بشارت سے ویسے ہی باہر ہو گئے تو پھر بشیر الدین محمود احمد کے پاتھ پر مرزا سلطان احمد کی بیعت کرانا یا ربوہ کے قیام کیسا تھے تین کو چار کرنے کا ڈھونگ رچانا ایک عجیب تماشا نہیں تو اور کیا ہے؟ خلیفہ راجح صاحب نے اپنی مجلس سوال و جواب (مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۹۹ء) میں ان باتوں کو لایعنی قرار دیدیا ہے تو پھر میرے محترم! آپکو بھی ماں لینا چاہیے کہ تین کو چار کرنیوالے نے تو پیدا ہی ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۴ء کے بعد ہوتا ہے۔

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۲ کے شروع میں لکھتے ہیں:-

”یہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مولود موعود کے بارے میں واضح طور پر اشارہ نہیں (دیا) ہے۔ یہ بھی رازِ الٰہی ہے تاکہ مومنوں کا امتحان لیا جائے اور یہ عقده جب مصلح موعود کے زمانہ میں کھلے گا۔ تو مولود موعود خود بخود سورج کی طرح چک کر اہل ایمان کے ازدواج ایمان کا موجب بنے گا۔ سواب جب ہم یہ ساری علامتیں ۱۰۰% حضرت خلیفہ ثانیؑ میں موجود پاتے ہیں اور سورج کی طرح سچائی کھل کر سامنے آگئی تو تمام عقدے تمام شکوک اور تمام اجتہادی غلطیاں دور ہو گئیں۔“

خلیفہ ثانی صاحب کے کارنا موں کی حقیقت

جناب رانا صاحب! آپ نے اپنے خط میں بہت ساری جگہوں پر اس بات کا ذکر کیا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کی سب علماتیں خلیفہ ثانی کے وجود میں پوری ہو گئی ہیں تو پھر اُنکے مصلح موعود ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے؟ خاکسار آپکے اس موقف کا جواب دینے کیلئے پہلے ایک تمثیل (allegory) بیان کرتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ خلافت عثمانیہ کا دورانیہ ۱۹۲۲ء تک رہا ہے۔ خلافت عثمانیہ ایک وسیع مملکت تھی جو کسی زمانے میں پورے ایشیائے کو چک، پورے بلقان، ہنگری، شام، عرب، مصر، لیبیا، تونس، الجزاير اور پیشتر ایران پر پھیلی ہوئی تھی۔ خلافت عثمانیہ سے پہلے کسی عبادی یا کسی اور مسلمان بادشاہ نے دمشق شہر کے مشرق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو پورا کرنے کیلئے (کہ عیسیٰ ابن مریم دمشق کے شرق میں ایک سفید مینارہ پر اُتھیں گے) ایک بڑا عالیشان اور اُنچا سفید سنگ مرمر کا ایک مینارہ بھی تعمیر کروایا ہوا ہو۔ جیسا کہ تاریخ اسلام سے یہ ثابت بھی ہے کہ عملی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو پورا کرنے کیلئے دمشق کے مشرق میں جامع اموی کیسا تھوڑا دفعہ ایسے سفید مینارے تعمیر بھی کروائے گئے تھے۔ فرض کریں ۷۰۰ء میں اُس وقت کے عثمانی خلیفہ کے گھر میں زید نامی ایک لڑکا پیدا ہوا ہو اور خلیفہ نے اس بچے کے متعلق کسی کوئی علم نہ ہوا۔ بعد ازاں محل میں ہی اس بچے کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کر دیا گیا ہو۔ عوام کو عثمانی خلیفہ کے اس زید نامی بچے کے متعلق قطعاً کوئی علم نہ ہوا۔ اتفاق سے اس زید نامی بچے کا رنگ سرخی مائل اور بال گھنگری مائل ہوں۔ اس وقت پوری اُمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دمشق کے مشرق میں سفید مینارے کے پاس دوزد چادروں میں ملبوس اسرائیلی مسیح ابن مریم کے آسمان سے بعزم عصری نزول کا انتظار کر رہی ہو۔ ۷۹۰ء میں جب اس زید نامی لڑکے کی عمر ۲۰ سال ہوتی اُسکے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ چونکہ اُمت میں نزول مسیح ابن مریم کی پیشگوئی موجود ہے اور مسلمان آسمان سے اُسکے نزول کا انتظار بھی کر رہے ہیں۔ کیوں نہ میں ایک دن صبح کے وقت دمشق کے مشرق میں جو سفید مینارہ نزول مسیح ابن مریم کیلئے بنایا گیا ہے دوزد چادروں میں ملبوس ہو کر اس مینارہ پر سے نیچا اُتروں اور مسلمانوں سے کہوں کہ میں وہی اسرائیلی مسیح ابن مریم ہوں جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ مجھے ہی ۹۰۷ء میں پہلے یروشلم

(Jerusalem) میں صلیب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ آپ سب جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق آخری زمانے میں دمشق کے مشرق میں سفید مینارے پر میراہی آسمان سے نزول ہونا تھا۔ چونکہ زید نامی یہ لڑکا در پردہ عثمانی خلیفہ کا بیٹا تھا الہذا اسکے پروگرام کیلئے اسکے باپ کی بھی اُسے پوری سپورٹ (support) ہو۔ اور جب ایک لڑکے کو ایک وسیع اسلامی مملکت کے سربراہ کی بطور باپ حمایت حاصل ہو تو پھر اُسکے منصوبے کی ناکامی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ۹۰ءے میں ایک دن علی الصباح بوقت صلوٰۃ الفجر زید نامی لڑکے نے یہ ڈراما رچایا۔ وہ دمشق کے مشرق میں پہلے سے تغیر شدہ ایک عالی شان سفید مینارہ پر دوزرد چادر وہ میں ملبوس ہو کر نیچے اترتا۔ اس وقت جامع اموی میں نمازی صبح کی نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ زید نے مینارہ سے اُتر کر سب نمازوں سے کہا کہ میں وہی اسرائیلی مسیح ابن مریم ہوں جسے ۹۰ءے اسال پہلے اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ اور میں نے ہی رسول عربی ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق دمشق کے مشرق میں اسی سفید مینارے پر دوزرد چادر وہ میں لپٹے ہوئے اُترنا تھا۔ دو فرشتے مجھے اس مینارہ پر اُتار کر چلے گئے ہیں۔

اس وقت عثمانی خلیفہ یعنی در پردہ اس زید نامی لڑکے کا باپ بھی نمازوں میں موجود ہوا اور بہت سارے دیگر حکومتی اہلکار بھی وہاں موجود ہوں۔ اب لوگ تو یہ جانتے نہیں تھے کہ یہ زید نامی نوجوان ہمارے عثمانی خلیفہ کا لڑکا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ ان میں سے کسی نے بھی ۹۰ءے اسال پہلے والے اسرائیلی مسیح ابن مریم کو دیکھا ہوا نہیں تھا۔ صرف احادیث سے انہیں یہ معلوم تھا کہ اسرائیلی مسیح ابن مریم کا رنگ سرخی مائل اور بال گھنگریا لے تھے۔ اب جب صبح کے وقت سب نمازوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک سرخ رنگ والا اور گھنگریا لے بالوں والا نوجوان دوزرد چادر وہ میں لپٹا ہوا سفید مینارے سے نیچے اُترا ہے تو ان سب کے دل میں یہ یقین پیدا ہو گیا کہ ہو سکتا ہے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہونیوالا مسیح ابن مریم یہی نوجوان ہو۔ بعد ازاں یہ زید بطور مسیح ابن مریم عثمانی خلیفہ کے محل میں رہائش پذیر ہو جائے اور عثمانی خلیفہ کے حکم پر وسیع سلطنت کی ہر مسجد میں اس زید نامی نوجوان کا بطور مسیح ابن مریم اعلان کر دیا جائے۔ زید چونکہ پڑھا لکھا اور ہوشیار بھی ہو۔ اُس نے بعد ازاں (حکومتی سرپرستی میں) خوب تقریریں کیں اور پوری اُمت میں اپنے اُس مسیح ابن مریم ہونے کا تاثر پختہ کر دیا جس مسیح ابن مریم نے مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق آسمان سے نازل ہونا تھا۔ ۹۸ءے میں عثمانی خلیفہ فوت ہو جائے۔ خلیفہ کی وفات کے بعد یہ زید نامی نوجوان عثمانی خلافت کی گدی پر براجمن ہو کر پوری ملت اسلامیہ کا حکمران بھی بن جائے۔ اُمت کے جتنے بھی عالم فاضل تھے وہ سب اُسکے نوکر ہوں۔ اسلامی فوج اور اسلامی مملکت کا خزانہ بھی اُسکے قبضہ میں ہو۔ ان میسر و مسائل کیسا تھا اس نوجوان نے اپنے دور اقتدار میں اسلام کی بھر پور خدمت کی ہو۔ نئی مسجدیں بنوائیں۔ درسگاں کیں بنوائیں۔ اس وقت اسلامی مملکت میں جتنے بھی خنزیر تھے اسلامی فوج کی مدد سے حدیث کے مطابق اُس نے سب قتل کروا دیئے۔ جتنی بھی لکڑی کی ظاہری صلیبیں تھیں ان سب کو اُس نے تڑوادیا۔ پوری اسلامی مملکت میں اُس نے عدل و انصاف بھی قائم کر دیا۔ اسلامی مملکت میں جتنے بھی غیر مسلم تھے انہیں جو یہ بھی معاف کر دیا۔ اتفاق سے اس وقت اسلامی مملکت کافی امیر ہو۔ زید چونکہ خلیفہ اور (اپنے زعم میں) مسیح موعود تھا اور ملک کا خزانہ اُسکے کنٹرول میں تھا لہذا اُس نے عام مسلمانوں میں حدیث کے مطابق خوب مال تقسیم کیا۔ چونکہ زید پڑھا لکھا بھی تھا۔ اُسکے پاس کافی فراغت تھی لہذا اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اُس نے صداقت اسلام کیلئے کچھ کتابیں بھی لکھیں۔ اپنے ماتحت علمائے اُمت کی مدد سے قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھ دی۔ زید کے پاس ایک مضبوط اسلامی فوج تھی۔ اُس نے اردو گردکی غیر اسلامی ریاستوں

پر قبضہ کر کے انہیں مسلم ریاستوں میں بدل دیا اور اس طرح کروڑوں غیر مسلم دائرہ اسلام میں بھی داخل ہو گئے۔ زید جو کہ ایک خلیفہ اور اسلامی ریاست کا سربراہ تھا۔ اور وہ ایک منصوبے کے ساتھ اُمت مسلمہ میں نازل ہونیوالا مسیح موعود بن بیٹھا تھا۔ ۸۲۸ءے میں یہ خلیفہ اور خود ساختہ مسیح موعود فوت ہو جائے۔ اُس نے عملیاً پچاس (۵۰) سال حکومت کی ہو۔ اپنے دور اقتدار میں اُس نے ہر سال یوم مسیح موعود ممتازاً کر مسلمانوں کے آذہان میں اپنے مسیح موعود ہونے کا عقیدہ بھی پختہ کر دیا ہو۔ پوری اسلامی دنیا میں یہ متفقہ اور اجتماعی عقیدہ ہو گیا ہو کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق جس مسیح ابن مریم نے آسمان سے نازل ہونا تھا وہ نازل ہو گیا ہے اور وہ زید تھا۔ زید نامی خود ساختہ مسیح موعود کی وفات کے بعد جو اُس کے جانشیں ہوئے انہوں نے بھی مسلسل ہر سال یوم مسیح موعود ممتازاً کر زید کے مسیح موعود ہونے کے عقیدے کو نسل درسل مسلمانوں کے ذہنوں میں پختہ کر دیا ہو۔ اب یہ زید نامی عثمانی خلیفہ جو مسیح موعود بھی بنا ہوا تھا جب ۸۲۸ءے میں فوت ہوا تو اُس وقت ہندوستان کے ایک قادیان نامی گاؤں میں ایک لڑکا بنا نام مرزا غلام احمد بغمیر تیرہ (۱۳) سال موجود ہو۔ مرزا غلام احمد نامی لڑکا بچپن ہی سے دنیا کی بجائے دین کی طرف راغب ہو۔ ۸۸۲ءے میں اس نوجوان نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ”براءہن احمدیہ“ ہو۔ اس کتاب میں مصنف نے اُمت محمدیہ میں رانجیج معرف عقیدہ لکھا ہو کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اُمت محمدیہ میں جس مسیح ابن مریم نے آسمان سے نزول فرمائا ہے اور وہ زید عثمانی خلیفہ تھا۔ بعد ازاں اس نوجوان کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ تو مجذوب وقت ہے اور اُس نے اس کا اپنے اشتہارات میں اظہار بھی فرمادیا۔ ۸۸۹ءے میں اس نوجوان نے ایک جماعت بنائی ہو اور کچھ نیک اور متقدی مسلمان اُسکی بیعت کر کے اُسکی جماعت میں شامل ہو گئے ہوں۔ اب ۸۹۱ءے میں اسی مرزا غلام احمد پر اللہ تعالیٰ نے یہ

انکشاف فرمادیا ہو کے! ”**مُسْحِّ ابْنِ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ فُوتٌ ہوَ چاہے اور أَسْكَنَ رَنْگٍ مِّنْ ہوَ كَوْرَدَهُ كَمَوْفَعُ لَهُ۔ أَنْتَ مَعِيْ وَأَنْتَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ۔ أَنْتَ مُصِيبٌ وَمُعِينٌ لِلْحَقِّ۔**“ (روحانی خزانہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۲) عربی عبارت کا ترجمہ:- اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر ہے گا۔ تو میرے ساتھ ہے اور تو وہ سن حق پر قائم ہے۔ تو راہ صواب پر ہے اور حق کا مددگار ہے۔

مرزا غلام احمد نے ”فات مسح ابن مریم“ سے متعلق اس نئے انکشاف الہی کا اپنے انکشاف کے اشتہاروں اور کتابوں میں خوب اعلان فرمادیا ہو۔ آپ نے بڑی وضاحت سے تیس (۳۰) آیات قرآنی کیسا تھا حضرت مسح ابن مریم ناصری کی وفات ثابت کر کے آسمان سے اُسکے نزول کے باطل عقیدے کے پرچے اڑا دیے ہوں۔ اب آپ کے اس اعلان کے بعد اُمت مسلمہ میں عجیب و غریب صورت حال پیدا ہو گئی ہو۔ ایک طرف پوری ملت اسلامیہ کا متفقہ اور پختہ عقیدہ ہو کہ زید نامی عثمانی خلیفہ واقعی اصل اسرا ایلی مسح ابن مریم ناصری تھا۔ وہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ۹۰ کے اء میں دمشق کے مشرق میں دوز روچاروں میں ملبوس دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ایک سفید مینارہ پر نازل ہوا تھا۔ اُمت نے اگرچہ اسرا ایلی مسح ابن مریم کو بذات خود تودیکھا ہوا نہیں تھا لیکن آنحضرت ﷺ نے جو اس کا خلیفہ بیان فرمایا ہوا تھا ہی خلیفہ زید کا تھا عین سرخی مائل رنگ اور گنگری والے بال وغیرہ۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اسرا ایلی مسح ابن مریم کے جو کارنا مے بتائے ہوئے تھے کہ وہ آسمان سے نازل ہو کر غالباً اسلام کیلئے سرانجام دے گا۔ مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا تھا:-

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالَّذِي نَفْسِي يَبْدِلُهُ لَيْوُ شَكَّ أَنْ يَنْزُلَ فِيْكُمْ أَبْنُ مَرْيَمَ حَكْمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيلَ وَيَقْتُلُ الْخَنْجَرَ وَيَصْحُلُ الْجُزْيَةَ وَيُفِيضُ الْمَالَ حَتَّى تَكُونَ السَّجَدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الْمُنْبَاهَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَنْوَهُرُرَيْرَةَ فَاقْرُعُ وَرَانٍ شَكْلُتُمْ وَإِنْ قَنْ أَهْلَلُكُتَابٍ إِلَّا لَيُوْمَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ الْأَيْنَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔“ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے عیسیٰ ابن مریم ضرور تم میں نازل ہوں گے اور عادل حاکم ہوں گے صلیب کو توڑیں گے خنزیر قتل کریں گے۔ جزیہ معاف کریں گے مال عام ہو جائے گا یہاں تک کہ کوئی اُس کو قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا۔ پھر ابو ہریرہؓ کہتے اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو، نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر اس کے مرنے سے پہلے ایمان لے آیگا۔“ (متفق علیہ)

اب اُمت محمدیہ کا متفقہ موقف یہ تھا کہ زید نے احادیث میں بیان فرمودہ سب کارنا مے حرف سرانجام دے دیئے تھے اور احادیث میں بیان فرمودہ نشانیاں اُسکے وجود میں ۱۰۰% پوری ہو گئی تھیں یعنی اُمت مسلمہ کے (۱) حاکم بن کر (۲) ہر طرف عدل و انصاف کو قائم کر دیا (۳) لکڑی کی تمام صلیبیں توڑ دیں (۴) خنزیروں کو قتل کر دیا (۵) جزیہ معاف کر دیا (۶) اُسکے دولت عالم ہو گیا اور لوگ مال و دولت سے بے رغبت ہو گئے اور کروڑ ہا غیر مسلم اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ اس لیے اب ہمارے نزدیک زید عثمانی خلیفہ کے مسح موعود ہونے میں تو کوئی شک و شبہ ہی نہیں ہے؟ دوسرا طرف مرزا غلام احمد کا حاکم ہونا تو دور کی بات اُسے تو قادیان کے لوگ بھی نہ جانتے ہوں کہ وہ کون ہے؟ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:-

میں تھا غریب و بے کس و گلناام و بے ہنر۔ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیان کدھر لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی۔ میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

باپ کے نزدیک وہ نہ صرف نعمود باللہ کیما ہو بلکہ دنیا سے بھی بے خبر ہوا اور فقط مسجد میں بیٹھا رہتا ہوا۔ اُمت مسلمہ کا خیال ہو کہ مرزا غلام احمد قادری کی زید مسح موعود عثمانی خلیفہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے اور اُس نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ دوسرا طرف مرزا غلام احمد بڑی تحدی کیسا تھا کہتے ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اسرا ایلی مسح ابن مریم نوت ہو چکے ہیں اور کوئی آسمان پر گیا ہی نہیں اور قرآن مجید اس حقیقت کی تصدیق فرمرا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے الفاظ کا صرف اتنا مطلب تھا کہ مسح ابن مریم کی خوبی اور سیرت و حالات کے مشابہ کوئی انسان اُمت محمدیہ میں ظاہر ہو گا اور وہ غالباً اسلام کا موجب بنے گا۔ حضرت مسح ابن مریم سے اُسکی اسی مہانت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے اُسے مسح ابن مریم قرار دیا ہے۔ اور اس طرح جب کوئی آسمان پر گیا ہی نہیں تو پھر آسمان سے نازل کس نے ہونا تھا؟ لہذا زید مسح موعود عثمانی خلیفہ آسمان سے قطعاً نازل نہیں ہوا تھا۔ وہ ایک زمینی انسان ہی تھا۔ اُس کا یہ کہنا کہ وہ آسمان سے نازل ہوا تھا سب ایک جھوٹ اور فراڈ (Fraud) تھا۔ جہاں تک زید کے کارناموں کا تعلق ہے تو اس ضمن میں مرزا غلام احمد نے کہا کہ جب کسی انسان کو دنیا میں حکمرانی مل جائے تو پھر ایسے کارنا مے سرانجام دینا اُس کیلئے کوئی مشکل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ بعض اوقات کسی انسان کو مقدار حیثیت کا حامل بنائے کی اس طرح آزمائش بھی کیا کرتا ہے کہ شخص کیا کرتا ہے اور مزید برآں بعض اوقات اُس کیسا تھا کسی اُمت یا جماعت کی آزمائش بھی وابستہ کردی جاتی ہے؟ جناب عطا اللہ صاحب! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اگر آپ ۱۸۹۱ء میں موجود ہوتے۔ آپ کا بھی یہ پیدائشی عقیدہ ہوتا کہ زید نامی عثمانی خلیفہ مسح موعود تھا۔ اور وہ نہ صرف

آسمان سے نازل ہوا تھا بلکہ اُس نے سب کارنا میں بھی سر انجام دے دیئے تھے اور اُسکے وجود میں ساری نشانیاں بھی پوری ہو چکی تھیں۔ تو پھر کیا آپ اپنے اس پیدائشی عقیدے کو سچا قرار دیتے یا کہ حضرت مرا غلام احمدؒ سچا قرار دیتے ہیں جس کے پاس اُس وقت سوائے وفاتِ مسیح ابن مریم کے ثبوت کے کوئی اور کارنا نہیں تھا؟ مجھے اُمید ہے رانا صاحب! ۱۸۹۱ء میں آپ کا بھی ہر متقدی مسلمان کی طرح یہی فتویٰ ہوتا کہ جب قرآن مجید سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ کوئی آسمان پر گیا ہی نہیں تو پھر زید عثمانی خلیفہ کا یہ کہنا کہ وہ آسمان سے نازل ہوا تھا بلکہ غلط اور ایک دھل تھا۔ مرا غلام احمدؒ کا موقف ہی مدلل اور معقول ہے۔ لہذا اگر امت محمدیہ میں کسی مسیح موعود نے نازل ہونا ہے تو پھر وہ موسوی مسیح ابن مریم سے مماثلت رکھنے والا امت محمدیہ کا ہی کوئی فرد ہو گا۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے مرا غلام احمدؒ پر وفاتِ مسیح ابن مریم کا انتشار فرمایا کہ حیاتِ مسیح ایسے باطل عقیدے کا بُطُلان فرمادیا ہے لہذا امت محمدیہ میں نازل ہونیوالا مسیح موعود بلا شک و شبہ مرا غلام احمدؒ ہی ہیں۔

جناب رانا صاحب! اب آتے ہیں خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی طرف اور اُنکے ان کارنا موں اور نشانیوں کی طرف جو وہ بذاتِ خود بھی اور بعض لوگ بھی اُسکے وجود میں پوری کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے کامل طور پر ثابت کرچکا ہوں کہ (اولاً) زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق سب الہامات ہم پر یہ اکشاف فرماتے ہیں کہ ۶، ۷، ۸ نومبر کے ۱۹۰۰ء تک وہ موعود زکی غلام پیدا نہیں ہوا تھا۔ (ثانیاً) یہ الہامات ہمیں بتاتے ہیں کہ حضرت بانے سلسلہ احمدیہ کا کوئی بھی فرزند اور ۶، ۷ نومبر کے ۱۹۰۰ء سے پہلے پیدا ہوئے سب جانتے ہیں کہ مرا اشیر الدین محمود احمدؒ ۱۲ ارجونوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے تھے اور اس طرح حضورؐ کے مبارک الہامات نے ہم پر واضح کر دیا کہ خلیفہ ثانی صاحب اس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔ خلیفہ ثانی پیشگوئی زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے اُسی طرح دائرہ بشارت میں نہیں آتے جس طرح دو ہزار سال پہلے یروشلم میں پیدا ہونیوالا موسوی مریم کا وہ بیٹا جس پر انجیل نازل ہوئی تھی اصلًاً آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم یا مسیح موعود کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا ہے۔ اب وہ شخص جو اس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتا تو پھر جن کارنا موں اور نشانیوں کو وہ (بزمِ خود) آپ اور دیگر افراد جماعت اُسکے وجود میں پوری کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اُنکی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا۔ نیکوں کی ہے یہ خصلت را ہیجا یہی ہے جس طرح حضرت مرا غلام احمدؒ کے موسوی مسیح ابن مریم کی قرآن مجید سے وفات ثابت کرنے کے بعد زید نامی عثمانی خلیفہ اور نامنہاد مسیح موعود کے کارنا موں کی حیثیت ختم ہو گئی تھی۔ اسی طرح آج اس عاجز کے حضرت بانے سلسلہ احمدیہ کے الہامات اور قرآن مجید کی تصدیقی مہر کیسا تھے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ خلیفہ ثانی تو پیشگوئی زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے کہ کارنا موں اور اُنکے ان نشانیوں کی حیثیت ختم ہو گئی ہے جو کہ آپ اور دیگر افراد جماعت اُسکے وجود میں پوری کرتے پھر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ثانی کو ایک مقدر حیثیت دے کر نہ صرف اُنکی آزمائش کی تھی بلکہ اُس کیسا تھے پوری جماعت احمدیہ کی بھی آزمائش کی ہے۔ خلیفہ ثانی کی پیدائش کے بعد بلکہ حضورؐ کی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات کے جاری رہنے کے باوجود خلیفہ ثانی کا بڑی دلیری کیسا تھا کہ حضورؐ کی وفات تک جاری رہنے والے "زکی غلام" سے موعود کی الہامی پیشگوئی کو اپنے اوپر چپا کر لینا بڑی فاش غلطی (Blunder) تھی۔ ان کو معلوم ہو گا یا ہونا چاہیے تھا کہ حضورؐ کی وفات تک جاری رہنے والے "زکی غلام" سے متعلق مبشر الہامات اُسکے دعویٰ مصلح موعود کی خوب قلعی کھول رہے ہیں۔ حیرت ہے کہ اُسکے باوجود اُس نے بڑی دلیری کیسا تھا کہ مصلح موعود یعنی زکی غلام مسیح الزماں ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے "چڈا اور استدزدے کے بکف چاغ دار" کے محاورے کو اپنی ذات میں بیچ کر دکھایا۔؟؟؟؟؟

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۲ پر لکھتے ہیں:-

"اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ نشانیاں جو مصلح موعود کے بارے میں بتائی گئی ہیں پوری ہوئی ہیں کہ نہیں۔ اگر نہیں تو پھر تو آپ کے دعویٰ کے بارے میں غور کیا جاسکتا ہے۔"

جناب رانا صاحب! آپ جن کارنا موں اور نشانیوں کو خلیفہ ثانی صاحب کے وجود میں پوری کر رہے ہیں یا پوری کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ متنزکہ بالاتتیل کی روشنی میں اُن کی خوب قلمی کھل چکی ہے۔ اب آپ کو بھی اور پوری جماعت احمدیہ کو بھی کیا کسی ایسے مدعا کے دعویٰ مصلح موعود پر غور نہیں کرنا چاہیے جو کہ نہ صرف ۶، ۷ نومبر کے ۱۹۰۰ء کے بعد پیدا ہوا ہے بلکہ اُس نے یہ بھی ثابت کر دیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خلیفہ (خلیفہ رابع) کو اُس کا لاشوری مصدق بھی بنایا ہے؟ مزید برآں وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایک قطعی، علمی اور الہامی ثبوت بھی رکھتا ہے۔

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۲ پر لکھتے ہیں:-

"صفحہ نمبر ۱۰ پر آپ نے جو مرا امبارک احمد مولود مسعود کے بارے میں جتنے والے جات دیئے ہیں۔ میں ان کا پہلے تفصیل سے جواب دے چکا ہوں۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ

جب حضورؐ خود ہی آپ کی تحریر کے صفحہ نمبر ۱۰/۱۱ پر کی آخری سطر میں فرماتے ہیں کہ ”تین کو چار کرنیوالا“، واقع رنگ میں اُسے پیشگوئی مصلح موعود قرار دیتے ہیں۔ مگر وہ مولود مسعود جو تین کو چار کرنیوالا تھا۔ فوت ہو گیا۔ تو کیا آپ نعوذ بالله حضورؐ کی اس عبارت کو کہاں فٹ کریں گے۔ جبکہ صاف ظاہر ہے کہ یہ حضورؐ کی اجتہادی غلطی تھی۔ جو مرزا محمود فضل عمرؐ کی شکل میں دور ہو گئی۔۔۔۔۔

جناب رانا صاحب! آپ یہ تو سمجھ بھی گئے ہیں اور آپ نے یہ تسلیم بھی کر لیا ہے کہ حضورؐ نے اپنے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کو ”تین کو چار کرنیوالا“، فرمائ کر اُسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصدق قرار دیدیا تھا۔ اب مبارک احمد کی وفات کے بعد آپ کامسلسلہ یہ ہے! ”تو کیا آپ نعوذ بالله حضورؐ کی اس عبارت کو کہاں فٹ کریں گے؟“ جواب اعرض ہے کہ ایک بات یاد رکھیں کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی نہ ہم اور نہ ہی ہم اپنی مرضی سے کسی جگہ پرفٹ کر سکتے ہیں؟ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی جہاں چاہے گا۔ آپ کو معلوم ہے ۲۰۲۰ءے کی الہامی پیشگوئی نازل ہونے کے بعد حضورؐ نے اس الہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود) کو اولاد اپنے پہلے لڑکے بشیر احمد (اول) پرفٹ کیا تھا۔ جیسا کہ بشیر احمد (اول) کی پیدائش کے دن (یعنی ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو) جو آپ نے ایک اشتہار بنام ”خوشخبری“ شائع فرمایا تھا کی دریج ذیل عبارت سے عیاں ہے۔

”اے ناظرین! میں آپکو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸۱۸۸ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہو تو دوسرے حمل میں جواس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶ اگست ۱۹۰۳ء مطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالمحمد لله علی ذلک۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۳۱)

لیکن آپ بھی اور سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اول کو وفات دے کر یہ ظاہر فرمادیا کہ بشیر احمد اول اس زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصدق نہیں تھا۔ بعد ازاں حضورؐ مختار ہو گئے اور انہوں نے زکی غلام مسیح الزماں کی بشارت کو اپنے کسی لڑکے (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) پر واضح رنگ میں فٹ نہ کیا بلکہ تقاضا کی طور پر اُنکے نام رکھتے رہے۔ حتیٰ کہ ۱۳ جون ۱۸۹۹ء کا دن آگیا۔ جب آپ کے بقول آپکا چوتھا لڑکا صاحبزادہ مبارک احمد پیدا ہوا۔ اس چوتھے لڑکے کی پیدائش پر آپ نے بڑے واضح رنگ میں زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کی پیشگوئی کو آپ پرفٹ کر دیا۔ جیسا کہ خاکسار اپنے مضمون نمبر ۳۰ ”بجز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ“ میں مفصل بیان کر چکا ہے۔ میرے محترم! مبارک احمد کی وفات کے بعد آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ پھر زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی کو کہاں فٹ کیا جائے؟ اس ضمن میں عرض ہے کہ اس کا ہمیں بخوبی پتہ چل سکتا ہے۔ صرف تھوڑا انگو و فکر اور تقویٰ کی ضرورت ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مبارک احمد کو وفات دے کر یہ وضاحت فرمادی تھی کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اس الہامی پیشگوئی کو کہاں فٹ کرے گا؟ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اس الہامی پیشگوئی کو مثلی مبارک احمد کی طرف منتقل کر دیا ہے جس نے ۲۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔ لیکن جناب من آپ کے ذہن میں ایک غلط فہمی ہے۔ خاکسار اسکی وضاحت کر کے آپ کے ذہن کو صاف کرنا چاہتا ہے۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

رانا صاحب! آپ کے ذہن میں یہ غلط فہمی ہے کہ اگر مبارک احمد فوت ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ حضورؐ کے کسی دوسرے لڑکے کو زکی غلام مسیح الزماں کا مصدق بنادے گا۔ لیکن میں جواب اعرض کرتا ہوں کہ ایسا ممکن نہیں۔ یہ آپکی ایک غلط فہمی ہے اور خاکسار اسکے ازالے کیلئے دریج ذیل گزارشات پیش کرتا ہے۔

(۱) پہلی گزارش یہ ہے کہ مبارک احمد کی وفات کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے حضورؐ پر اس زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات نازل فرمائے ہیں تو ان مبشر الہامات نے سنت الہامی کے مطابق حضورؐ کے سابقہ لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) کو اس زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے باہر نکال دیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ حضورؐ کے سابقہ پیدا شدہ لڑکے اس الہامی پیشگوئی کے مصدق نہیں بن سکتے کیونکہ وہ کسی صورت میں مثلی مبارک احمد نہیں ہو سکتے۔

(۲) دوسری گزارش یہ ہے اور خاکسار اسکی پہلے بھی وضاحت کر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمدؐ سے ایسا کوئی وعدہ نہیں فرمایا ہے کہ وہ ”زکی غلام“، کو آپ کی صلب میں سے ہی پیدا فرمائے گا۔ اگر کوئی ایسا وعدہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ بشیر احمد یا مبارک احمد میں سے ہی کسی کو زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی کا مصدق بنادیتا اور انہیں وفات نہ دیتا۔ یا پھر اللہ تعالیٰ مبارک احمد کی وفات کے بعد حضورؐ کے گھر میں کوئی اور لڑکا پیدا فرمادیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مبارک احمد کی پیدائش کے بعد حضورؐ کے ہاں نزینہ اولاد کا سلسلہ مقطع کر کے ایسا نہیں کیا ہے۔ امید ہے اب آپ کو سمجھ آگئی ہو گی کہ اس الہامی پیشگوئی کا مصدق صرف اور صرف مثلی مبارک احمد ہی ہو سکتا ہے۔

اور اس نے ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۴ء کے بعد جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔ مثیل مبارک احمد یعنی زکی غلام مسیح الزماں کیلئے حضورؐ کی صلبی نسل میں سے ہونا کوئی شرط نہیں ہے بلکہ اس کیلئے شرط صرف یہ ہے کہ وہ حضورؐ کی روحانی ذریت یعنی جماعت میں سے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو وہ حضورؐ کی صلبی نسل میں سے بھی ہو سکتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو وہ حضورؐ کی جماعت میں سے بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کرنا ہے۔ میں نے یا آپ نے یا کسی اور نہیں کرنا اور میں افراد جماعت سے بڑے ادب کیسا تھا یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو ”زکی غلام مسیح الزماں“ بنانے کر دیا ہے؟ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ میں کوئی شک ہے تو وہ میرے مقابلہ پر آ کر اپنا شک دور کروالے۔

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۳ پر لکھتے ہیں :-

”جناب غفار صاحب! پیشگوئی سبز اشتہار میں زکی غلام کے آگے بریکٹ میں (لڑکا) کے الفاظ حضورؐ کے ہیں۔ یا خدا نخواستہ کسی نے تحریف کی ہے؟ ہرگز نہیں۔ جس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ تو حضورؐ سے بڑھ کر کون اس الہام کی تشریع کر سکتا ہے۔ آپ اگر نہ مانیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم نے تو بلکہ ہر وہ شخص جس کو حضرت مسیح موعودؑ کا غلام ہونے کا دعویٰ ہے۔ وہ حضورؐ کی ہی تشریع (لڑکا) کو مانے گا۔ کسی ایرے غیرے کی نہیں؟ دوسری بات یہ ہے۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے کسی الہام میں زکی غلام کو مصلح موعود کہا ہے۔ وہ کہاں ہے۔ کس کتاب میں؟؟؟ آپ ہرگز نہیں دکھائتے۔ یہی زکی غلام (لڑکا) ہی مصلح موعود، بیشکل محمود فضل عمرؓ اس لیے ثابت ہوا۔ کہ جو جو نشانیاں زکی غلام (لڑکے) کی سبز اشتہار میں بتائی گئیں ہیں۔ وہ ۱۰۰٪ اُس پیارے وجود میں پوری ہو گئیں ہیں۔“

جناب رانا صاحب! پیشگوئی سبز اشتہار میں ”زکی غلام“ کے آگے بریکٹ میں (لڑکا) کے الفاظ بالکل حضورؐ کے ہیں۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں اور اس میں کوئی دورائے بھی نہیں ہیں۔ میں اسے بالکل تسلیم کرتا ہوں۔ یہ بات بھی درست ہے کہ انسانوں میں سے سب سے بڑھ کر صرف ملهم ہی اپنے الہام کے معانی کو جانتا ہے۔ بیباں میں دو (۲) باتیں عرض کرتا ہوں۔

(اولاً) پہلی گزارش یہ کہ اگرچہ انسانوں میں سے سب سے بڑھ کر ملهم ہی اپنے الہام کے معانی جانتا ہے لیکن الہام نازل کرنیوالا یعنی اللہ تعالیٰ ملهم سے بھی بڑھ کر اپنی کلام کی حقیقت کو جانتا ہے اور آپ کو بھی اور جماعت احمدیہ کو بھی یہ حقیقت تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

(ثانیاً) دوسری گزارش یہ کہ گزرنے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ ملهم کے کسی پیروکار یعنی غلام کو اپنے آقا کے ”الہام کی حقیقت“ بتانا چاہے تو وہ بتا سکتا ہے۔ یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ اس دنیا کے سب سے بڑے اور عظیم ملهم حضرت محمد ﷺ تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کی آزمائش کی خاطر بعض باتوں کا آپ ﷺ کو بھی علم نہ دیا تو پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کے غلام یعنی حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی حیثیت تو ہے، ہی ثانوی۔ اس لیے عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی آزمائش کی خاطر ”زکی غلام مسیح الزماں“ سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کی حقیقت حضرت با نئے سلسلہ احمدیہ پر بھی نہ کھولی ہو؟ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:-

”غلطی کا احتمال صرف ایسی پیشگوئیوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسائل دینیہ سے ان کا کچھ علاقہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک نہایت دقيق راز ہے جس کے یاد رکھنے سے معرفت صحیح مرتبہ نبوت کی حاصل ہوتی ہے اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر اب من مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہومکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باغ کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو۔ اور نہ یا جو جو کی عین تیک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابتہ الارض کی ماہیت کماہی ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثالہ قریبہ اور صورت شabaہ اور امور متباہلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوی کے ممکن ہے اجمالي طور پر سمجھ جایا گیا ہو تو کچھ تجھ کی بات نہیں اور ایسے امور میں اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو شان نبوت پر کچھ جائے حرفا نہیں۔“ (روحانی خزانہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۳)

اب یاد رہے کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ نے مندرجہ بالا اقتباس میں جو اپنے آقا آنحضرت ﷺ کے متعلق فرمایا ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ ایسا ہی معاملہ بدلسلسلہ پیشگوئی غلام مسیح الزماں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ سے بھی ہو گیا ہو؟ یہ بات بھی بھولیں کہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر پیشگوئی کا علم اپنے نبی کو عطا فرمائے کیونکہ بعض ابتلاء جو پیشگوئیوں کے ذریعے سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں وہ علم کی اشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے۔ اسی سلسلہ میں حضورؐ فرماتے ہیں:-

”دراصل بات یہ ہے کہ بسا اوقات انبیاء علیہ السلام اور دوسرے ملہمین پر ایسے امور ظاہر کیے جاتے ہیں کہ وہ اسرار استغارات کے رنگ میں ہوتے ہیں اور انہیاء علیہ السلام ان کو اسی طرح لوگوں پر ظاہر کر دیتے ہیں جس طرح وہ سنتے یاد کیجئے ہیں اور ایسا بیان کرنا غلطی میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ اسی رنگ اور طرز سے وحی نازل ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں۔

ہوتا کہ الہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے تمام استعارات کا نبی کو علم دیا جائے کیونکہ بعض ابتلا جو پیشگوئیوں کے ذریعے سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں۔ وہ علم کی اشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیشگوئیوں کے بعض اسرار سے نبیوں کو اطلاع دی جائے مگر ان کو ان اسرار کے افشاء سے منع کیا جائے۔ بہر حال یہ امور نبوت کی شان سے ہرگز منافی نہیں ہیں کیونکہ کامل اور غیر محدود علم خدا تعالیٰ کی ذات سے خاص ہے۔^(روحانی خواہن جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۶)

اب آپ پیش کسی ایرے غیرے کی بات کو نہ مانیں لیکن مندرجہ بالا الفاظ تو حضورؐ کے بیان فرمائے ہوئے ہیں کہ الہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے تمام استعارات کا نبی کو علم دیا جائے کیونکہ بعض ابتلا جو پیشگوئیوں کے ذریعے سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں۔ وہ علم کی اشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے۔ کیا آپ حضورؐ کے ان الفاظ کو بھی نہیں مانیں گے؟ ایک اور جگہ پر حضرت بانے سلسلہ احمد یہ تقریباً ملتے ہیں:-

”افسوس آپ کو سنت اللہ کی کچھ بھی خبر نہیں۔ نبی کیلئے کسی پیشگوئی کے کسی خاص پہلو پر ظاہر ہوگی ضروری نہیں۔ پیشگوئی میں اس بات کا ہونا تو ضروری ہے کہ اس کا مفہوم خارق عادت ہو اور انسانی طاقت یا مکروفریب اس کا مقابلہ نہ کر سکے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک پہلو سے اس پیشگوئی کی حقیقت ظاہر کی جائے۔^(روحانی خواہن جلد ۲۱ صفحہ ۲۳۸)

رانا صاحب! پیش آپ اور جماعت احمد یہ کسی ایرے غیرے کی بات نہ مانیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ اپنی کسی پیشگوئی کا علم اپنے ملہم کے کسی غلام پر کھول دے تو پھر اسکی بات مانے میں آپ کیا اعتراض ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صحیح موعود (مشمول پیشگوئی صحیح موعود) کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کے غلام حضرت امام مہدی معبود و مسیح موعودؑ کو دیا اور ہم سب اس حقیقت کو تسلیم بھی کرتے ہیں اور اسکے گواہ بھی ہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت مرا صاحبؒ ایرے غیرے تھے؟ اسی طرح آج اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی معبود و مسیح موعودؑ کی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں) کا علم اسکے کسی موعود غلام کو دے دیا ہے تو وہ زکی غلام آپ کی نظر میں ایرا غیر ابن گیا ہے سجنان اللہ۔ دوسری بات یہ کہ حضرت امام مہدی مسیح موعودؑ نے کس الہام میں زکی غلام کو مصلح موعود لکھا ہے۔ وہ کہاں ہے۔ کس کتاب میں ہے غیرہ وغیرہ۔ میں اس کا جواب بڑی تفصیل کیسا تھا صفحات میں دے چکا ہوں۔ امید ہے آپ کی بھی اور دیگر افراد جماعت کی بھی تشفی ہو گئی ہوگی۔ باقی آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کی نشانیوں کے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے وجود میں ۵% اپورا ہونے کی بات کی ہے میں گذشتہ صفحات میں ”خلفیہ ثالثی صاحب“ کے کارنامول کی حقیقت^۱ میں اس کا جواب دے آیا ہوں۔

اسی صفحہ نمبر ۱۳ پر آگے آپ لکھتے ہیں:-

”جس لڑکے کا وفات مبارک احمد کے بعد کا ذکر ہے۔ وہ بھی حضورؐ کی ہی نسل میں سے ہونا ہے۔ اور وہ میرزا طاہر احمدؓ اور موجودہ پاک وجود حضرت میرزا مسرورا حمدایہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیں۔ گویا خدا تعالیٰ آسمان سے اُتر آیا ہے۔ ہم آئے روز ملاحظہ کر رہے ہیں۔ معاف رکھنا۔ آپ تو غیر احمدیوں کی طرح زبردست غلطی میں بٹتا رہا ہیں۔ کہ جس طرح وہ امام مہدی مسیح کے آجائے کے باوجود بھی اسکی انتظار میں اپنی زندگیاں بردا در کر رہے ہیں۔ آپ بھی مصلح موعود کے ظاہر ہونے کے باوجود بھی انتظار میں اپنا وقت اور دماغ ضائع کر رہے ہیں۔ آپ خدا تعالیٰ کی تقسیم پر کیوں راضی نہیں ہوتے۔ جبکہ یہ اہم ترین کام اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں اتنا بنائے فارس کے ذمہ لگادیا ہے۔ یا آپ اب خدا تعالیٰ سے پوچھیں۔ کہ اس نے یہ اہم فریضہ اتنا بنائے فارس تک کیوں مدد و کر دیا۔ یہ ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء۔ خدا تعالیٰ کو کوئی پابند نہیں کر سکتا آپ بعض معاویہ اور بعض محمود سے باہر نکل آئیں۔ سلامتی میں رہیں گے۔“

جناب رانا صاحب! مبارک احمد کی وفات کے دن اور آزاداں بعد جس غلام کی بشارتیں ہوتی رہی ہیں وہ کوئی نیا غلام نہیں بلکہ زکی غلام یعنی مصلح موعود ہی تھا۔ میں اسکی تفصیل بیان کر آیا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ مرزانا ناصر احمد، مرزاطاہر احمد اور مرزامسرورا حمد کو زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصدق اتنا تاوہ ضرور اس کا اعلان بناں گے دل کرتے۔ میرے مدل دعویٰ کے بعد مرزاطاہر احمد اس حقیقت کو سمجھ گئے تھے کہ میرے والد خلیفہ ثالثی کا دعویٰ مصلح موعود جو ٹھا۔ لیکن چونکہ ان لوگوں کا ہمیشہ سے طریقہ واردات یہ رہا ہے کہ پہلے چکے سے گول مول بات کر کے اپنے ارد گرد مراعات یافتہ لوگوں پر اپنی خواہش کا اظہار کر دیتے ہیں اور پھر یہ مراعات یافتہ طبقہ مداریوں کی طرح ڈگٹی جاتے ہوئے آہستہ آہستہ اسکی خواہش کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیتا ہے۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ مرزابشیر احمد نے اللہ تعالیٰ سے علم یا الہام پا کر اپنے ”قمر الانبیاء“ ہونے کا باقاعدہ دعویٰ کیا تھا؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح کیا کوئی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ مرزانا ناصر احمد نے اللہ تعالیٰ سے علم یا الہام پا کر اپنے ”نافلہ موعود“ ہونے کا باقاعدہ دعویٰ کیا تھا؟ ہرگز نہیں۔ مرزابشیر احمد اور مرزانا ناصر احمد دونوں کو بالترتیب اسی طریقہ واردات کے مطابق ”قمر الانبیاء“ اور ”نافلہ موعود“ بنایا گیا تھا۔ اور یہ سختہ استعمال کرتے ہوئے مرزاطاہر احمد نے بھی پہلے ۳۰ جولائی ۲۰۰۷ء کے خطبہ جمعہ میں کچھ وضاحت سے فرمادیا کہ:-

”میری عاجز اند رخواست یہ ہے کہ میرے لیے دعا کریں خدا مجھے ہی وہ مبارک وجود بنادے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہے اور فرمایا یہ وعدہ ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔ اس دعائے مجھے بہت دردناک کر دیا ہے اور میں اسی درد کے ساتھ آپ سے اتنا کرتا ہوں کہ میرے لیے دعا نہیں کریں۔“

در اصل مرزا طاہر احمد کے ان الفاظ میں افراد جماعت کیلئے بالواسطہ یہ پیغام پوشیدہ تھا کہ پونکہ میرا والد غلیفہ ثانی زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی سے آؤٹ ہو چکا ہے۔ لہذا آپ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں کر دیں کیونکہ میری پیدائش ۲، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میری سچائی کا اُس پر اتنا عرب ڈال دیا تھا کہ وہ چاہتے ہوئے بھی کوئی ایسی حرکت یاد ہوئی نہ کر سکا جس کے نتیجے میں افراد جماعت خلیفہ ثانی کے جھوٹ سے نکل کر کسی دوسرے جھوٹ کا شکار ہو جاتے۔

(ثانیاً) وہ سب احمدی جو یہ سمجھتے تھے یا سمجھتے ہیں کہ ۲، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہو نیوالے کسی بھی مدعا مصلح موعود (خواہ و حضور کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو) کا دعویٰ یقیناً جھوٹا ہے۔ ایسے احمدیوں نے اگر آج تک مصلح موعود کا انتظار کیا ہے یا اُس سے متعلقہ الہامی پیشگوئی پر غور و فکر کیا ہے تو نہ انہوں نے اپنا داع خراب کیا ہے اور نہ ہی اپنا وقت ضائع کیا ہے۔ بلکہ آپ ایسے کوتاہ اندیشوں نے بے جا عقیدت اور جلد بازی میں ایک قطعی جھوٹ دعویٰ مصلح موعود کو قبول کر کے اور اُسکی شعوری و کالت کر کے اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

الہی رحمت کی تقسیم پر راضی کون نہیں ہے؟

رانا صاحب! ہم سب جانتے ہیں کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمد یہاں ایک زکی غلام کی بشارت بخشی تھی۔ حضور نے زکی غلام کیسا تھا بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر یہ اجتناب فرمایا تھا کہ یہ زکی غلام میرا لڑکا ہو گا۔ اگر رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی کے بعد اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلق یا زکی غلام کی دیگر علامات کیسا تھا حضرت مرزا صاحب پر مبشر الہامات نازل نہ فرمائے ہوتے تو پھر علم الہی میں اگر زکی غلام سے مراد ٹھیکانہ بھی ہوتا ہے اگر کوئی مرزا صاحب کا ٹھیکانہ لڑکا زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیتا تو پھر کسی انسان کو اس پر اعتراض کرنے کی گنجائش نہ ہوتی۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی پکھا اور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں کھول کھول کر حضور کی نزینہ اولاد کے انتظام کے بعد آپ پر زکی غلام کی بشارت سے متعلق الہامات نازل فرئے ہیں۔ تواب ان زکی غلام کے متعلق مبشر الہامات اور اللہ تعالیٰ کے واضح رنگ میں حیلم غلام کو مثیل مبارک احمد فرمانے کے بعد حضور کا مبارک احمد سے پہلے پیدا ہو نیوالا کوئی بھی ٹھیکانہ لڑکا زکی غلام مسیح الزماں کی پیشگوئی کا مصدق نہیں ہو سکتا۔ اب حضرت مرزا صاحب کا جو بیٹا ”زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود“ بن کر پیٹھ گیا ہے اور کچھ مفاد پرست لوگوں نے دنیاوی مفادات کے بدلتے اپنے ایمان کو پیچ کر اسے مصلح موعود مان بھی لیا ہے اور باقی عام افراد جماعت سے بزور نظام اس غیر معقول اور جھوٹ دعویٰ کو منوا بھی لیا گیا ہے تو جب بروز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے ان مبشر الہامات کو آپ سب کے آگے رکھ کر حضور کو کیا جواب دو گے؟ رانا صاحب! یہے اللہ تعالیٰ کی تقسیم جس پر بانی سلسلہ احمد یہاں اولاً دراضی نہیں ہو رہی اور نہ ہی آپ ایسے خوشامدی لوگ راضی ہو رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ زکی غلام بطور ٹھیکانہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود کو بخش دیتا تو اس میں مجھے یا کسی اور احمدی کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا؟ یہ مسیح ”فضل اور رحمت“ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ حق رکھتا ہے کہ وہ اپنا یہ انعام اپنے برگزیدہ بندے کی جماعت میں سے جسے چاہے بخش دیوے۔ اب جب اللہ تعالیٰ نے قطعی دلائل کیسا تھا اپنے ایسا نام حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی جماعت (ذریت) میں سے اس عاجز کو بخش دیا ہے تو پھر حضور کی جسمانی اولاد کا اللہ تعالیٰ کی تقسیم پسند کیوں نہیں آ رہی اور وہ پہلی غلطی (خلیفہ ثانی کا جھوٹا دعویٰ) کے بعد اب دوسرا غلطی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ پر کھڑے کیوں ہو رہے ہیں؟ اب دیکھنا یہ ہے کہ آسمان والے کا ارادہ پورا ہوتا ہے یا کہ حضرت مرزا صاحب کی ٹھیکانہ اولاد کا جھوٹ اور نکر سے حاصل کیا ہو اغلبہ برقرار رہتا ہے؟

اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۳ کے آغاز میں آپ لکھتے ہیں:-

”آپ کی تحریر کے صفحہ ۱۳ پر آپ لکھتے ہیں ”خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لیے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وجہ سے مخصوص کروں گا۔۔۔ (الوصیت)۔۔۔ غفار صاحب! خاکسار پہلے بھی لکھ چکا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ابناۓ فارس کے ذریعہ توحید کا کام جو کہ ہرجنی اور ہر مصلح کا بنیادی کام ہوتا ہے۔ حضور کی ذریت و نسل سے مقدار اور مخصوص کر رکھا ہے۔۔۔ یہ سب ذریت الوصیت کے بعد ہی پیدا ہوئی ہے۔ اک سے ہزار ہوویں۔ مولیٰ کے یار ہوویں۔ بابرگ و بارہوویں۔ کیا یہ دعا نہیں زکی غلام کیلئے نہیں ہیں۔ آخر ان کو آپ زکی غلام کے زمرہ میں شامل کیوں نہیں کرتے۔ کیا مضاائقہ ہے۔۔۔ اور اگر آپ کی طرح جماعت احمد یہ کے افراد میں سے کوئی اور بھی خواب دیکھ لے۔ اور آپ کی طرح خود ہی تعبیر کر کے مصلح موعود بن جائے۔ تو کون روک سکتا ہے۔۔۔“

جانب رانا صاحب! جیسا کہ میں مضمون میں پہلے یہ گزارش کر چکا ہوں کہ جہاں تک زکی غلام مسیح الزماں کا تعلق ہے تو اسکے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے ملکہم (حضرت امام مہدی و مسیح موعود) کی زندگی میں ہی اپنی یہ تقدیر ظاہر فرمادی تھی کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ۲، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہو نیوالے کسی بھی وجود کو (خواہ و حضور کا جسمانی لڑکا ہو یا آپ کی

روحانی ذریت میں سے ہو) زکی غلام مسح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصدق نہیں بنائے گا۔ خاکسار ابناۓ فارس کے متعلق پہلے تشریح کر پڑا ہے۔ باقی ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰ء کے بعد حضورؐ کی صلب میں سے پیدا ہو نیوالی اولاد میں سے بھی اگر اللہ تعالیٰ کسی کو زکی غلام مسح الزماں کی پیشگوئی کا مصدق بنانا چاہتا تو بنا سکتا تھا اور اس میں کسی احمدی کیلئے نہ کوئی مضاائقہ تھا اور نہ ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا تو اس میں عبد الغفار جنبہ یا کسی اور احمدی کا کیا قصور ہے؟ یہ بھی یاد رہے کہ زکی غلام مسح الزماں کو کسی انسان نے نہیں بنانا اور نہ ہی اس نے خود بننا ہے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ نے بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں حضورؐ کو صرف دو (۲) وجودوں کی بشارت بخشی تھی۔ ان میں سے ایک ”وجہہ اور پاک لڑکا“ اور دوسرا ”زکی غلام“ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر فرمایا ہے کہ جماعتِ احمد یہ میں ان دو (۲) وجودوں کے علاوہ کوئی تیسرا وجود موعود نہیں ہے اور اگر کوئی تیرسا وجود ثابت کر دے تو میں نہ صرف اپنا دعویٰ زکی غلام مسح الزماں والپس لے لوں گا بلکہ ایسے شخص کو منہ مانگا انعام بھی دوں گا۔ یہاں میں اطلاع اعراض کر دیتا ہوں کہ ”قرآن نبیا“، ”خُر ارسل“ اور ”نافلہ موعود“ وغیرہ علاوہ مصلح موعود ہونے کے سب القابات زکی غلام مسح الزماں ہی کے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی روحانی ذریت یعنی جماعت میں سے اگر ایک شخص عبد الغفار جنبہ کو ”زکی غلام مسح الزماں“ ہونے کے اس جلیل القدر منصب کیلئے منتخب فرمایا ہے اور مدعا عرصہ پانچ سال سے ایک قلعی علمی اور الہامی ثبوت کیسا تھا افراد جماعت کے آگے اپنا دعویٰ لے کر کھڑا ہے تو اس میں بھی آپ یا کسی کو کوئی مضاائقہ نہیں ہونا چاہیے؟ (ثانیاً)۔ آپ نے میری خواب اور اسکی تعبیر جو اللہ تعالیٰ نے مجھ بتائی ہے کا بڑی حقارت کیسا تھا ذکر کیا ہے۔ آپ ایسے بت پرستوں کو کیا علم کہ وہ خواب کتنی مبارک تھی اور اسکے دیکھنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ نے کتنا مبارک بنادیا ہے۔ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ کچھ منظوم دعائیہ کلام پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے ول پر الہام کیا اور پھر چند ماہ کے بعد وہ عظیم الشان خواب مجھے دکھادی جس میں یہ عاجز حضورؐ کیسا تھا اور آپ کے حکم پر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یہ منظوم الہامی دعائیہ اشعار پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی خواب آپ کو بھی دکھا سکتا تھا اور کسی دوسرے احمدی کو بھی۔ حتیٰ کہ اگر وہ چاہتا تو حضورؐ کی صلب میں سے ہی کسی کو ایسی خواب دکھادیتا۔ اب موعود زکی غلام مسح الزماں تو ایک ہی ہے اور وہی مصلح موعود بھی ہے اور یہ قرآن فال بنام اس عاجز کے نکل آیا ہے۔ اب آپ اپنے خود ساختہ مصلح موعود کی جھوٹی مصلح موعودی کو سب مل کر بھی قائم نہیں رکھ سکتے اور اب خلیفہ ثانی کا جھوٹ الہامی کلام (اور تاحق اپنی تمام برکتوں کیسا تھا آجائے اور باطل اپنی تمام نوستوں کے ساتھ بھاگ جائے) کے مطابق عنقریب منظر سے بھاگ جانیوالا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ کی تحریر سے لگتا ہے کہ احمدی اب خواب بھی محمودی نظام کی مرضی کے مطابق دیکھ سکتے ہیں؟ اب کیا یہ نظام افراد جماعت پر خواب دیکھنے کی بھی پابندی لگا دے گا؟

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۳ کے آخر پر لکھتے ہیں:-

”آپ نے جس خواب کا سہارا لے کر مصلح موعود ہونے کا نعرہ لگایا ہے۔ اس میں تو ذرہ بھر مصلح موعود کا اشارہ نہیں پایا جاتا۔“ نیکی خدا ہے، اس سے کس کو انکار ہے۔ نیکی خدا ہے اسلئے آپ مصلح موعود بن گئے۔ عجیب استدلال ہے۔ کون عقلمند اس کو زکی غلام مانے گا۔“

جناب رانا صاحب! ہم سب جانتے اور مانتے ہیں کہ حضرت بانے سلسلہ احمد یہ مسح موعود تھے۔ اگر کوئی غیر احمدی آپ سے یہ سوال کر دے کہ آپ کے پاس حضرت مرزا صاحب کے مسح موعود ہونے کا کیا ثبوت ہے تو پھر آپ ایسے مفترض کو کیا ثبوت پیش کریں گے؟ کیا آپ اس مفترض کے آگے حضرت مرزا صاحب کے مسح موعود ہونے کے ثبوت میں حضرت مرزا صاحب کے اہم احادیث پیش کریں گے؟ یہ یاد رکھیں کہ کسی مدعا کی صداقت کیلئے اسکے اہم احادیث مخالفوں کیلئے جو جتنی ہو، اس کرتے۔

(ثانیاً) چونکہ حضرت مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں مسح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا لہذا کیا آپ ۱۸۹۱ء تک کی حضرت مرزا صاحب کی کتب کو آپ کے مسح موعود ہونے کے ثبوت میں پیش کریں گے؟ جبکہ امر واقع یہ ہے کہ ۱۸۹۱ء میں ہندوستان میں بہت سارے ایسے مسلمان موجود تھے جنہوں نے دین اسلام کی خدمت میں درجنوں کتابیں تصنیف کی ہوئی تھیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی کتابوں کا مصنف ہونا بھی کسی کے مسح موعود ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔

(ثالثاً) حضرت بانے سلسلہ احمد یہ بلاشبہ ایک نیک اور پرہیزگار انسان تھے۔ آپ مخالفوں کے آگے کیا حضرت مرزا صاحب کی نیکی اور تقویٰ اور آپ کی دعاؤں کی قبولیت کو آپ کے مسح موعود ہونے کے ثبوت کے طور پر پیش کریں گے؟ جبکہ ۱۸۹۱ء میں عالم اسلام میں لاکھوں اور مسلمان بھی نیک اور تقویٰ ہو گئے اور انکی دعائیں بھی قبول ہوتی ہو گئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی مخالف کیلئے کسی انسان کا نیک اور تقویٰ ہونا اور اسکی دعاؤں کی قبولیت بھی اسکے مسح موعود ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔

(رابعاً) شاید آپ حضرت مرزا صاحب کے مخالف کے مخالف کے آگے آپ کی مخالفت کو آپ کے دعویٰ مسح موعود کی سچائی کے حق میں پیش کریں۔ حالانکہ فی الحقیقت کسی مدعا کی مخالفت بھی اسکے دعویٰ کی سچائی کا معیار نہیں ہو سکتی۔ حضرت مرزا صاحب کے وقت میں صرف ہندوستان میں کم و بیش سولہ (۱۶) دیگر مدعايان بھی موجود تھے اور انکی بھی بھرپور مخالفت ہوئی۔ تو پھر

آپ کسی مخالف کو حضرت مرزا صاحب کے مسح موعود ہونے کی کیا دلیل پیش کریں گے؟ آخر وہ کون سی حقیقت تھی کہ جس سے متاثر ہو کر سلیم الفطرت مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ مسح موعود قبول کر لیا تھا۔

رانا صاحب! خاکسار حضرت مرزا صاحب کے مسح موعود ہونے کے سلسلہ میں گزارش کرتا ہے کہ جب ہم باریک بینی سے مذاہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پہنچتا ہے کہ پیشگوئیوں کے جواصل مصدق ہوتے ہیں پیشگوئیوں کی حقیقت اور فلاسفی اُن پر ہی منکشف ہوتی ہے۔ اور یہی اُنکے کسی پیشگوئی کے مصدق ہونے کی سب سے بڑی اور بھاری دلیل ہوتی ہے۔ مثلاً۔ یہودیوں میں ایلیا متعلق جو پیشگوئی تھی اسکی حقیقت حضرت مسیح سے پہلے اُنکے کسی نبی کسی فقہی اور کسی علم پر نہ کھلی۔ یہودیوں کا برابر یہی عقیدہ رہا کہ ایلیا نبی بذاتِ خود بجسم عضری دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ حتیٰ کہ آخر کار حضرت مسیحؐ پر اللہ تعالیٰ نے یہ سربستہ راز کھول دیا کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے سے مراد اُنکے کسی ہم صفت کا آنا ہے جو یہی نبی ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت کو مسح موعود کی پیشگوئی بیان فرمائی تھی۔ تیرہ صد یاں تک اُمت محمدؐ پیشگوئی مسح موعود کی حقیقت سے لامر ہی تا وقتیکہ چودھویں صدی ہجری کا سر آگیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مسح موعود کی حقیقت اور فلاسفی حضرت مرزا غلام احمدؐ پر کھول دی اور اس انکشاف کے نتیجے میں آپؐ نے وفات مسح ثابت کر کے عیسائیوں اور اعلام مسلمانوں کو لا جواب کر دیا۔ میں جواب اعرض کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے مسح موعود ہونے کا بڑا بھاری ثبوت یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مسح موعود کی حقیقت اور فلاسفی آپؐ پر کھول دی۔ اور پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اسی قسم کا بڑا بھاری ثبوت اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشتا ہے۔ وہ ثبوت یہ ہے کہ اس عاجز نے حضرت مرزا صاحبؑ کے الہامات اور قرآن کریم کی تصدیقی مہر کیسا تھی یہ حقیقت قطعی طور پر ثابت کر کے دکھادی ہے کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا تھا کیونکہ وہ تو ۲۰ رفروری ۱۸۸۸ء کی زکی غلام مسح الزماں کی الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں ہی نہیں آتے۔ جس طرح حضرت مرزا صاحبؑ حیات مسح کے باطل عقیدے کو جھٹالا کر سلیم الفطرت اور متقدی مسلمانوں کی نظر میں مسح موعود ثابت ہو گئے تھے۔ اسی طرح آج یہ عاجز بھی جماعت احمدیہ میں خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کا بُطلان کر کے سلیم الفطرت اور متقدی احمدیوں کی نظر میں مصلح موعود ثابت ہو چکا ہے۔ اب میں آپؐ کے دلگیر سوالات کی طرف آتا ہوں۔

رانا صاحب! میں اپنی خواب کے متعلق ہوڑا بہت اُپر بیان کر آیا ہوں۔ ایسی خوابیں بڑی مبارک ہوتی ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو بھی زندگی میں کوئی ایسی خواب دکھادے۔ آپ نے کہا ہے کہ میری خواب میں تو ذرہ بھر بھی مصلح موعود ہونے کا اشارہ نہیں ملتا۔ میرے محترم ایسی خوابوں کی حقیقت صرف عارف لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں یا وہ جنمہیں اللہ تعالیٰ اُنکی حقیقت سے آگاہ کر دے۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؐ آبولا نیمانے ایک خواب ہی دیکھی تھی جس کے مطابق وہ اپنے اُنکو تے لخت جگر کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار ہو گئے تھے۔ اور پھر جب آپ اللہ تعالیٰ کیلئے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کیلئے تیار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے ابراہیم بس کر۔ تو اپنی رو یا پوری کرچکا اور اب میں تھجے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس ابراہیم کے گھر میں نبیوں کی لائن لگادی اور آج روئے زمین پر اس ابراہیمؐ پر روزانہ کلتے لوگ درود بھیجتے ہیں۔ یہ سب اُس مبارک خواب کا ہی نتیجہ تھا۔ اسی طرح آپؐ کے پڑپوتے حضرت یوسفؐ نے بھی بچپن میں ایک خواب دیکھی تھی۔ اپنے بیٹے حضرت یوسفؐ کی خواب کی تعبیر کو آپؐ کے والد محترم حضرت یعقوبؐ تو سمجھ گئے تھے لیکن ایسی خوابوں کو سمجھنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہوتا اور بعض اوقات تو اللہ تعالیٰ عمر ان خواب میں کوئی محمودی نظام جاری ہوتا تو اُنکی خوابیں سن کر پہنچیں آپؐ کیا فتویٰ جاری کرتے؟ آپؐ کے علم میں ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدیؐ مسح موعود کے زکی غلام کو بھی یوسف قرار دیا ہے۔ پہلے یوسف کی خواب کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اُسے نہ صرف نبی بنایا تھا بلکہ دنیا میں ایک باوقار انتظامی عہدہ بھی عنایت فرمایا۔ حضرت امام مہدیؐ مسح موعود کے موعود یوسف ثانی کو اُنکی خواب کے نتیجے میں کیا اللہ تعالیٰ اُسے مصلح موعود نہیں بنائے؟ اس ضمن میں عرض ہے کہ یقیناً بنائے کرتے ہیں اور بنادیا ہے۔

رانا صاحب! کیا آپؐ نے کبھی میرے منظوم دعا یا اشعار پر غور کیا ہے کہ وہ کیا پیغام دے رہے ہیں؟ یہ منظوم دعا اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو سکھائی تھی۔ لوگ دعا میں مانگتے ہیں لیکن میں تو اتنا بُدھو ہوں کہ مجھے تو مانگنا بھی نہیں آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اُس نے میرے دل پر یہ دعا الہام فرمائی۔ کہ اے میرے بندے۔ اے عبدالغفار مجھ سے یہ دعا مانگ۔ عبدالغفار غریب و بے کس کیا کر سکتا تھا؟ اُس نے یہ منظوم دعا نماز میں مانگی شروع کر دی۔ چند ماہ کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا کہ میرے ایسے ناقص اور غریب انسان کو بذریعہ خواب اپنے ایک عظیم المرتبت اور پیارے بندے کی دُعا میں شامل فرمادیا۔ ایسا پیارا بندہ جس کی دُعا اور فریاد کو اللہ تعالیٰ پہلے ہی یہ فرمائے کرشم بولتے چکا تھا کہ! ”میں تھجے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگ۔ سو میں نے تیری تصریحات کو سنا اور تیری دعاوں کو اپنی رحمت سے پایا قبولت جگد دی۔“ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر کرم کرتے ہوئے مجھے یہ توفیق بخشی کہ میں اُنکے پیارے بندے کی دُعا میں شامل ہو کر اُس (اللہ تعالیٰ) کی عطا کردہ منظوم الہامی دُعا اُس

سے مانگوں اور پھر میں نے بحالتِ خواب یہ دعا مانگی۔

ایک عظیم الشان دعا

اے میرے اللہ، اب تو میری پکارن لے
بجنخش کامیں ہوں طالب، میرے غفارن لے
میں گنہ گار بندہ، درپ ہوں تیرے آیا
شرمندگی کے آنسو اپنے ہوں ساتھ لایا
گلیوں میں رو رہا ہوں، آنسو بہا رہا ہوں
در در کی ٹھوکریں، اے مالک میں کھارہا ہوں
تو پاک مجھ کو کر دے، اور نیک بھی بنادے
اسلام کی محبت، دل میں میرے بٹھا دے
ہر آن رکھوں دیں کو، دنیا پہ میں مقدم
اسلام کی فتح کا، ہو فکر مجھ کو ہرم
اسلام کی صداقت، دنیا میں، میں پھیلاوں
شمع ہدایت، ہر گھر میں، میں جلاوں
اسلام پر جیوں میں، اسلام پر، مرلوں میں
ہر قطرہ اپنے خوں کا، اس کی نظر کروں میں
براہی سے بچوں، اور زبان پہ ہو صداقت
تیرے چمن کا گل ہوں، گل کی توکر حفاظت

ایک عظیم الشان خواب

”ربوہ اور لا لیاں کے درمیان ایک ندی ہے جوابِ خشک ہو چکی ہے۔ اُسکے دونوں کناروں پر تھوڑا تھوڑا سبزہ تھا۔ ندی کے شمال مغربی کنارے پر میں خواب میں آچا کنک اپنے آپ کو حضرت امام مہدی مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کھڑا پاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ ”غفارناز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دعا کرو“۔ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے ہاتھ آسان کی طرف دعا کیلئے اٹھا لیے اور اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور یہی منظوم اہمای دعا مانگ رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔“

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا۔ کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا۔ کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی۔ فَسُبْحَانَ اللَّهِيْ أَكْرَمُ الْأَعْادِيْ

رانا صاحب! آپ میری جس خواب کو اتنا حقیر بھر رہے ہیں۔ کیا آپ عالم اسلام میں سے میرے آقاضرت امام مہدی مسیح موعود کے علاوہ کسی اور مسلمان کی مثال دے سکتے ہیں کہ اس نے اس طرح اور اس رنگ میں کوئی ایسی خواب دیکھی ہو۔ یعنی پہلے کسی مسلمان نے ایک دعا خود کھجھی ہو یا اُسے اللہ تعالیٰ نے اہمای رنگ میں عطا یت فرمائی ہو اور پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اُسے خواب میں آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کی دعا میں شامل کیا ہو اس طرح کہ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ بھی خواب میں کیلئے دعا کر رہے ہوں اور وہ بھی اپنی بنائی ہوئی یا الہمی دعا کر رہا ہو اور دعا کا مضمون بھی یہ ہو کے۔

اے اللہ تعالیٰ! میں تیر اخطا کار بندہ ہوں۔ میرے پاس سوائے شرمندگی کے آنسوؤں کے کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو میں تیرے حضور پیش کر سکوں۔ خالی ہاتھ ہوں۔ اے میرے

مالک! میر اس دنیا میں کوئی نہیں اور میں درد کی ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ! مجھے پاک اور نیک بنادے۔ (پاک اور نیک کو عربی زبان میں زکی کہتے ہیں) اے اللہ تعالیٰ! میرے دل میں دین اسلام کی محبت بڑھا دے۔ اے اللہ تعالیٰ! میں دین کو ہمیشہ دنیا پر مقدم رکھوں اور ہر دم اسلام کی فتح میرے پیش نظر رہے۔ اے اللہ تعالیٰ! مجھے دین اسلام کی سچائی کو دنیا میں پھیلانے کا موجب بنادیا اور مجھے صراطِ مستقیم کی بدایت بخش کر اپنے منعم علیہ گروہ میں شامل فرمائیا اور مجھے توفیق بخشا کہ میں تیری دی ہوئی ہدایت کو بصورت شمع ہر گھر میں جلاتا پھروں۔ اے اللہ تعالیٰ! مجھے اسلام پر ہی زندہ رکھنا اور اسلام پر ہی مجھے موت دینا۔ اے اللہ تعالیٰ! مجھے ہمیشہ بُرا نیوں سے بچانا اور میری زبان پر ہمیشہ تو پچی بات جاری کرنا (صدقی بنے کی دعا)۔ اے اللہ تعالیٰ! میں تیرے باغ (دنیا) کا پھول ہوں اور تیری جناب میں اتحا کرتا ہوں کہ تو اس پھول کی حفاظت بھی فرمانا۔ آمین

رانا صاحب! حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ سے پہلے پورے عالم اسلام میں سے آپ ایسی خواب کی صرف ایک مثال مجھے دیدیں۔ یا پھر حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت میں سے اب تک میرے علاوہ کوئی ایک مثال دیدیں؟ آپ ہرگز نہیں دے سکتے۔ آپ ایسی خواب کی ایک مثال نہ جماعت میں سے اور نہ ہی جماعت سے پہلے اُمت مسلمہ میں سے دے سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسی خواب صرف خواب نہیں ہوا کرتی بلکہ وہ ایک روحاںی واقعہ ہوتا ہے۔ (یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ ایسی خواب دیکھنے میں خواب بین کا کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ کمال صرف غلام مصطفیٰ ﷺ (حضرت مرزاعلام احمدؓ) کا ہے جس کی دُعا کی قبولیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھا یہے خط کار کو ایسی خواب دکھادی) حضرت مسیحؓ کو بظاہر دور ایک آگ نظر آئی تھی اور جب وہ اس آگ کے پاس گئے تو وہاں آپؐ کو ماڈی آگ کا کوئی آنکارہ نہیں ملا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ سے نبوت ایسی عظیم الشان روحاںی نعمت ملی تھی۔ بظاہر یہ ایک آگ دیکھنے کا نظارہ تھا۔ ہمارے آقا و مولیٰ احمد مختارؓ مصطفیٰ ﷺ کی ساتھ غارِ حرام میں جو واقعہ ہوا اسکے نتیجے میں آپ ﷺ کو لیا گیا بخشا گیا۔ سب دنیا جانتی ہے کہ اس واقعہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین اور سید الانبیا بنا کر مقام محمود پر فائز کر دیا۔ اسی طرح ایک صدی قبل ایک برگزیدہ انسان (حضرت مرزاعلام احمدؓ) کی بھی ایک رات میں کا یا پلٹ دی گئی تھی (روحانی خزانہ جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۵۔ ۲۱۳ پیشگوئی نمبر ۱۲۱)۔ میں نے اپنی جس خواب کا ذکر کیا ہے وہ صرف ایک خواب نہیں تھی بلکہ میری روحاںی ماں محمدی مریمؓ یعنی حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی دُعا کے نتیجے میں پیدا ہوئیا۔ اسکے روحاںی فرزاں (جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں زکی اعلیٰ اور ملکہ نے اُسے مصلح موعود فرار دیا ہے) کی روحاںی ولادت کا واقعہ تھا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ یہ تارت خاصہ میں ایسا واقعہ ہوا تھا جس کا خواب دیکھنے والے کو بھی اُس وقت تک علم نہ ہوا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُس پر سب حقیقت کھول نہ دی۔

خس خس چتناں قدر نیں میرا، میرے صاحب نوں وڈیائیاں۔ میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں

دسمبر ۱۹۸۳ء میں سجدہ سے اٹھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس مبارک خواب کی جس تعبیر سے مجھے آگاہ فرمایا وہ درج ذیل ہے:-

(اول) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اس خواب (یعنی اس عاجز کی) میں جو حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے دُعا مانگی تھی۔ یہ وہی دُعا تھی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بتایا تھا:- ”میں تھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دُعاویں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگد دی۔۔۔“

(دوئم) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ وہ موعود نشان رحمت یعنی زکی غلام، جو حضورؐ کو اپنی دُعا کے نتیجے میں بخشا گیا تھا۔ اے عبد الغفار! وہ تو (یعنی خاکسار) ہی تھا اور تیری اس خواب میں تھے یعنی موعود زکی غلام کو بھی حضورؐ کی دُعا میں شامل کیا گیا تھا۔

(سوم) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اے عبد الغفار! تھے (یعنی خاکسار) کو بھی خواب دیکھنے سے پہلے ایک دُعا فتح اور غلبہ اسلام کیلئے سکھائی گئی تھی اور اس خواب میں حضورؐ کی ساتھ اور اُنکی اقتداء میں وہ دُعا تھے ملگوانی بھی گئی تھی۔ میں جو دُعا مانگیں اپنے بندوں کو سکھا تا ہوں وہ مقبول ہوتی ہیں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے اپنے کسی بندے کو ایک دُعا سکھائے اور پھر اپنے کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کی پیروی میں اُس بندے سے یہ دُعا مانگوائے بھی اور پھر اپنی ہی بخشی ہوئی دُعا کو وہ قبول نہ کرے؟ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔

(چارام) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں جس موعود مصلح کی بشارت بخشی گئی تھی اُس کی مرکزی علامت اُس کا ”زکی“ ہونا ہے۔ ”زکی“ کے لغوی معنی ”پاک اور نیک“ کے ہوتے ہیں۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اے عبد الغفار! میں نے تھے زکی بننے کی دُعا بھی سکھائی تھی اور جس برگزیدہ بندے کے آگے تضرعات سن کر میں نے اُسے اسلام کی فتح اور غلبہ کیلئے جس ”زکی غلام“ کا وعدہ دیا تھا۔ میں نے تیری خواب میں اس ”زکی غلام“ (عبد الغفار) کا پہنچنے کے آگے کھڑا کر کے اُس سے بھی وہی دُعا کروائی جو اُس نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء سے پہلے ہوشیار پور میں مسلسل چالیس (۴۰) روز تک مانگی تھی۔

تو پاک مجھ کو کر دے، اور نیک بھی بنادے۔ اسلام کی محبت، دل میں میرے بڑھا دے

رانا صاحب! اب بھی آپ کو میرے ”زکی“ بنائے جانے میں کوئی مشک ہے؟ آپ مجھے بتائیں کہ کوئی کسی منصوبے کی ساتھ بھی ایسا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ آپ لوگ مجھ پر یقین

کریں۔ کہ متذکرہ بالامنظوم دعائیہ اشعار ۱۹۸۳ء کے وسط میں مجھے بخشے گئے تھے۔ پھر چند ماہ کے بعد ۱۹۸۷ء کے آخر میں ۱۹۸۷ء کے بالکل شروع میں اللہ تعالیٰ نے مجھے متذکرہ بالاخواب دکھائی تھی۔ میں آپ سب لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کریہ بتاتا ہوں کہ خواب کی جس تعبیر کا میں نے درج بالاسطور میں ذکر کیا ہے۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں سجدہ میں جانے سے پہلے تک مجھے اس تعبیر کا کوئی ایسا علم ہونا تو رکنار مجھا یہے غریب و مسکین کے خواب و خیال میں بھی نہ کوئی ایسی تعبیر آئی اور نہ آسکتی تھی!

مُجَھِّيْ كَبْ خَوَابَ مِنْ بَهِّيْ يَا مَيِّدَ - كَهْ هُوْگَا مِيرَ بِرْ فَضْلِ جَاوِيدَ
مَلِيْ يُوسْفَ كَيْ عَزْتَ لَيْكَ بِقِيدَ نَهَّ هُوْ تِيرَ كَرمَ سَهْ كَوْئِيْ نَوْمِيدَ
مُرَادَ آئِيْ، كَئِيْ سَبَ نَافِرَادِيْ - فَسُبْحَانَ اللَّهِ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِيْ

ایک عظیم الشان الہامی الہی نظریہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اے عبدالغفار! جب تو نے ”نیکی کی حقیقت“ جانتے کیلئے میرے حضور سجدہ ریز ہو کر میرے برگزیدہ بندوں (حضرت محمد ﷺ اور حضرت امام مہدیؑ مسیح موعودؑ) کی الہامی اور مقبول دعا عین مانگنی تھیں تو میں نے تیری دعا عین سن کر جواب اتیرے دل پر ”Virtue is God“ کا الہی نظریہ الہام کیا تھا۔ اور اے عبدالغفار! کیا تو میرے اس الہام کے بعد دہشت زدہ ہو کر میرے آگے روئے نہیں لگ گیا تھا بالکل اُسی طرح جس طرح میرا بندہ موسیٰ جب میں نے اُسے فرعون کی طرف جانے کا حکم دیا تھا تو وہ بھی میرا یہ سن کر دہشت زدہ ہو گیا تھا۔ پھر اے عبدالغفار! میں نے تیرے دل کو مضبوط کر کے دوبارہ ”Virtue is God“ کے الفاظ اتیرے دل پر نازل کیے۔ اب کی دفعتو ثابت قدم رہا اور تو نے اپنے قلم کی ساتھ یہ الفاظ لکھے تھے۔ اے عبدالغفار! اسکے بعد تو نے محسوس کیا تھا کہ میں اب زندہ نہیں رہوں گا۔ اور تو نے میرے حضور رکر مجھ سے اپنی زندگی کی بھیک مانگنی شروع کر دی۔ پھر میں نے تجھے کچھ کلمات (تبیح تمہید۔ درود شریف اور استغفار) پڑھنے کیلئے کہا اور تجھے تا کیدی کی کہ یہ کلمات ہمیشہ پڑھتے رہا کر۔ کم و بیش چالیس دن تک ان کلمات کو پڑھنے کے بعد تجھ سے یہ تیرا خوف دور ہو گیا تھا۔ اسی دوران اے عبدالغفار! میں نے تجھے کہا تھا کہ ”میں تجھے دنیا کے کناروں تک شہرت دوں گا“ تو پھر میرے حضور رونے لگ گیا تھا اور مجھے کہا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ! مجھے شہرت پسند نہیں۔ مجھے گوشہ شینی پسند ہے لیکن میں نے تیری یہ بات نہیں مانی تھی اور تجھے کہا تھا کہ اے عبدالغفار! جو میں نے تجھے کہا ہے وہی ہو گا۔ پھر اے عبدالغفار! تو نے بھی مجھے کہا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ جو تو چاہتا ہے وہی کر میں بھی تیری رضا کیسا تھر راضی ہوں۔

”رانا صاحب! Virtue is God“ کا الہام نازل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ”نیکی کی حقیقت“ اس طرح بتانی شروع کر دی جس طرح کوئی اُستاد اپنے شاگرد کو پڑھاتا ہے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ”کہ اے عبدالغفار! میں تجھے اپنی جناب میں رجسٹر (Register) کرتا ہوں۔ تجھے اب کسی کے آگے حصول علم کیلئے معاشی (economical) بھیک مانگنے کی ضرورت نہیں اور نہ کسی درسگاہ میں جانے کی ضرورت ہے۔ میں تجھے خاص علم دوں گا اور تو لوگوں کو لا جواب کر دے گا۔“ پھر میں نے الہی ہدایت کے مطابق ڈیڑھ سال کے عرصہ میں یہ الہی نظریہ لکھ لیا۔ جب میں نے یہ نظریہ لکھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا تھا کہ ”اس نظریہ پر غور کر۔“ اس نظریہ میں ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں متذکرہ ”زکی غلام“ کی مرکزی علامتیں آگئی ہیں۔ اور جب میں نے اس نظریہ پر غور کیا تو اس میں پیشگوئی مصلح موعود کی مرکزی علامتیں پا کر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں ”زکی غلام“ کی مرکزی علامات درج ذیل ہیں:-

”وَهُوَ خَتَّ ذِيْنَ وَفِيمَ ہو گا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علم ظاہری و باطنی سے پڑ کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند بلند گرامی ارجمند۔ مَظَاهِرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظَاهِرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَانَ اللَّهُ تَرَأَّلَ مِنَ السَّمَاءِ۔“

رانا صاحب! اگر آپ کے یا جماعت احمدیہ کے خلافاء اور علماء کی نظر میں خاکسار کی یہ سب باتیں جھوٹ ہیں تو آپ میرے مقابلہ میں آ کر میرے جھوٹ کا پول کیوں نہیں کھو لتے؟

مرزا طاہر احمد خلیفہ رابع کی تصدیق

ربوہ کے آخری جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے موقع پر افتتاحی خطاب سے پہلے جو خلیفہ رابع کی ایک نظم ”مردحق کی دعا“ کے عنوان سے پڑھی گئی تھی۔ جلسہ سالانہ کی اس افتتاحی تقریر کے وقت پنڈال میں یہ خاکسار بھی موجود تھا اور یہ نظم میں نے بھی سنی تھی۔ لیکن میں حلفاً کہتا ہوں کہ اس وقت مجھے اس نظم کے ان اشعار کا کوئی پتہ نہیں تھا کہ یہ کس پیش منظر میں کہے گئے ہیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے مارچ یا اپریل ۱۹۸۴ء میں مجھے بتایا کہ اس نظم کے دواشمار میں تیری خواب کے مضمون کا ذکر موجود ہے۔ خواب میں حضرت امام مہدیؑ مسیح موعودؑ اور خاکسار دونوں دعا کرتے ہیں اور خاکسار باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر متذکرہ بالامنظوم الہامی دعا نئیہ اشعار پڑھتا ہے۔ حضرت امام مہدیؑ مسیح موعودؑ کی دعا کی قبولیت کے نتیجے میں حضور گلوبطون شان رحمت ایک ”زکی غلام“ عطا ہوا تھا اور اسی ”زکی غلام“ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک خواب یا کشف میں ”عصا“ کی صورت میں دکھایا تھا۔ درج ذیل شعر میں اُسی

زکی غلام کا ذکر ہے جس نے لاشعوری طور پر خلیفہ رابع کے بقول آئندہ زمانہ میں ساحروں کے مقابل پر اُڑھا بن کر کھڑا ہونا تھا۔
یہ دعا ہی کا تھا مجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بن آُڑھا
آج بھی دیکھنا مرد حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

مارچ، اپریل ۱۹۸۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا تھا کہ خلیف رابع نے اپنے متذکرہ بالاشعر میں اسی الہی نظریہ "Virtue is God" (جو پیشگوئی مصلح موعود کا قطعی علمی اور الہامی ثبوت بھی ہے) کا ذکر کیا ہے۔ رانا صاحب! یہ عاجز آپ سے پوچھتا ہے کہ کیا اس شعر میں بھی ساہوال کے قیدیوں کا ذکر ہے؟ رانا صاحب! وسری بات یہ کہ آپ خلیفہ رابع کے اس شعر میں "مرد حق کی دُعا" کو خلیفہ رابع صاحب کی دعا قرار دے رہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے اور میں اسکی تفصیل اپنی کتاب (غلام مسح الزماں) میں بیان کر کچکا ہوں کہ اس شعر میں "مرد حق" سے مراد حضرت امام مہدی مسیح موعودؑ ہیں اور "مرد حق کی دُعا" سے مراد وہ "زکی غلام مسح الزماں" ہے جو آپ کو اپنی دُعا کے نتیجے میں عنایت فرمایا گیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ایک خواب یا کشف میں اس "زکی غلام" کو ایک "عصا" کے رنگ میں دکھایا تھا۔ حضورؑ فرماتے ہیں:-

(الف) ۲۱/ رجون کو ایک چھٹری پر یہ لکھا ہوا کھایا گیا۔ دُعَاءُكَ مُسْتَجَابٌ۔ ترجمہ۔ تیری دُعا مقبول ہے۔” (تذکرہ صفحہ ۳۹۷) بحوالہ کاپی الہامات حضرت مسیح موعود صفحہ ۱۰)

(ب) ۲۱ جون ۱۹۰۳ء۔ ”مجھے دو عصاد یئے گئے۔ ایک جو میرے پاس تھا۔ دوسرا وہ جو گم ہو گیا تھا۔ اور مگر مشدہ عصا کو جو میں نے دیکھا تو اُسکے منہ پر لکھا ہوا تھا۔ دُعَاءُكَ مُسْتَجَابٌ۔ ترجمہ۔ تیری دُعا مقبول ہے۔“ (ایضاً)

رانا صاحب! یہ "موعود عصا" کے متعلق إلهامات کیا خلیفہ رابع کو ہوئے تھے یا حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کو ہوئے تھے۔ جس برگزیدہ بندے کو یہ "موعود عصا" کے متعلق إلهامات ہوئے تھے خلیفہ رابع کے اس شعر میں وہی "مرد حق" ہے۔ کیا اس شعر کو بھی آپ ساہبوں کے احمدی دوستوں پر فٹ کرو گے؟ اسی لظہ کا آخری شعر درج ذیل ہے۔

عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا
اے غلام سُجّاح الزَّمَانٍ ہاتھ اٹھا، موت آجھی گئی ہو تو مل جائے گی

اللہ تعالیٰ نے مارچ را پر میں ۱۹۸۲ء میں مجھے بتایا کہ اے عبدالغفار! یاد کراپتی وہ خواب جس میں میرے برگزیدہ بندے (حضرت امام مہدی مصلح موعود) نے تجھے کہا تھا۔ ”غمفار نماز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دعا کرو“۔ اے عبدالغفار! تو نے میرے برگزیدہ بندے کے ارشاد پر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر میرے الہام کیے ہوئے دعائیہ اشعار پڑھے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رب العزت پڑھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اے عبدالغفار! مرتضیٰ اطاحر احمد کی نظم کے اس شعر میں تیرے ہی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ذکر ہے اور اب تو اس میں شک کیسے کر سکتا ہے؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ میں اب اس میں شک نہیں کر سکتا کیونکہ میرے لیے اب اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر کا داکیا۔ رانا صاحب! اگر میں نعوذ باللہ جھوٹا تھا اور میری وہ خواب بھی نعوذ باللہ جھوٹی تھی تو پھر جماعت کا بزم خود ایک شیر اور فنکار خلیفہ میری خواب کے مضمون کو اپنی نظم کے اشعار میں کیوں اور کس طرح باندھ بیٹھا؟ حالانکہ خلیفہ رابع کے پختہ عقیدے کے مطابق اُسکا والد مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی ”زکی غلام مسیح الزمال یعنی مصلح موعود“ تھا؟ کیا یہ میرے لیے بھی اور پوری جماعت کے واسطے بھی میری سچائی کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ایک نشان نہیں ہے؟ اور اگر یہ نشان نہیں ہے تو رانا صاحب پھر مجھے بتاؤ کہ نشان کسے کہتے ہیں؟ جلسہ سالانہ یو کے ۱۹۸۲ء کے موقع پر خلیفہ رابع صاحب کی ایک اور نظم پڑھی گئی تھی۔ اس نظم کا ایک شعر کچھ یوں تھا۔ آپ فرماتے ہیں:- **کلید فتح وظفر تھامی تمہیں خدا نے اب آسمان پر نشان فتح وظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا**

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ غلیفہ صاحب نے احباب جماعت کو خاطب کر کے فرمایا کہ ”فتح و ظفر کی کلید“، اب اللہ تعالیٰ نے آسمان پر تمہیں تھادی ہے اور فتح اور ظفر کا نشان تمہارے نام لکھ دیا گیا ہے۔ رانا صاحب! یہ فتح اور ظفر کی کلید کیا تھی؟ کیا یہ فتح و ظفر کی کلید زکی غلام مسیح الزمان نہیں ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں عنایت فرمائی تھی؟ جیسا کہ حضور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرماتے ہیں:-

”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موفق جو تو نے مجھ سے منگا۔۔۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔۔۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

در اصل زکی غلام مسح الزماں یعنی مصلح موعود ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکے متعلق ہی فرمایا ہے:-

۱۸ رفروری ۲۰۱۴ء:- (۱) ”مُكْلُ الْفَتْحِ بَعْدَهُ“ (۲) مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءُ كَانَ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ السَّمَاءِ۔ یعنی ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام فتوحات کا مجموعہ ہوگا اور اُس وقت حق ظاہر ہو جائے گا گویا خدا آسمان سے اُترے گا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۸۸ محوالہ الحکم جلد ۱ نمبر ۲۳ رفروری ۲۰۱۴ء صفحہ ۱)

رانا صاحب! خلیفہ رابع صاحب ایک عام شاعر نہیں تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حضورؐ کے چوتھے خلیفہ تھے۔ اگر یہ بات کسی عام شاعر کے منہ سے نکلی ہوتی تو ہم سمجھتے کہ شاعر نے محض شاعرانہ موڈیں ایک بات کہہ دی ہے جو محض خیالی بات ہے اور جس کیلئے وہ شاعر ذمہ دار بھی نہیں کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ جناب میں نے تو ویسے ہی شاعرانہ موڈیں یہ بات کہی ہے۔ لیکن خلیفہ رابع تو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ موننوں کے امیر تھے۔ آپ کے بارے میں تو یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے اتنی بڑی بات گویا یونہی شاعرانہ موڈیں کہہ دی ہو گی۔ مزید عجیب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آپ نے یہ خبر یا بشارت بھی اس نشان کی دی ہے اور انہی الفاظ میں دی ہے جو کہ الہامی الفاظ ہیں۔

رانا صاحب! اس حقیقت میں تو ذرہ برابر بھی شک نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمد یہ گواہی ”**فتح اور ظفر کی کلید**“ کا وعدہ بخشنا تھا۔ اگر حضورؐ یا آپ کے بعد آپ کوئی خلیفہ ایک شعر کی صورت میں احباب جماعت کو یہ خبر دے کہ اللہ تعالیٰ نے اب تم کو آسمان پر فتح اور ظفر کی کلید تھا دی ہے اور فتح اور ظفر کا نام تھا ملکہ دیا گیا ہے۔ تو اس کلید فتح و ظفر سے مراد سوائے اُس ”**موعود الہامی فتح اور ظفر کی کلید**“ کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ بات یاد رکھیں کہ یہ الفاظ خلیفہ رابع کے منہ سے بھول کر نہیں نکلے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو ہر بات پر قادر ہے یہ الفاظ خلیفہ صاحب کے منہ سے نکلوائے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر ان الہامی الفاظ (کلید فتح و ظفر) کا خلیفہ صاحب کے منہ سے نکلنا ناممکن تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ اس ناممکن کو ممکن میں بدل دیا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موعود ”**زکی غلام مسح الزماں**“ کو الہامی پیشگوئی میں قدرت کا نشان قرار دیا ہے۔ جب یہ شعر مجھ تک پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اکشاف فرمایا کہ اے عبد الغفار! دیکھ اس شعر میں خلیفہ رابع نے جس فتح اور ظفر کی کلید کا ذکر کیا ہے۔ یہ وہی ”موعود فتح اور ظفر کی کلید“ ہے جس کا میں نے اپنے برگزیدہ بندے کو ۲۰ رفروری ۱۸۸۷ء کی الہامی پیشگوئی میں بطور ”زکی غلام“ وعدہ بخشنا تھا؟ میں نے پھر اس اکشاف پر اللہ تعالیٰ کا بہت شکریہ ادا کیا۔ رانا صاحب! اس سے بڑھ کر حضورؐ کے بعد کوئی خلیفہ آئیوالے زکی غلام مسح الزماں یعنی مصلح موعود کی کیا قصد یقین کر سکتا ہے؟ کیا آپ خلفاء کی خوشامد اور وکالت کرتے ہوئے اس شعر کو بھی ”اسیر ان راہ مولیٰ سا ہیوال“ پر فٹ کریں گے؟ --- من درچے خیام و فلک درچے خیال

رانا صاحب! اگر اب بھی آپ اور افراد جماعت مجھے غلطی پر سمجھتے ہیں تو اس کا بھی ایک حل ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب غلام مسح الزماں کے حصہ دو ہم میں ”الہامی پیشگوئی کی حقیقت“ کے عنوان سے جو اپنی سچائی کی دلیل پیش کی ہے۔ آپ سب مل کر اس دلیل کو جھلا کر دکھادیں۔ اور یہ مصلح موعود کا وہی الہامی، قطبی اور علمی ثبوت ہے جس کا ذکر الہامی پیشگوئی میں موجود ہے۔ اس الہامی نظریہ (Virtue is God) میں اللہ تعالیٰ کا کامل عرفان بیان کیا گیا ہے۔ حضرت امام مہدی و مسح موعود نے اپنے رسالہ ”اسلامی اصول کی فلسفی“ میں کئی جگہ پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت بجز الہام ممکن نہیں۔ تو میری آپ سب لوگوں سے گزارش ہے کہ اگر نعوذ باللہ میں جھوٹا انسان تھا تو پھر مجھ ایسے جھوٹے انسان کو بذریعہ الہام اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت کیسے مل گئی؟ اگر اس کے باوجود بھی آپ مجھے بیمار آدمی سمجھتے ہیں تو یہ عجیب بیمار آدمی ہے جو لاکھوں یا کروڑوں متقيوں اور عالموں کی جماعت کا منہ بند کر کے بیٹھا ہوا ہے؟ رانا صاحب! اب تو آپ کو بھی اور افراد جماعت کو بھی میری ”**خوب کی حقیقت**“ کا اور میرے دعوئی ”**زکی غلام مسح الزماں**“ کے ثبوت کا بھی پتہ چل گیا ہو گا۔ اور آپ کو یہ بھی پتہ چل گیا ہو گا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کس طرح ”**زکی غلام**“ بنایا ہے؟ دعا کرنا جماعت احمد یہ میں بقول آپ کے میرے ایسے دوچار بیمار آدمی اور پیدا ہو جائیں تا امت مسلمہ غلبہ اسلام کا دن جلد دیکھ لے۔

رانا صاحب! میں نے اپنے مضمون نمبر ۳۰ ”سزاشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ“ میں اس کا ذکر بھی کیا ہے کہ میں صدق دل کیسا تھا اُس وقت کے جمنی کے مشنری انچارج اعلیٰ مولا ناطعاء اللہ کلیم صاحب (مرحوم) کے بلا نے پر انہیں ملنے مہدی آباد (ہم برگ کے نزدیک ایک جماعتی سمندر) گیا تھا تا کہ اگر میں اتنا ہی غلط ہوں یا آپ لوگوں کی نظروں میں بیمار ہوں تو کچھ تو میری بھی تشغیل ہوئی چاہیے؟ اس ملاقات میں مولا ناطعاء اللہ کلیم صاحب سے جو میری گفتگو ہوئی اس کا ذکر میں نے اُسی مضمون میں کیا ہوا ہے۔ آج بھی افراد جماعت سے کہتا ہوں کہ میں اپنے دعویٰ زکی غلام مسح الزماں میں سو فیصد سچا ہوں لیکن اگر تم سمجھتے ہو کہ میں غلطی خورده ہوں تو تم میں سے کسی کو تو مجھے میری غلطی پر آگاہ کرنا چاہیے تھا؟ آخر اتنا تو میرا بنیادی حق ہے۔

کیوں نہیں لوگوں میں حق کا خیال؟ - دل میں اٹھتا ہے مرے سو سو ایال
ہے تعجب آپ کے اس جوش پر - فہم پر اور عقل پر اور جوش پر

کیوں نظر آتا نہیں راہِ صواب؟ - پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب
کیا یہی تعلیمِ فرقاں ہے بھلا - کچھ تو آخر چاہیے خوفِ خدا

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۵ کے آخر پر لکھتے ہیں:-

”اے غلامِ مسیحِ الزماں ہاتھ اٹھا،“ ہر احمدی مسیح کا غلام مراد ہے اور خاص کر اسیر ان راہِ مولا اور اُسکے علاوہ خود حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مراد ہیں۔ جب ان سب غلامانِ مسیحِ الزماں نے ہاتھ اٹھائے تو موت آجھی گئی تھی سوہل گئی۔ یہ ساری کی ساری نظم اسیر ان راہِ مولا سا ہیوال کیس کے احمدی دوستوں جن میں اصل کردار رانا نعیم الدین صاحب تھے۔۔۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا نہ صرف ہمارے خلیفہ کیسا تھا اُس کے پیارا بھی پتہ چلتا ہے۔ مگر افسوس کہ جس طرح کسی بھوکے سے کسی نے پوچھا تھا۔ کہ دو تے دو۔ اُس بھوکے نے جواب دیا کہ چار روٹیاں۔ یہی لطیفہ مجھے تو آپ پرف نظر آتا ہے۔ کیونکہ آپکے اندر مصلح موعود بنے کا غالباً سال ۱۸۸۲ء میں شوق پیدا ہوا۔ یا کوئی اچانک حادثہ پیش آگیا۔ ورنہ اس سے پہلے تو آپ چنگلے بھلے خلافت احمدیہ کے شیدائی تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر حرم فرمائے۔۔۔ بھلا اس نظم کے ان اشعار میں کچھ ذرہ بھی کسی کے مصلح موعود ہونے کا اشارہ تک بھی ہے۔ مجھے تو وہی بھوکے آدمی والا لطیفہ یاد آتا ہے۔ ذرہ ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

دو گھنٹی صبر سے کام لو سا تھیو! آفتِ ظلمت و جو رُٹل جائے گی
آہِ مومن سے ٹکرائے طوفان کا رُخ پلٹ جائیگا رُت بدل جائیگی
یہ دعا ہی کا تھا مجذہ کہ عصا، سامروں کے مقابل بنا آڑدھا
آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نُگل جائے گی
عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا
اے غلامِ مسیحِ الزماں ہاتھ اٹھا، موت آجھی گئی ہو تو ٹل جائے گی
صف صاف نظم ہے۔ مردِ حق خود خدا تعالیٰ کے پیارے خلیفہ مسیح الرابع ہیں۔ اور کون ہے؟“

غلامِ مسیحِ الزماں سے مراد؟

جناب رانا صاحب! ”غلامِ مسیحِ الزماں“ کی اصطلاح سے مراد ہر احمدی نہیں ہو سکتا۔ اگر ”غلامِ مسیحِ الزماں“ سے مراد ہر احمدی ہے تو پھر ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیحِ الزماں کو جس ”زکی غلام“ کا وعدہ بخشنا تھا۔ تو پھر وہ زکی غلام کیا ہوا؟ میرا آپ سے سوال ہے کہ ایک عام احمدی اور ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں موعود ”زکی غلام“ کے درمیان کیا کوئی فرق نہیں ہے؟ آپکی منطق کے مطابق کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن میرے اور ہر باشور احمدی کے نزد یہکہ یقیناً فرق ہے۔ یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ میں صرف اور صرف ایک ہی موعود ”زکی غلام“ ہے۔ سارے نہیں ہیں۔ اور جو موعود ہے وہی ”غلامِ مسیحِ الزماں“ کی اصطلاح کا مصدقہ ہے۔ ”غلامِ مسیحِ الزماں“ ایک الہامی اصطلاح ہے۔ وہ اس طرح کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے امام مہدی و مسیح موعود سے فرمایا تھا! ”میں تھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے ماگا۔ سو میں نے تیری تصریحات کو سننا اور تیری دعاوں کو اپنی رحمت سے پاپا قبولیت جگہ دی۔۔۔ سو تجھے بشارت ہو۔۔۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔“ یہ موعود اور الہامی ”زکی غلام“ جماعت احمدیہ میں صرف ایک ہے لاکھوں اور کروڑوں نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمد کیلئے درج ذیل الہامی شعر میں ”مسیحِ الزماں“ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔۔۔

برتر گمان وہم سے احمد کی شان ہے جس کا غلام دیکھو مسیحِ الزماں ہے

(حقیقتہ الوجی بحوالہ روحانی خزانہ ان جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۶ حاشیہ)

اب ”غلام“ بھی ایک الہامی لفظ ہے اور ”مسیحِ الزماں“ بھی الہامی الفاظ ہیں۔ لہذا ”غلامِ مسیحِ الزماں“ کی الہامی اصطلاح سے جو تصور ابھرتا ہے اُس سے مراد صرف اور صرف مسیحِ الزماں کے اُس موعود ”زکی غلام“ کی ہے جس کا ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں وعدہ فرمایا گیا تھا۔ عمومی رنگ میں تو سارے احمدی حضرت امام مہدی و مسیح موعود کے اسی طرح غلام ہیں جس طرح عمومی رنگ میں ساری امتِ محمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ موعود غلام جس کیلئے امت میں ”امام مہدی و مسیح موعود“ کی اصطلاحیں رواج پاچکی ہیں وہ ساری امت میں ایک ہی ہے ساری امت نہیں۔ بالکل اسی طرح لاکھوں کروڑوں احمدی بلاشک و شبہ مسیحِ الزماں کے غلام تو ہیں لیکن

”غلام مسح الزماں“ کی الہامی اصطلاح اسی موعود زکی غلام کیلئے مستعمل ہو سکتی ہے جس کا وعدہ الہامی پیشگوئی میں موجود ہے۔ اگر جماعت احمد یہ میں کسی وقت مسح الزماں کا کوئی خلیفہ اپنے کسی منظوم یا غیر منظوم کلام میں شعوری یا لاشعوری طور پر غلام مسح الزماں کی الہامی اصطلاح استعمال فرمائے جیسا کہ درج ذیل شعر میں خلیفہ رابع نے استعمال فرمائی ہے۔

عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا

اے غلام مسح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو مل جائے گی

تو اس غلام مسح الزماں سے مراد کوئی عام احمدی نہیں ہو سکتا بلکہ قطعی طور پر وہ موعود ”زکی غلام“ ہی ہے جس کا وعدہ مسح الزماں کو ۲۰۰۰ رفروری ۱۸۸۱ء کی الہامی پیشگوئی میں بخشنا گیا تھا۔ اس شعر کا پہلا مصروف بخوبی رہا ہے کہ ”بیمار زمانے کی لا دوا مرض“ کی شفایا بی کیلئے کسی غلام مسح الزماں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہیں نہ کہ کسی جیل میں مقید چند قیدیوں کی رہائی کیلئے۔ یہ الگ بات ہے کہ ”غلام مسح الزماں“ کی دعا کے نتیجہ میں اسی راہ مولیٰ سا ہیوال کو بھی موت سے چھٹکارا مل گیا ہو کیونکہ ان عصوم احمدیوں کو ناعاقبت اندیش بیمار زمانے نے ہی کال کوٹھڑی میں پہنچا یا تھا۔

مدعی سست گواہ چست

جناب رانا صاحب! خلیفہ رابع کے متذکرہ بالا اشعار کی جو تشریح خاکسار نے کی ہے اگر میں خلیفہ رابع کے ان اشعار کی اپنی اس تشریح کو خلیفہ رابع کی زندگی میں مخفی رکھتا اور اس کا انکشاف نہ کرتا اور پھر خلیفہ رابع کی وفات کے بعد اُنکے ان اشعار کی اس تشریح کا افراد جماعت کے آگے ڈھنڈو را پیٹتا تو پھر آپ یا کوئی اور احمدی اگر مجھ پر یہ اعتراض کرتا کہ غفار صاحب یہ اشعار خلیفہ رابع کا منظوم کلام ہے۔ اگر آپ کو ان اشعار کی اپنی اس تشریح کے سچا ہونے کا اتنا ہی لیقین تھا تو آپ خلیفہ رابع کی زندگی میں اُنکے اشعار کی یہ تشریح اُنکے آگے رکھتے تو پھر ان اشعار کی حقیقت کا بجوبی پتہ چل جاتا۔ اب خلیفہ رابع کے فوت ہونے کے بعد آپ اُنکے اشعار کی یہ تشریح کر رہے ہیں۔ ہمیں کیا پتہ کہ خلیفہ رابع کے ان اشعار کی یہ تشریح ٹھیک بھی ہے یا کہ نہیں؟ رانا صاحب! اگر خاکسار کا ایسا طرز عمل ہوتا تو پھر آپ یا کوئی اور احمدی اگر مجھ پر یہ اعتراض کرتا تو پھر دریں صورت ہر صاحب شعور انسان کے نزدیک آپ کے اس اعتراض میں وزن ہوتا اور میرے سچا ہونے کے باوجود بھی میرا موقف کمزور معلوم ہوتا۔ لیکن قارئین کرام! یہاں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

خلیفہ رابع کے متذکرہ بالا اشعار کی جو تشریح اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائی تھی۔ خاکسار نے اسکی تفصیل شروع اپریل ۱۹۹۳ء میں ایک کتاب بچھ ”غلام مسح الزماں“ سے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجربہ اور اُسکی حقیقت، میں لکھ کر خلیفہ رابع کی خدمت میں بھیجی تھی اور ساتھ ہی انتہائی ادب کیسا تھا خلیفہ صاحب کو ایک خط بھی لکھا تھا کہ جناب اس معاملہ میں میری راہنمائی فرمائی جاوے۔ رانا صاحب! آپ سے زیادہ اس نظم کو شعر کہنے والا یعنی خلیفہ رابع زیادہ بہتر جانتا تھا کہ انہوں نے یہ نظم کس کیلئے اور کس پس منظر میں لکھی ہے؟ خلیفہ رابع کا نہ صرف یہ اخلاقی فرض بتاتھا بلکہ اُنکے منصب کا بھی یہ تقاضا تھا کہ اگر انہوں نے یہ اشعار بقول آپکے ”سا ہیوال کے اسی راہ مولی“ کیلئے لکھے تھے تو وہ مجھے لکھ بھیجتے کہ عزیزم عبد الغفار! میرے اشعار کی جو آپ نے تشریح کی ہے وہ درست نہیں ہے۔ میں نے تو یہ اشعار ”سا ہیوال کے اسی راہ مولی“ کیلئے لکھے تھے۔ ساتھ ہی جماعت کی معلومات اور راہنمائی کیلئے ایک آدھ خطبہ جمعہ بھی دے دیتے اور اس میں خوب کھول کر (بے شک میرے ذکر کیسا تھا یا میرے ذکر کے بغیر) ان اشعار کے پس منظر کی وضاحت بھی کر دیتے۔ اور خاص کر جب انہیں میری کتاب سے ۱۹۹۳ء میں یہ پتہ چل چکا تھا کہ ایک احمدی اُنکے اشعار کا (اُنکے خیال میں) غلط استعمال (misuse) کر رہا ہے تو پھر تو انہیں اپنے کسی خطبہ جمعہ میں جماعت کو کسی آئندہ ابتلاء سے بچانے کیلئے اپنے ان اشعار کی وضاحت ضرور کر دینی چاہیے تھی۔ آخر منصب خلافت کی سب سے اہم ذمہ داری تو جماعت کو گمراہی سے بچانا ہی ہے۔ لیکن خلیفہ صاحب نے اپنے اشعار کے متعلق نہ مجھے کچھ بتایا اور نہ ہی کسی خطبہ جمعہ میں ان کا ذکر کیا۔ قارئین کرام! خلیفہ رابع میرے دعویٰ کے متعلق اپنی اس خاموشی میں صاحب بصیرت افراد جماعت کیلئے ایک بڑا واضح پیغام چھوڑ کر گئے ہیں۔ آپ اپنی بصیرت کیسا تھا اس پیغام کو پڑھئے۔ میرے کتاب پچھے اور میراخط وصول کرنے کے بعد میری سچائی اور میرے لیقین کی غالباً پڑتاں کرنے کیلئے انہوں نے ایک خطبہ جمعہ بھی دیا اور مجھے ایک دھمکی آمیز خط بھی لکھا۔ لیکن میرے لیقین اور میرے پائے استقلال میں خلیفہ صاحب کو کوئی کمزوری نہیں۔ چار (۴) سال کے بعد فروری ۱۹۹۴ء کے آخر میں اس عاجز نے پھر ایک مفصل خط خلیفہ صاحب کو لکھا اور اس میں ایک بار پھر خلیفہ صاحب کے ان اشعار کو اپنی تشریح کیسا تھا اُنکے پیش کیا۔ جیسا کہ درج ذیل الفاظ سے ظاہر ہے:-

”اے میرے سید اشیاد آپ یہ سوچیں کہ یہ شخص (یعنی عاجز) میرے اشعار اور میری باتوں کے کیسے کیسے مطالب نکال رہا ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کہہ رہا ہوں جو کہ حقیقت کے برخلاف ہو۔ یہ باتیں لکھنے کی صرف اُسی شخص کو توفیق مل سکتی ہے جسے حقیقت سے آگاہی ہو چکی ہو۔ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ پہلے اپنے فضل سے

نوازے اور ساتھ ہتھی اُسے یہ لیقین بھی بخشنے کہ میں اس فضل کا اپنے مقرر کردہ امام کے منہ سے ذکر بھی کرواؤں گا۔ ورنہ کسی دوسرے شخص کو ان باتوں کا پتہ نہیں چل سکتا تھا۔ آپ بے شک احباب جماعت سے پوچھ کر دیکھ لیں۔ کیا کوئی دوسرے شخص بھی ان باتوں کو جانتا ہے؟ ہرگز نہیں۔“ (غلام مسح الزماں۔ صفحہ نمبر ۲۶)

قارئین کرام! مورخہ ۱۰ ارجون ۱۹۰۷ء کو جسڑڈاک کے ذریعے میں نے ایک بار پھر اپنی کتاب (غلام مسح الزماں) اور اپنے تیرسے اور آخری خط کیسا تھا اپنا تحریری دعویٰ قارئین کرام! مورخہ ۱۰ ارجون ۱۹۰۷ء کو جسڑڈاک کے ذریعے میں نے ایک بار پھر اپنی کتاب (غلام مسح الزماں) اور اپنے تیرسے اور آخری خط کیسا تھا اپنا تحریری دعویٰ

غلام مسح الزماں (مصلح موعود) خلیفہ رالع کی خدمت میں بھیجا تھا۔ خلیفہ صاحب کے ان اشعار کے جو معانی مجھے اللہ تعالیٰ نے بتائے تھے وہ بھی ایک سے زیادہ دفعہ اس کتاب میں موجود تھے۔ میں نے خلیفہ صاحب کو یہ بھی بتایا تھا کہ آپ میرا دعویٰ غلام مسح الزماں یہیک افراد جماعت پر ظاہر کر دیں۔ اگرچہ خلیفہ صاحب نے افراد جماعت کو میرے دعویٰ ”**غلام مسح الزماں**“ سے اپنے آخری سانس تک لاعلم رکھا لیکن اسکے باوجود آپ سب کو علم ہے کہ ۱۰ ارجون ۱۹۰۷ء کے بعد خلیفہ رالع صاحب کی جسمانی اور ذہنی حالت کیا گئی تھی؟ میں اس تفصیل کو یہاں چھوڑتا ہوں۔ اب رانا عطاء اللہ ایسے انسان کا یہ شورڈا لانا کہ خلیفہ رالع صاحب نے یہ اشعار کھنھے والا خود اس بات کا اعلان کرتا کہ اُس نے یہ اشعار ”سایہ وال“ کے اسراں راہ مولی،“ کیلئے لکھے ہیں۔ باقی امید ہے افراد جماعت خود فیصلہ کر لیں گے کہ کیا بچ ہے اور کیا جھوٹ؟ کافی ہے سوچنے کو گراہل کوئی ہے!

دو تے دو چار روٹیوں کا طیفہ کس پر صادق آتا ہے؟

جناب رانا صاحب! خلیفۃ المسح ثانی حضرت امام مہدی مسح موعود کے بڑے بیٹے تھے۔ ہوش سنجھاتے ہی آپ کو ۲۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی کا پتہ چلا۔ اصحاب احمدی نظریں بھی آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ آپ کی دینی تعلیم و تربیت بھی اپنے وقت کے چوٹی کے علمائے دین کی نگرانی میں ہوئی۔ اور اس طرح یہ بات تینی ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود پیشگوئی سے آپ کے اعصاب پر سوار تھی۔ حضرت خلیفۃ المسح اولؑ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو مصلح موعود سمجھتے ہوئے خلافت کی مند پر بھایا۔ اور ان دونوں میں آپ کی جو تقاریر شائع ہوئیں ان میں بھی آپ کو لوگوں نے مصلح موعود کا نام دیا اور اس کا ثبوت آج تک موجود ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ لوگوں کو اس طرح پتہ چل گیا کہ خلیفۃ ثانی، ہی مصلح موعود ہیں؟ کیا اُن کو الہام ہوا تھا؟ اگر ان کو الہام نہیں ہوا تھا تو پھر اپنے خیال اور اندازے کے مطابق ایک الہامی پیشگوئی کو کسی وجود پر چسپاں کر دینا کیا ایک انتہائی خطرناک فعل نہیں تھا؟ ۱۳ ابری ۱۹۱۳ء کو مند خلافت پر بیٹھتے ہی کیا خلیفۃ ثانی کو اپنے مصلح موعود ہونے کا الہام ہو گیا تھا؟ اور اگر نہیں تو پھر آپ نے ان لوگوں کو جو آپ کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصدقہ بنارہے تھے کیوں نہیں روکا؟ خلیفۃ ثانی نے ان لوگوں کو روکنے کی بجائے انہیں اپنا مظہور نظر بنا یا اور انہیں اپنی خوشنودی سے نوازا۔ لیکن جب جماعت میں مخالفت زیادہ ہوئے گی تو آپ نے ان کتاب پھوپھوں اور رسالوں کو جلوادیا جن میں آپ کو لوگوں نے مصلح موعود قرار دیا تھا۔ یہ سب کیا ڈرامہ تھا؟ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں خلیفۃ ثانی مصلح موعود تھے تو پھر پہلے آپ کو اس کا پتہ چلانا چاہیے تھا کہ آپ کے متعلق لوگ دعویٰ کرتے۔ کیا یہ سب واقعات دو تے دو چار روٹیوں کی چغلی نہیں کھار ہے؟ رانا صاحب! خاکسار یہاں خلیفۃ ثانی کے چند اقتباسات درج کرتا ہے اور آپ سے درخواست ہے کہ آپ انہیں غور سے پڑھیں۔ اگر آپ میں کچھ بھی تقویٰ ہے تو پھر ان حوالہ جات سے آپ پر بھی اور افراد جماعت پر بھی خوب کھل جائے گا کہ ”دو تے دو چار روٹیوں کا طیفہ کس پر صادق آتا ہے؟“

(۱) خلیفۃ ثانی صاحب جون ۱۹۳۱ء کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

”میں خیال کرتا ہوں کہ مصلح موعود حضرت مسح موعود کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے نہ کہ کوئی ایسا شخص جو بعد کے زمانہ میں آیا گا۔ جہاں تک میں نے ان پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے (۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسا میں خیال کرتا ہوں کہ جو شخص بھی ان پیشگوئیوں کا مصدقہ ہے اُس کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ لہذا میں ایسا دعویٰ کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کی غرض و غایت کافی حد تک میرے ذریعہ پوری کر دی ہے۔ تاہم مجھے جیرانی نہیں ہو گی اگر خدا تعالیٰ میرے کسی بھائی کو میرے جیسی یا مجھ سے بھی بڑھ کر کامیابیاں حاصل کرنے کی توفیق دی دے۔“ (احمدیت (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں صفحہ ۲۸۹)

(۲) خلیفۃ ثانی ۱۹۳۹ء کو جولائی ۱۹۳۹ء کو خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

”میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے اس لیے وہ ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعویٰ کی ضرورت ہو۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہ ہو تو اس میں دعویٰ کی ضرورت نہیں ہوتی۔“ (ائفض مورخہ ۲ اگست ۱۹۳۹ء)

(۳) ۱۹۳۹ء میں آپ فرماتے ہیں۔

”لوگوں نے کوشش کی ہے کہ میں دعویٰ مصلح موعود کروں لیکن میں اسکی ضرورت نہیں سمجھتا۔ کہا جاتا ہے کہ میرے پیر و کاریقین رکھتے ہیں کہ میں مصلح موعود ہوں حالانکہ میں نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔“ (عجیب تماشا۔ ناقل) میں ایسا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اگر میں واقعی مصلح موعود ہوں تو میرے دعویٰ مصلح موعود نہ کرنے سے میرے مقام پر فرق نہیں پڑتا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہ ہو اس سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں کسی شخص کا دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی منظوری سے جو سابق مجددین کی فہرست شائع ہوئی ہے ان میں سے کتنوں نے دعویٰ کیا؟ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو فرماتے سنا ہے کہ اور نگزیب بھی اپنے وقت کا مجدد تھا۔ کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ عمر بن عبد العزیز کو بھی مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ لہذا ایک غیر مامور کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ ایک مامور سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں دعویٰ کرنا ضروری ہے۔ ایک غیر مامور کی صورت میں کسی شخص کی کامیابیوں کو دیکھا جائے گا کہ وہ پیشگوئی کا مصدقہ ہے یا نہیں۔ اس لیے ضروری نہیں کہ وہ دعویٰ کرے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص کسی پیشگوئی کے مصدقہ ہونے کا انکار بھی کروے تب بھی یہی سمجھا جائے گا کہ پیشگوئی اُسکے وجود میں پوری ہو گئی۔ لہذا میں یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ کوئی دعویٰ کروں کہ میں مصلح موعود ہوں۔“ (احمدیت۔ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں، صفحہ ۲۸۹)

جناب رانا صاحب اور قارئین کرام! دعویٰ مصلح موعود سے پہلے خلیفہ ثانی نے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق یہ اندازے کیے تھے؟ خلیفہ ثانی کے یہ الفاظ کیا اس بات کیلئے کافی ثبوت نہیں ہیں کہ اُن پر ”مصلح موعود“ (جو ٹھایا سچا) بننے کا بھوت سوار تھا؟

(۲) خلیفہ ثانی صاحب دعویٰ مصلح موعود سے پہلے ۷ رجب ۱۹۳۶ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

”اگر مجھ پر تمام علامات چسپاں ہو رہی ہوں اور جس قدر نشانات مصلح موعود کے بتائے گئے ہوں وہ سب مجھ پر پورے ہو رہے ہوں۔ تو کوئی لاکھ شور مچاتا رہے کہ یہ مصلح موعود نہیں دنیا اُسکی بات پر کان نہیں دھرے گی۔“ (افضل مورخہ ۲ راگست ۱۹۳۹ء)

رانا صاحب! خلیفہ ثانی کو اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں اگر کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اگر وہ دو تے دو چار روٹیوں والی مرض میں بیٹلا نہیں تھے تو پھر دعویٰ سے پہلے وہ ایسی باتیں کیوں کہتے رہے؟ خلیفہ ثانی صاحب کی یہ باتیں غمازی کر رہی ہیں کہ آپ کو اس پیشگوئی میں بہت دلچسپی تھی۔

(۵) خلیفہ ثانی صاحب ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں۔

”پس میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اگر میں (مصلح موعود۔ ناقل) ہوں تو الحمد للہ۔ دعویٰ سے فائدہ نہیں۔ اگر میں نہیں تو اس احتیاط سے میں ایک غلطی سے محفوظ ہو گیا۔“ (تاریخ احمدیت جلد نهم (۹) صفحہ ۲۸۷)

خلیفہ ثانی کے یہ الفاظ بھی خبر دے رہے ہیں کہ انہیں پیشگوئی مصلح موعود نے اپنے طرف متوجہ کر رکھا تھا اور وہ اسکے متعلق ہمیشہ غور و فکر کرتے رہتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر اس الہامی پیشگوئی کا کوئی اور مصدقہ ہو تو میرا دعویٰ مصلح موعود کرنا بڑی بھاری غلطی ہو گا لیکن بالآخر یہ غلطی آپ نے ۲۸ ربیوی ۱۹۳۴ء کو ایک جھوٹا دعویٰ کیسا تھا کہ ذرا ای۔

(۶) ”لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپ کی ان پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی اس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کرلوں جو واقعہ کے خلاف ہو۔“ (افضل کیم فروری ۱۹۳۲ء صفحہ ۵ کالم ۲)

قارئین کرام! خلیفہ ثانی صاحب کے ساتھ بیانات جو اس بیان سے پہلے درج ہو چکے ہیں ظاہر کرتے ہیں کہ جس نفس سے آپ نے بچنے کی بات کی ہے وہ تو آپ پر پہلے ہی مکمل طور پر غلبہ پا چکا تھا اور آپ میں یہ شدید خواہش پیدا کر چکا تھا کہ لوگ کسی طرح میرے دعویٰ کیے بغیر یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں کر دیں۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے آپ نے مختلف اوقات میں بیانات کے ذریعہ ہر قسم کا مواد لوگوں کے آگے رکھ دیا تاکہ انہیں اس پیشگوئی کو آپ پر چسپاں کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

(۷) ”آج میں نے پہلی دفعہ (اناللہ و اناللیہ راجعون۔ اتابہ اجھوٹ۔ ناقل) وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔“ (افضل کیم فروری ۱۹۳۲ء صفحہ ۵ کالم ۲)

جناب رانا صاحب! میں نے خلیفہ ثانی کے اپنے بیانات کے ساتھ یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ الہامی پیشگوئی آپ کے ہوش سنبھالتے ہی آپ کے اعصاب پر سوار ہو گئی تھی۔ اور عجیب بات ہے کہ جب ایک شیطان کی آنت کی طرح طویل خواب کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کرنے لگے تو آپ فرماتے ہیں ”آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔“ قارئین کرام! آپ خود اندازہ کر لیں کہ خلیفہ ثانی صاحب کے بیانات میں کتنا اضطراب تھا اور یہ لیضا ہی اس بات کی چغلی کھارہا ہے کہ مصلح موعود کا بھوت آپ پر سوار تھا۔ رانا صاحب! مجھے لقین ہے کہ اگر کوئی خلیفہ ثانی سے پوچھتا کہ خلیفہ صاحب دو اور دو کتنے ہوتے ہیں تو وہ ضرور جواب میں کہتے کہ جمیں تجھے پہنچیں کہ چار مصلح موعود ہوتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ کو یاد رہے کہ خاکسار کسی نبی کا بیٹا نہیں اور نہ ہی کسی امام مہدی یا مسیح موعود کا بیٹا ہے۔ ہاں ایک انتہائی شریف اور متقدی انسان کا بیٹا ضرور ہوں۔ میں نے اپنے باب کو نہیں دیکھا کیونکہ جب وہ فوت ہوئے تو میں اس وقت چھ ماہ کا شیرخوار پچھا۔ لیکن جوں جوں بڑا ہوتا گیا تب میری ماں اور بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں اور معاشرہ نے مجھے بتایا کہ تیرا باب بہت دعا گو انسان تھا۔ حضرت امام مہدی و مسیح موعود اور آپ کی جماعت سے دلی محبت کرنیوالا تھا۔ اُس نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہوا تھا۔ یہ بھی یاد رہے کہ میری زندگی سادگی میں ایک عام احمدی کی طرح گزری ہے۔ میری بات پر یقین کرنا کہ بند امحض کوئی علم نہیں تھا کہ آئندہ زندگی میں مجھے اللہ تعالیٰ اپنی ”رجست کا نشان“ بنانیوالا ہے۔ چند دعائیہ اشعار جب کے ۱۹۸۴ء میں خود بخود میرے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ اُس وقت مجھے قطعاً کوئی علم نہیں تھا کہ یہ دعائیہ اشعار اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالے ہیں۔ میں نے یہ مبارک اشعار اگلے دن اپنی ماں کو سنائے۔ ایک دوسرے دوست تھے میں نے یہ دعائیہ اشعار ان کو بھی سنائے اور انہیں لکھ کر بھی دیتے۔ میں نے اپنے دوستوں کو بھی کہا اور میں نے خود بھی یہ دعائیہ اشعار باقاعدگی کیسا تھا نماز میں پڑھنے شروع کر دیتے۔ چند ماہ کے بعد کے ۱۹۸۷ء کے آخر میں یا ۱۹۸۸ء کے اوائل میں خاکسار یہ خواب دیکھتا ہے:-

”ربوہ اور لا الیالیاں کے درمیان ایک ندی ہے جو اب خشک ہو چکی ہے۔ اُسکے دونوں کناروں پر تھوڑا اٹھوڑا سبزہ تھا۔ ندی کے شمال مغربی کنارے پر میں خواب میں اچانک اپنے آپ کو حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کھڑا پاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ ”غفار نماز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دعا کرو“۔ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف دعا کیلئے اٹھا لیے اور اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور یہی منظوم الہامی دعا مانگ رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔“ قارئین کرام! خواب دیکھ کر یہ تو یقین ہو گیا تھا کہ یہ خواب بہت مبارک ہے لیکن اس پر حیرانی بھی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا میرے ایسے لاوارث یقین لڑ کے کوائی خواب دکھانے میں کیا حکمت ہے؟ اس وقت مجھے یہ احساس ضرور ہوا تھا کہ چند ماہ پہلے جو بنائے منظوم فقرے میرے دل میں پیدا ہوئے تھے اور اب خواب میں حضور کے حکم پر میں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ منظوم فقرات پڑھے ہیں۔ اس میں یقیناً کوئی راز ہے۔ میں آپ کو حلفاً کہتا ہوں کہ اس وقت تک بھی میں نے ان اشعار کو نہ الہامی سمجھا اور نہ ہی میرے دل میں ایسا کوئی خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی مصلح موعود بنانے والا ہے۔ یہ دو چار روٹیوں والا لطیفہ لوگ مجھ پر منطبق کر رہے ہیں۔ اگر میں ایسا بھوکا ہوتا تو جب خواب دیکھنے کے بعد کوئی ایسا دعویٰ کر دیتا۔ میرے ایسا دینی اور علمی پس منظر کئے والا شخص مصلح موعود ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ خاندانِ مسیح موعود سے باہر بشمول رانا عطا اللہ جماعت احمدیہ میں کوئی بھی احمدی مصلح موعود بننے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ خواب دیکھنے کے بعد پانچ (۵) سال گزر گئے مجھے کچھ پتہ نہیں تھا کہ میں کون ہوں اور مجھ سے کیا معاملہ ہو نیوالا ہے؟ بالآخر وسط دسمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعہ ”رجست حق بہانی جویڈ“ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے میرے لئے وہ موقعہ پیدا کر دیا کہ میں اُسکے حضور جبدہ ریز ہو کر اُس سے علم اور رحم کی بھیک مانگوں۔ (اُسکی تفصیل میری کتاب ”غلام مسیح الزماں“ اور میرے دیگر مضمایں میں موجود ہے) اس سجدہ کی حالت میں میرے رب نے علم سے متعلق وہ تمام (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی (الہامی اور مقبول دعا نئیں سن لیں جو میں نے اُسکے حضور میں مانگی تھیں۔ اور اسکے ساتھ ہی علم و عرفان کے دروازے مجھ پر کھل گئے۔ آج اس واقعہ کو پہچیں (۲۵) سال گزر گئے ہیں اور میں اب تک اس بھید کو سمجھ نہیں سکا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس عاجز کو ایک سجدہ میں عبد الغفار سے غلام مسیح الزماں بنادیا۔ رانا صاحب! میرے ایسے انسان پر آپ کا دوستے دو چار روٹیوں کا الزام لگانا کیا ظلم اور تعصّب نہیں تو اور کیا ہے؟ چاپلوسی اور خوشامد کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے؟

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۶ پر میرے متعلق لکھتے ہیں:-

”خدا کا خوف کرو۔ اور اس منحوس خیال سے باہر آ جاؤ۔“

رانا صاحب! جو ابا عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ رابع صاحب کے منہ سے ”اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو مل جائے گی“ نکلا کر میرے صدق پر اس خلیفہ سے گواہی دلواہی تھی۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے ہیئت انسان پر یہ اتمام جنت کی تھی کہ اے عبد الغفار تو ہی ”غلام مسیح الزماں“ ہے۔ کیا میں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے تجھے ایسی خواب نہیں دکھائی تھی جس میں تو نے حضرت امام مہدی و مسیح موعود کے آگے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف کر اٹھا کر میری ایک الہام کی ہوئی دعا ”اے میرے اللہ اب تو میری پکارنے لے، نہیں پڑھی تھی؟ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا تھا کہ جی ہاں اے اللہ تعالیٰ! میں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہی دعا پڑھی تھی۔ تو پھر مجھے کہا گیا تھا کہ اب تیرے ”غلام مسیح الزماں“ ہونے میں تجھے کیا شک ہے؟ قارئین کرام! اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور لا جواب ہو گیا تھا اور مجھ نالائق کو مجبوری سے ماننا پڑا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ! ٹھیک ہے اگر تو نے مجھ نالائق کو ہی غلام مسیح الزماں بنانا ہے تو میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار رانا صاحب! میرا آپ سے سوال ہے کہ جب حضرت مرزا غلام احمدؑ نے ۱۸۹۱ء میں امت مسلمہ کے متفقہ عقیدے ”حیات مسح“، ”وجہلا کر“ وفات مسح“ کا اثبات کیا تھا تو اگر آپ اُس وقت ہوتے تو کیا آپ حضرت مرزا صاحبؑ کیلئے بھی یہی الفاظ استعمال کرتے کہ مرزا صاحب! ”خدا کا خوف کرو۔ اور اس منحوس خیال سے باہر آ جاؤ“؟؟؟۔

جب ہو گئے ہیں ملزم اُترے ہیں گالیوں پر ہاتھوں میں جاہلوں کے سنگ جفا یہی ہے

رانا صاحب! آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۲ کے آخر اور صفحہ ۷ ا پر لکھتے ہیں:-

”برادر غفار صاحب! ایک بات میں عرض کروں۔ ذرا غور سے سنا۔ اگر تو آپ کو شرع صدر ہے اور یقین کامل ہے۔ اور آپ واقعی مصلح موعود ہیں اور آپ پیشگوئی کے مطابق حضور ہی کی ذریت اور آپ کی صلبی اولاد ہیں۔ آپ اگر واقعی ذہین و فہیم اور دل کے جیم ہیں اور دنیا کے کناروں تک شہرت پانیوالے ہیں۔۔۔۔۔ اچھا خیر تو میں عرض کر رہا تھا۔ کہ اگر آپ کو خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام پر یقین ہے۔ تو آپ ڈٹ جائیں۔ کسی کی پرواہ نہ کریں بلکہ حکومتوں کی بھی پرواہ نہ کریں۔ دعا نہیں رات دن کریں۔ اور یہ بھی دعا کریں۔ کہ خداوند کریم آپ کو پیغامی نہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو انکی دسترس سے بچائے۔ پناہا نگیں اللہ تعالیٰ کی کہ پیغامیوں کا سایہ بھی آپ پر نہ پڑے۔ اور زبان اور قلم کو پاک رکھیں۔ غصہ ہرگز نہ کرنا۔ میں نے آپ کی تحریرات میں آپ کا غصہ دیکھا ہے۔ خدا کا بندہ مصلح موعود کو صابر ہونا چاہیے۔ پس جیسا کہ حضرت مسح موعودؓ نے فرمایا ہے۔ کہ دعا ہی ہمارا اصل ہتھیار ہے۔ اس ہتھیار کو رات دن استعمال کریں۔ کامیابی آپ کے قدم چومنے گی۔ اور اگر خدا نخواستہ آپ کے اندر کچھ بننے کی بیماری پیدا ہو گئی ہے۔ تو بھی اس کیلئے دعا کریں۔ کہ خداوند کریم آپ کو جلد از جلد شفاء عطا فرمائے۔ آپ کو روحاںی صحت مند کار آمد خدا کا بندہ بنادے۔ آمین۔“

جناب رانا صاحب! میں مضمون کے شروع میں بڑی تفصیل کیا تھی یہ ثابت کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں بڑی وضاحت کیا تھی یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ حضرت بائیں سلسلہ احمدیہ کا کوئی جسمانی لڑکا زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصدقاق نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی اتنی وضاحت کے بعد بھی حضرت مرزا صاحبؑ کا ایک لڑکا مصلح موعود بن کر بیٹھ گیا اور افراد جماعت میں سے بھی کوئی اتنی جرأت نہ کر سکا کہ اُس سے کہتا کہ اے مصلح موعود صاحب تم تو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔ آپ کہاں سے مصلح موعود بن گئے ہیں؟ دوسرا یہ کہ اس بات کی بھی میں پہلے وضاحت کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی مسح موعودؓ سے ”وجہہ اور پاک لڑکا“ کے متعلق تو یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی تھم سے تیری ہی ذریت نسل ہو گا۔“ لیکن زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا ہے۔ آپ زکی غلام یعنی مصلح موعود کیلئے دھکے کیا تھا پہنچا پنی طرف سے حضرت امام مہدی مسح موعودؓ کی صلب میں سے ہونے کی شرط لگا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زکی غلام یعنی مصلح موعود کیلئے ایسی کوئی شرط نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے اپرائی کوئی پابندی عائد کی ہے؟ جہاں تک اپنے دعویٰ زکی غلام مسح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق میرے یقین کا تعلق ہے تو میں دل کی گہرائیوں سے سو فیصد اپنے دعویٰ کو سچا سمجھتا ہوں اور افراد جماعت کو کھلی دعوت دیتا ہوں کہ آؤ میرے دعویٰ کا اُسی طرح جائزہ لے کر دیکھا جس طرح ہمارے بزرگوں نے حضرت بائیں سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ مسح موعود کا جائزہ لیا تھا۔ آپ نے کچھ پیغامیوں کے متعلق بھی تحریر فرمایا ہے۔ تو میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ آپ مجھے تو نصیحت کر رہے ہیں صبر کرنے کی لیکن آپ پیغامیوں کیلئے اپنے دل میں اتنی نفرت کیوں رکھتے ہیں؟ آخر وہ ہمارے بھائی ہیں۔ کم از کم وہ غیر احمدیوں سے تو اچھے ہیں کیونکہ وہ حضرت امام مہدی مسح موعودؓ کو گالی تو نہیں نکالتے۔ اگر ہمارا اُن سے عقیدہ میں کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے تب بھی ہمیں اُن سے اتنی نفرت نہیں کرنی چاہیے۔ آخر وہ بھی انسان ہیں اور وہ اُن اصحابؑ کی اولاد ہیں جنہوں نے حضرت بائیں سلسلہؓ سے محبت کی تھی۔ ہمیں انتہا پسند (extremist) نہیں بننا چاہیے اور مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ پیار و محبت اور دلائل کیا تھا اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو یہ اختلاف بھی دور ہو جائے گا۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں۔ آپ لوگوں کی طرح میں بھی ایک بشر ہوں۔ میرے ساتھ بھی جذبات اور احساسات لگے ہوئے ہیں۔ آپ کی نصائح کیلئے آپا شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاۓ خیر بخشے۔ یقین کریں کہ میں عرصہ پچیس (۲۵) سال سے اپنے نفس کو ٹھوٹوں رہا ہوں۔ مجھے اپنے وجود میں کوئی ایسی خواہش نظر نہیں آئی۔ میرے خطوط کو چیک کر لیں کہ میں اپریل ۱۹۹۳ء سے جون ۲۰۰۰ء تک بڑے ادب کے ساتھ خلیفہ راجع سے بھی پوچھتا رہا کہ اگر آپ مجھے غلطی خوردہ سمجھتے ہیں تو مجھے اس غلطی سے نکالیں۔ لیکن خلیفہ راجع صاحب نے میری گذارشات کو بغیر کسی دلیل کے شیطانی وساوس اور پیغامیوں والا فتنہ قرار دے کر مجھے دبانے اور چپ کرانے کی کوشش کی (جس کا ایک مطلب یہ بھی تھا کہ جنوئی قسم کے جاہل لوگ میرے پیچھے پڑ جائیں اور یوں ”گلشن“ کا کاروبار چلتا رہے)۔ لیکن خلیفہ صاحب کا یہ کوئی معقول جواب نہیں تھا۔ قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسولوں پر اُنکے مخالفوں نے یہی الزامات لگائے تھے۔ رانا صاحب! آج بھی میں آپ سے، سربراہ جماعت احمدیہ، علمائے جماعت اور افراد جماعت سب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میں صادق ہوں اور میں وہی زکی غلام ہوں جس کی اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء

کی الہامی پیشگوئی میں حضورؐ بشارت بخشی تھی لیکن اگر میرے اس ایمان اور یقین کے باوجود تم مجھے غلطی خورده ثابت کر دو گے تو میں اپنی غلطی کو غلطی تسلیم کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کروں گا۔ قارئین کرام! اس سے بڑھ کر کوئی شریفانہ اور مہند بانہ دعویٰ کیا ہو سکتا ہے؟ میں آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ سب بھی میری طرح اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ آخر کار آپ سب نے من رہا ہے۔ ضدا چھپی نہیں ہوتی۔ اپنی عاقبت کو عارضی دنیاوی مفادات پر قربان نہ کرو۔ فکر کرو اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کس میں ہے؟ اگرچہ جو کہ تلتھے ہوتا ہے کو قبول کرنے سے تمہارا رب راضی ہو جائے تو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ یہ سودا گھاٹے کا نہیں۔ اپنے رب کو راضی کرنے میں دیر نہ لگاؤ۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کو میری سچائی کو سمجھنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق بخشنے آمین۔

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۸ پر لکھتے ہیں:-

”آپ نے اپنی تحریرات میں لکھا ہے۔ کہ خلفاء احمدیت نے خداخواستہ جماعت کے افراد کو یہ غمال بنا کر رکھا ہوا ہے۔ اور ان کو آزادانہ نفتکو کرنے یا کسی بات پر اعتراض کرنیکی اجازت نہیں ہے۔ اور ان کو جماعت سے خارج کرنیکی دھمکیاں وغیرہ دی جاتی ہیں۔ تو جماعت کے لوگ سبھے ہوئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ ہے مفہوم آپ کی تحریرات کا۔۔۔ میں حیران ہوں کہ یہ بات آپ نے کہیں بیویوی کے عالم میں تو نہیں کہہ دی۔ جماعت کا ہر فرد آزاد ہے۔۔۔ اب یہ فقرات آپکے جب جماعت کا کوئی بھی آدمی پڑھے گا۔ تو آپ کے بارے میں کیا رائے دیکا کہ یہ کیسا مصلح موعود ہے؟“

”یر غمال بنانے والی بات“

جناب رانا صاحب! آج چند مقتدر خاندانوں نے جماعت احمدیہ پر مکمل قبضہ کر کے افراد جماعت کو پوری طرح یہ غمال بنا رکھا ہے۔ اس حقیقت سے کوئی بھی احمدی بے خبر نہیں ہے سوائے آپ ایسے چاپلوں اور خوشامدیوں کے۔ آپ دیانتداری اور تقویٰ کی ساتھ کم از کم اپنے ماحول کا ہی جائزہ لے کر دیکھ لیں۔ پھر آپ کو پتہ چل جائے گا کہ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو جر کیسا تھے کیا بے زبان نہیں بنایا گیا ہے؟ انسانوں یعنی افراد جماعت کو یہ غمال بنانیوالی بات تو رہی الگ آپکے نظام کے تخلیق کا ترتیب اپنے زعم میں قدیم مصری فراغنہ کی طرح نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو بھی یہ غمال بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور ساتھ ساتھ اُسی کے نام پر اپنی دوکان بھی چلا رہے ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں اور ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے اور وہ کسی کا پابند نہیں۔ ہر قسم کے رحمت کے خزانے اُسکی ملکیت ہیں اور وہ ہے چاہے اور جتنا چاہے بخش دے۔ لیکن اسکے باوجود اگر آج یا آئندہ اللہ تعالیٰ افراد جماعت میں سے کسی عام انسان کو اپنی رحمت کا نشان بنانا چاہے تو کیا یہ نظماً ارباب و اقتدار اُس (اللہ تعالیٰ) کی اس مرضی کو قبول کر لیں گے؟ ہرگز نہیں۔ آج پیشگوئی مصلح موعود کا یہی تو الیہ ہے۔ اگر یہ نظام والے اللہ تعالیٰ اسکے رسول ﷺ اور اسکے امام مہدی و مسیح موعودؑ کے مطیع و نمائندے ہوتے تو یہ لوگ رضاۓ باری تعالیٰ کے آگے ہرگز چوں نہ کرتے۔ لیکن یہ نظام اور اسکے تخلیق کا ترتیب اسکے مقابل پر کھڑے ہو چکے ہیں کہ مصلح موعود کو اُس نے نہیں بنانا بلکہ ہم نے بنانا ہے۔ رانا صاحب! آپ تو افراد جماعت کی یہ غمال کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں جبکہ امر واقع یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا یہ حکومتی ٹولہ اپنے زعم میں تو خداۓ قدر یہ بھی یہ غمال کر کے بیٹھا ہوا ہے۔ آپ نے میرے متعلق بے ہوشی کا ازالہ لگایا ہے جبکہ آپ ہوش میں معلوم نہیں ہوتے۔ آپکے یہ نام نہاد خدا کے بنائے ہوئے خلفاء مسجدوں کے نمبروں پر کھڑے ہو کر درج ذیل اعلان کرتے ہیں کہ:-

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہاد آزادی ضمیر کے لیے کیا تھا اور وہ جہاد تمام بنی نوع انسان کی خاطر کیا گیا ہے، صرف اسلام کی خاطر نہیں کیا گیا۔ ہمیشہ سے جب سے انسان انسانیت کو پاؤں تلنے روندے والوں سے مقابلہ کرتا چلا آ رہا ہے۔ جب سے آزادی ضمیر کی خاطر کسی نوع کی جنگ بھی جاری ہے، سب سے زیادہ اس مضمون میں عظیم الشان اور کامل جہاد حضرت اقدس محمد مصطفیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ آپ کے مطالبات اس مضمون میں یہ تھے کہ سب سے پہلے آپ نے سوسائٹی کو اس طرف متوجہ کیا کہ ہر شخص اپنی سوچوں اور اپنے ایمان میں آزاد ہے۔ کوئی حق نہیں ہے کسی کا کہ کسی کی سوچ پر اور اسکے ایمان پر، اُس کے نظریات پر کسی قسم کی قدغن لگائے اور جرأت آن کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ جو اعلان ہے یہ اسلام کے لئے نہیں ہے بلکہ جہالت ہے اگر اسے یہ سمجھا جائے کہ صرف اسلام کی خاطر ہے۔ یہ آزادی ضمیر کا جہاد ہے، شرف انسانی کو قائم کرنے والا جہاد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان حق نہیں رکھتا کہ کسی اور انسان کے نظریات کو اور اُس کے خیالات کو، اُس کی سوچوں کو تبدیل کرے زبردستی یا اُس پر جبر کے تالے لگادے اور اُس کو ان سوچوں کے اظہار کا حق نہ ہو۔ تو یہ دوسرا جہاد کا پہلو یہ تھا۔ آپ نے یہ فرمایا اور قرآن کریم اس مضمون کو کثرت سے بیان کرتا ہے کہ صرف یہ نہیں کہ انسان کو خود اپنی سوچوں میں آزادی نصیب ہے بلکہ اس کو یہی حق حاصل ہے کہ جو وہ سوچتا ہے، جو وہ دیکھتا ہے، جو وہ سمجھتا ہے اُسے دوسروں سے بیان کرے اور اس کا نام بلا غیر ہے پہنچانا۔ جب وہ بیان کر دے تو پھر **لست علیہم مصیط** کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ بیان کرنا میں طریق پر کھول کر کریتو فرض ہے ہر انسان کا، اس کا حق ہے لیکن جب کو اس میں دخل نہیں ہوگا۔ کسی قسم کے جر کی اجازت نہیں ہوگی۔ چوچا پہلو اس جہاد کا یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اسکے نتیجے میں بات مان لے اور اپنے خیالات تبدیل کر

دے تو ہرگز کسی دوسرے کا حق نہیں ہے کہ وہ زبردستی اس کو اس تبدیلی خیال سے روکے اور کہے کہ ہرگز ہم تمہیں اپنا خیال تبدیل نہیں کرنے دیں گے اور اسکے نتیجے میں خیال تبدیل کروانے والے کو سزا عیسیٰ دیں اور اس کو بھی مارے اور اسکی مخالفت بھی جسمانی طور پر کرے، ہر قسم کی تعزیری کارروائی اُسکے خلاف کرے۔ کہ چونکہ تم ہماری سوسائٹی کے خیال تبدیل کر رہے ہو اس لیے ہم حق رکھتے ہیں کہ تمہارے گھر لوٹیں اور تمہارے گھر جلا عیسیٰ، تمہارے اموال لوٹیں تمہیں ذبح کریں تمہیں ہر قسم کی آذیتیں پہنچائیں، قانونی روکیں ڈالیں قید میں تمہیں دھکلیں کیونکہ تمہیں کوئی حق نہیں کہ سوسائٹی کے خیال تبدیل کرو۔

تو پہلا حصہ مضمون کا ایسے خیالات سے تعلق رکھتا ہے جو طبعاً ہر انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں یادہ لے کر پیدا ہوا ہے۔ اپنے ماں باپ سے درٹے میں پائے ہیں اس میں تبدیلی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسی قسم کے وہ خیالات ہوں، سچ ہوں، جھوٹ ہوں، نورانی ہوں یا ظلمانی ہوں اس سے بحث ہی کوئی نہیں۔ اعلان آپ کا یہ تھا اور یہ قرآن کریم نے بار بار بڑی تحدی سے اعلان فرمایا کہ ہر انسان آزاد ہے اپنی سوچوں میں۔ اُس کی سوچوں پر کوئی پھرے نہیں لگائے جاسکتے۔ دوسرے اعلان یہ کہ اپنی سوچوں کے بیان کرنے میں آزاد ہے۔ تیسرا اعلان یہ کہ اس بیان کوں کراگر کوئی اپنی سوچیں تبدیل کرے تو اس پر دخل دینے کا بھی کسی کو حق نہیں۔ چوتھا یہ کہ اس بات کو جرم نہیں سمجھا جائے گا کہ کوئی اپنے خیالات بیان کر کے کسی دوسرے کے خیالات تبدیل کر رہا ہے اور اسکے نتیجے میں اُسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ یہ ظیم الشان آزادی ضمیر کا جہاد ہے جو آج بھی تمام انسان کو متوجہ کر رہا ہے اپنی طرف۔ آج جتنی جدوجہد ہے انسانی زندگی میں اس میں جتنی خرابیاں نظر آ رہی ہیں، ان خرابیوں کا آپ تجویز کریں تو ہر جگہ آپ کو ان بنیادی ہدایات سے روکشی نظر آئے گی۔ تب وہ خرابی پیدا ہوگی۔ کوئی شخص ان حقوق میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی حکومت ان حقوق میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اُسکے نتیجے میں فساد پیدا ہوتا ہے، دکھ پیدا ہوتا ہے، ظلم پیدا ہوتا ہے۔ نظریاتی جدوجہد خون خرابی کی جدوجہد میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور پھر جھوٹے اور مصنوعی اعلان کرنے والے یہ اعلان کرتے ہیں کہ نہیں نہیں ہم تو آزادی ضمیر کی خاطر لڑائی کر رہے ہیں اور دوسرے مقابل پر یہ اعلان کرتے ہیں کہ نہیں نہیں ہم تو آزادی ضمیر کی خاطر جہاد کر رہے ہیں تم زبردستی بدلارہے ہو۔ کوئی پہلے فریق پر الزام لگاتا ہے، وہی الزام پہلا فریق دوسرے مقابلے پر لگاتا ہے۔ تو بنیادی طور پر جہاں بھی نظریات میں کسی قسم کے جرکی اجازت دی جائے اور نظریات تبدیل ہونے کا جو منظر ہے یہ برداشت نہ ہو سکے کسی سے۔ اپنے مچوں کو دیکھ رہا ہو کہ کسی کی بات سن کر اُس سے متاثر ہو رہے ہیں اور اپنے خیالات بدل رہے ہیں۔ اُسکے سینے میں ایک آگ لگ جائے، وہ کہے کہ میں نہیں ہونے دونگا۔ ہر ایسے شخص کے مقابل پر **حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** کا جہاد کھڑا ہو جائے گا آزادی ضمیر کے نام پر جو آپ نے جہاد کیا۔ اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُسکی تائید کرے جس نے واقعہ دلائل کے نتیجے میں اپنا نہ ہب تبدیل کیا ہے، اپنے خیالات تبدیل کئے ہیں اور ہر ایسی جگہ کوئی کوشش کا مقابلہ کرے جو ان بنیادی انسانی حقوق میں مداخلت کرے۔” (خلفہ رابع خطبہ جمعہ۔ مورخہ ۵ ربیعہ ۱۹۸۶ء)

جناب رانا صاحب! یہ وہ آزادی ضمیر ہے جس کا آپ کے خدا کے بنائے ہوئے خلفاء دنیا سے اپنے لیے مطالبہ کرتے ہیں۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ یہ خدا کے بنائے ہوئے نام نہاد خلفائے احمدیت کیا ہیں آزادی ضمیر افراد جماعت کو بھی دینے کیلئے تیار ہیں؟ اگر تو انہوں نے جماعت احمدیہ میں افراد جماعت کو ایسی آزادی ضمیر دے رکھی ہے تو پھر آپ بالکل سچ ہیں کہ افراد جماعت یر غمال نہیں۔ لیکن آپ بھی اور ہم سب احمدی جانتے ہیں کہ نظام جماعت میں ایسی آزادی ضمیر کا کوئی احمدی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ تو پھر آپ کے اس بیان کے جھوٹے ہونے میں کیا شک ہے کہ افراد جماعت یر غمال نہیں ہیں اور ہر احمدی مکمل طور پر آزاد ہے؟ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت بانے سلسلہ احمدیہ نے اپنی تحریر میں بارہ افراد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر میں اپنے کسی الہام کی کوئی تشریع کروں اور بعد ازاں میری تشریع خطا ہو جائے تو تم نے میری تشریع کی پیروی نہیں کرنی بلکہ اُسے میری اجتماعی غلطی سمجھ کر چھوڑ دینا ہے اور میرے الہام کی پیروی کرنی ہے۔ آج اگر میں نے الہی اکشاف کے نتیجے میں ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی کی جماعت احمدیہ میں مردوج عقیدہ سے ہٹ کر مدل تشریع کی ہے تو ایک صدی قبل حضرت مرزاغلام احمدؒ نے بھی الہی اکشاف کے نتیجے میں عالم اسلام میں مردوج حیات مسح کے عقیدے سے ہٹ کر پیشگوئی مسح موعود کی ایسی ہی مدل تشریع کی تھی۔ امر واقع یہ ہے کہ جس طرح ایک صدی قبل حضرت مرزاصاحب حق پر تھے اُسی طرح آج یہ عاجز بھی حق پر ہے۔

قارئین کرام! میں اور میرا ہل و عیال اور میرے دیگر اصحاب دل کی گہرائیوں سے حضرت امام مہدی مسح موعودؑ کے تمام دعاوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں میرا معقول اور مدل اختلاف اگرچہ فروعی ہے۔ لیکن اس فروعی اختلاف کے جرم میں میرا اور میرے ہل و عیال اور میرے دیگر اصحاب کا بے یک جنت قلم پہلے اخراج اور پھر مقاطعہ کر دیا گیا ہے اور آئے دن حکومتی ٹولے کا دوسرے افراد جماعت کیسا تھا بھی یہی سلوک ہے۔ کیا یہ یر غمالی نہیں ہے؟ اگر یہ یر غمالی نہیں ہے تو پھر یر غمال کے کہتے ہیں؟ ذرا وضاحت فرمادیں۔ آپ اس حقیقت کو مانیں یا نہ مانیں لیکن جماعت احمدیہ کا ہر فرد اپنی اس یر غمالی سے باخبر بھی ہے اور اس پر نوح گر بھی ہے اور بڑی بے چینی کیسا تھا اپنے موعود آسیروں کو رستگاری دلانے والے کا منتظر بھی ہے۔ خاکسار اپنے مضامین میں اس موضوع پر اس قدر تفصیل سے لکھ چکا ہے کہ اب اس پر لکھنے کی کچھ حاجت نہیں۔ افراد جماعت

جانتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے؟ صورتحال کی وضاحت کیلئے یہاں ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے۔ سر د جنگ کے زمانے میں جبکہ سویت یونین کا ہر فرد جبراً اور گھٹن کا شکار تھا۔ ان دنوں ایک روئی صدر اپنے وزیر خارجہ سے کہتے ہیں کہ اگر آج ہم اپنی سرحدیں کھوں دیں تو صرف میں اور آپ ہی روس میں رہ جائیں گے۔ یہ میں کروزیر خارجہ جہٹ سے جواب دیتے ہیں۔ نہیں پر یہ یہ ڈنٹ! صرف آپ۔ رانا صاحب! یہ نظام جو تکاری طرح ہر احمدی کے سر پر لٹک رہا ہے اسے آپ ذرا ایک طرف رکھ دیں پھر مجھے بتانا ”قصیر غلافت“ میں کتنے لوگ ”حضور پر نور“ کیسا تھے ہیں؟ خاکسار آپ کی اطلاع کیلئے (کہ نظام جماعت ہم احمدیوں سے کیا سلوک کر رہا ہے اور اس نے ہمیں کس طرح جبراً آزادی ضمیر سے محروم کر رکھا ہے) یہاں پر اپنے ایک دلی محب ”شفقت الرحمن“ کا ذکر کرتا ہے:-

شفقت الرحمن آف ہنور (جمنی) کا آلیہ

عزیزم شفقت الرحمن ایک انتہائی شریف انسان کم و بیش عرصہ تیس (۳۰) سال سے جمنی کے شہر ہنور (Hannover) میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ پیدائشی احمدی اور جماعت سے بہت محبت کرنیوالے اور خاص کرمائی قربانیوں میں پیش پیش رہنے والے ہیں۔ پہلے پہل شفقت کو اپنے مترحم چچا مبشر احمد شاہد صاحب سے خاکسار کے دعویٰ غلام مسیح الزماں کے متعلق پتہ چلا۔ مبشر صاحب نے اپنے بھتیجے کے آگے کچھ دلائل رکھے جن سے خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود غلط ثابت ہوتا تھا۔ بعد ازاں عزیزم شفقت اپنے چچا کے ہمراہ میرے پاس آئے۔ میں نے شفقت کو بتایا کہ خلیفہ ثانی صرف خلیفہ ثانی تھے۔ وہ رکی غلام یعنی مصلح موعود نہیں تھے اور نہ وہ ہو سکتے ہیں کیونکہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود کے الہامات قرآن مجید کی تصدیقی مہر کیسا تھا اسے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر نکالتے ہیں۔ بالفاظ دیگر زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق مبشر کلام الہی خلیفہ ثانی کو دعویٰ مصلح موعود کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ شفقت نے میرے دلائل سن کر کہا کہ آپ کے دلائل بہت قوی ہیں اور یہ واقعی ثابت کرتے ہیں کہ خلیفہ ثانی صاحب کو اپنے دعویٰ مصلح موعود میں غلطی لگی تھی۔ بعد ازاں انہوں نے مجھے بھی دعا کیلئے کہا اور خود بھی اللہ تعالیٰ سے راجہمانی کیلئے شب و روز دعاوں میں مصروف ہو گئے۔ ان دعاوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے شفقت کے دل میں میری چچائی کے متعلق حق الیقین پیدا کر دیا اور وہ میرے ارادتمندوں میں شامل ہو گئے۔ شفقت الرحمن ایسے بھلے آدمی کو نظام جماعت نے جو آزادی ضمیر کی کڑی سزا دی اور دیتا چلا جا رہا ہے۔ یہ ایک آندوہ ناک واقعہ ہے۔ پہلے اس کا آخر اخراج کیا اور پھر مقاطعہ کر دیا۔ شفقت الرحمن ہنور میں ایک نافع الناس وجود تھا۔ سب کے کام آتا تھا۔ آج نظام جماعت کے ڈر سے ہنور کے سب احمدی حضرات شفقت سے ملنے سے بھی گھبراتے ہیں۔ دوسری طرف بحمدہ امام اللہ کی تنظیم نے شفقت کی بیوی کو دن رات شفقت کے خلاف بھڑکانا شروع کر رکھا ہے۔ شفقت نے اپنی بیوی سے بارہا کہا ہے کہ تم بھی عبدالغفار جنبہ کے دعویٰ کے متعلق پڑھوتا کہ تمہیں بھی حقیقت سے آگاہی ہو۔ لیکن شفقت کی بیوی کا غذات کو پڑھنے کی بجائے چھپا دیتی ہے۔ مزید اس نے گھر میں شفقت کا جینا و بھر کیا ہوا ہے۔ شفقت اپنی زوج سے کہتے ہیں کہ اگر تم نے عبدالغفار جنبہ کی تحریر کو نہیں پڑھنا تو ہم ایسے کرتے ہیں کہ تم اپنے عقیدے پر قائم رہتا ہوں۔ لیکن اسکے باوجود بحمدہ کی عہدیداروں کے اُکسانے پر وہ شفقت سے بالکل تعاویں نہیں کرتی حتیٰ کہ اکثر کھانا بھی بنانا کرنیں دیتی۔ رانا صاحب! اسکے باوجود اگر تم کہتے ہو کہ افراد جماعت بالکل آزاد ہیں تو پھر اس آزادی کے کیا کہنے؟ شفقت الرحمن کا ذکر میں نے مشتمل از خود اورے کے طور پر کیا ہے۔ نظام اور حضوروں نے افراد جماعت کو جو آزادی ضمیر دے رکھی ہے اس سے کوئی بھی بے خبر نہیں۔ آپ پتہ نہیں کہ دنیا میں رہ رہے ہو یا ہوش میں بھی ہو؟ اب ذیل میں عزیزم شفقت الرحمن کی بتائی ہوئی تین خواہیں درج کرتا ہوں جو کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے دعا کے نتیجے میں دکھائیں۔ ممکن ہے اس سے کسی اور کوئی بہادیت نصیب ہو جائے۔ عزیزم شفقت الرحمن نے کہا:-

(۱) ۲۴ نومبر ۲۰۰۷ء کے دن ہنور (Hannover) میں واقع میرے مکان پر مصلح موعود کے موضوع پر جب گفتگو ہوئی تو مرمبی سلسلہ الیاس مسیح صاحب لا جواب ہو گئے تو میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنی شروع کر دی کہ اے اللہ تعالیٰ میں تو ان پڑھنے والے ہوں۔ تو مجھ پر چچائی ظاہر فرم۔ میں نے لگاتار چالیس نفلی روزے رکھے اور اللہ تعالیٰ سے متواتر دعا کیں کرتا رہا۔ بالآخر چالیسویں روزے کی رات ایک خواب میں مجھے ایک بہت بڑا پیالہ دودھ کا دیا گیا جس پر بہت گاڑھی بلائی تھی وہ سارا دودھ میں نے پی لیا۔ الحمد للہ (۲) اکتوبر ۲۰۰۷ء کو خاکسار پاکستان گیا اور نومبر ۲۰۰۷ء کو واپس جمنی آیا تھا۔ پاکستان سے واپس آنے کے بعد میں لگاتار اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا رہا کہ اے اللہ تعالیٰ مجھ پر واضح رنگ میں عبدالغفار جنبہ کے سچایا جھوٹا ہونے کا انکشاف فرم۔ کیونکہ میں ان پڑھنے والوں اور میرے پاس زیادہ مذہبی علم بھی نہیں ہے۔ تو میری مد فرم۔ پاکستان سے آنے کے بعد ۲۰۰۷ء میں ایک رات میں خواب میں دیکھتا ہوں:-

”ایک بڑا گھاس کا میدان ہے۔ میں اس میدان کے ایک کنارے پر کھڑا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس میدان کے درمیان میں کوئی شخص ایک سینٹ پر کچھ بنارہا ہے۔ میں اسے دیکھنے کیلئے اس کی طرف چل پڑتا ہوں۔ جب میں بالکل قریب پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ وہ تصویر جو سینٹ پر بنی ہوئی تھی وہ تصویر حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی تھی۔ اور اسکے پاس

کھڑا شخص عبدالغفار جنبہ تھا۔ اور میں پر میری آنکھ کھل گئی۔“

میں نے خواب میں عبدالغفار جنبہ کو دیکھا کہ وہ حضرت امام مہدی مسیح موعودؑ کی تصویر بنا رہے ہیں اور وہ خود حضورؐ کی تصویر کے ساتھ کھڑے ہیں۔ اس خواب کی کیا تعبیر تھی؟ کیا اس سے سمجھا جائے کہ عبدالغفار جنبہ کا دعویٰ مصلح موعود چاہے؟ میرے لیے حتیٰ فیصلہ کرنا مشکل تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور متواتر عاکر تارہا کاے اللہ تعالیٰ! مجھے واضح رنگ میں بتا کہ عبدالغفار جنبہ اپنے دعویٰ مصلح موعود میں سچا ہے یا جھوٹا؟

(۳) کچھ عرصہ کے بعد پھر ۱۹۴۲ء میں ہی ایک خواب دیکھتا ہوں:-

”خواب میں دیکھتا ہوں کہ عبدالغفار جنبہ اور میں دونوں ساتھ ساتھ کسی طرف جا رہے ہیں۔ ہمارے آگے سے اچانک ایک شخص ظاہر ہوتا ہے اور وہ عبدالغفار جنبہ کی طرف اشارہ کر کے مجھے کہتا ہے کہ شفقت یہی شخص مصلح موعود ہے۔ میں نے جواب اُسے کہا کہ میں تو حضرت خلیفہ ثانی کو مصلح موعود مانتا آرہا ہوں۔ اس پروہنچھ اپنے دامیں ہاتھ کی انگشت شہادت کیسا تھا عبدالغفار جنبہ کی طرف اشارہ کر کے دو (۲) دفعہ کہتا ہے کہ یہی شخص مصلح موعود ہے۔ یہی شخص مصلح موعود ہے۔ اس وقت میں نے ساتھ کھڑے عبدالغفار جنبہ کی طرف دیکھا تو اس کا قد بہت بلند نظر آ رہا تھا۔ اسی لمحہ میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں نے دیکھا کہ اس وقت مجھے بہت پسینہ آیا ہوا تھا۔“ عزیزم شفقت الرحمن کہتے ہیں کہ اس خواب کے دیکھنے کے بعد مجھے عبدالغفار جنبہ کے سچا ہونے میں کوئی شک نہ رہا۔ الحمد للہ۔

رانا صاحب کے چند سوالات (آخری گزارش)

سوال نمبر ۱:- زکی غلام کو حضرت مسیح موعودؑ نے کہاں اور کس کتاب میں فرمایا ہے کہ وہ مصلح موعود ہو گا؟ اگر نہیں۔ تو آپ خواہ خواہ زکی غلام کو مصلح موعود کس بناء پر قرار دے رہے ہیں؟

جواب:- خاکسار مضمون کے شروع میں بڑی تفصیل کیسا تھا آپکے اس سوال کا مسکت جواب دے چکا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اب آپ یا آپ ایسے کسی دوسرے احمدی کو اس حقیقت میں قطعاً کوئی شک نہیں رہا ہو گا کہ زکی غلام مسیح الزماں ہی مصلح موعود ہے۔ ایک بار پھر میں کہتا ہوں کہ اگر آپ یا جماعت احمدیہ یا اسکے برخلاف ثابت کر دے تو آپ کیلئے نہ صرف منہ مانگا انعام بلکہ میں اپنے دعویٰ سے بھی دستبردار ہو جاؤ گا اور آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے معدترت کیسا تھا آپکے حضوروں کی جماعت میں بھی واپس آ جاؤں گا۔

سوال نمبر ۲:- پیشگوئی مصلح موعود مندرجہ سبز اشتہار میں ہمارے نزدیک باون نشانیاں ہیں۔ آپ ان میں صرف ایسی دس (۱۰) نشانیوں کی نشاندہی فرمادیں۔ جو آپ کی ذات پر فٹ آتی ہیں؟

جواب:- خلیفہ ثانی صاحب نے مورخہ ۲۰ رفروری ۱۹۴۲ء بمقام ہوشیار پورا اپنی تقریر میں آنیوالے کی آٹھاون (۵۸) علامات بیان فرمائی تھیں۔ (انوار العلوم جلد ۷) صفحات ۱۶۷۔۱۶۸۔ لیکن خلیفہ ثانی صاحب نے ہی مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۲ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان اپنی تقریر میں اسی آنیوالے کی باون (۵۲) علامات بیان فرمائی ہیں۔ (ایضاً صفحات ۵۲۵۔۵۲۶) آنیوالے کی علامات کبھی آٹھاون (۵۸) اور کبھی باون (۵۲)۔ رانا صاحب! علامات کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کے بیانات میں یہ تضاد کیوں تھا؟ کیا یہ سب اُس انسان کی فریب کاریاں تھیں جو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں ہی نہیں آتا ہے؟ اصل حقیقت کیا ہے؟ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ۲۰ رفروری ۱۹۴۲ء کی الہامی پیشگوئی حضرت امام مہدی مسیح موعودؑ پر نازل ہوئی تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں زکی غلام یا مصلح موعود کے متعلق آٹھاون (۵۸) یا باون (۵۲) نشانیوں کا ذکر فرمایا ہوتا تو ان نشانیوں کا سب سے پہلے علم کو ہونا چاہیے تھا نہ کسی اور کو۔ رانا صاحب! کیا آپ مجھے یہ ثابت کر کے دے سکتے ہیں کہ حضورؐ نے جن پر یہ پیشگوئی الہام ہوئی تھی انہوں نے اپنی کسی تحریر میں (خلیفہ ثانی کی بیان فرمودہ) آٹھاون (۵۸) یا باون (۵۲) نشانیوں کا کہیں ذکر فرمایا ہو؟ ہرگز نہیں۔ آپ عقل سے کام لیں اور یہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی بات کسی انسان میں قطعی طور پر ثابت ہی نہ ہو سکتی ہو یا با الفاظ دیگر مشاہدہ نہ ہو سکتے تو ہم اُسے علامت کیسے ٹھہرا سکتے ہیں؟ اس الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کی آٹھاون (۵۸) یا باون (۵۲) نشانیوں کا ہرگز ذکر نہیں ہے۔ یہ خلیفہ ثانی کا ایک ڈرامہ تھا۔ اور انہوں نے ۲۸ دسمبر ۱۹۴۲ء کو اپنی تقریر (الموعود) میں ان باون (۵۲) نشانیوں کا ڈرامہ رچا کر افراد جماعت کو پیغام فتنے پا رکھوں کرنے کی کوشش کی تھی اور افراد جماعت اپنی لاعلی اور بے جا عقیدت کی وجہ سے مرعوب ہو یکجی گئے تھے۔ رانا صاحب! کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک ہی بزرگ دلیل ”نیکی خدا ہے“ کیسا تھا ان باون (۵۲) علامتوں کا سخر توڑنیں دیا؟ الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کی باون (۵۲) علامتوں کی بجائے

در اصل اُسکی مرکزی علامات جن کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے درج ذیل ہیں!

”وَهُنَّ ذِيْنَ وَنَّ فَنِيمَ هُوْكَا۔ اور دل کا حیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔

فَرَزَنْد لِبِندَ گَرَامِيْ ارجَمنَد۔ مَظَهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مَظَهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَانَ اللَّهُ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ“

ان مندرجہ بالا مرکزی علامات میں بھی آپکے خلیفہ ثانی کے مطابق چودہ (۱۳) نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ بیشک پڑتال کر لیں۔ (انوار العلوم جلد ۷ صفحہ ۵۲۳) ان مرکزی علامتوں میں زکی غلام کا حیم ہونا ایک ایسی علامت ہے جسے ہم کسی پیگانے کیسا تھا میں نہیں سکتے لیکن اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جب علم سے تعلق رکھنے والی دوسری قطعی علامتیں کسی وجود میں حرفاً بھرپوری ہو جائیں۔ جب کسی انسان کا علمی رنگ میں **مَظَهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مَظَهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَانَ اللَّهُ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ** ہو تو قطعی طور پر ثابت ہو جائے تو پھر اس کے حیم ہونے میں بھی کسی کو ٹھنڈ نہیں ہونا چاہیے۔

سوال نمبر ۳۰: ”خدائیکی ہے۔“ ”غفار نما ز پڑھا کرو میرے ساتھ دعا کرو“ اس میں کہاں اشارہ ہے کہ آپ مصلح موعود ہیں؟

جواب: خاکسار آپکے اس سوال کا گذشتہ صفحات میں مفصل جواب دے چکا ہے۔ یہاں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ الہی نظریہ ”نیکی خدا ہے“ کو ایک بار پڑھنے کی کوشش بھی کرنا۔ پڑھے بغیر اور بغیر سمجھے آپ کو یا کسی اور کو کیسے پڑھ جل سکتا ہے کہ اس علمی نظریے میں پیشگوئی مصلح موعود کی مرکزی علامتیں پوری ہو چکیں ہیں۔ اس نظریہ کو سمجھنا کچھ مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔ اگر حاضرہ کراور تقویٰ کیسا تھا اسے پڑھو گے تو اسے سمجھنے میں اللہ تعالیٰ آپکی مدعا و درکاری کے اور آپ اسے سمجھ بھی جائیں گے۔ یاد رہے کہ اس نظریہ کے عنوان ”نیکی خدا ہے“ میں پیشگوئی مصلح موعود کی مرکزی علامات نہیں ہیں بلکہ یہ علامات اس نظریہ کی تفصیل میں موجود ہیں۔ رانا صاحب! یہ بات بالکل درست اور بالعموم تسلیم کی گئی ہے کہ فلسفہ، مذهب اور سائنس میں وحدتی رحمان کا پتہ ملتا ہے۔ وحدتی رحمان کا مختصر امطلب یہ ہے کہ تمام اشیاء کو ایک اصول کے تابع کیا جائے یعنی پوری کائنات کی ایک نظریہ کی روشنی میں تشریح کی جائے۔ ”نیکی خدا ہے“ ہی وہ نظریہ ہے جس سے ہم نہ صرف پوری کائنات کی بخوبی اور مدلل تشریح کر سکتے ہیں بلکہ علمی رنگ میں یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ اس کائنات کا ایک ایسے وجود نے احاطہ کیا ہوا ہے جو بذات خود علم ہے، نیکی ہے اور خدا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ نظری طور پر اس الہی نظریہ (نیکی خدا ہے) سے آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے۔

سوال نمبر ۳۱: ”غلام مسیح الزماں“ جو بھی حضرت مسیح موعود پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہے۔ کیا وہ غلام مسیح الزماں نہیں تو اور کون ہے؟ چاہیے وہ خلیفہ وقت ہی کیوں نہ ہو؟

جواب: خاکسار آپکے اس سوال کا بھی مفصل جواب گذشتہ صفحات میں دے چکا ہے۔

سوال نمبر ۳۲: وہ خبیث کتاب جس کا نام ”ربوہ کار اسپوٹین“ ہے۔ آپ جیسے انسان کو تو اُس کو ہاتھ بھی لگانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ جس کے دل میں اس قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ وہ اپنی ذہنی عیاشی اور بدمعاشی تو سکین کا موجب سمجھتے ہیں۔ اس قسم کی کتاب میں بیشور ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ کے خلاف لکھی ہوئی کتابیں دشمنان اسلام پادریوں، پنڈتوں اور خنزیریوں نے لکھی ہیں۔ اس قسم کے کئی لیکھرام حضرت مصلح موعودؒ کی بھی کردار کشی کیلئے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور یہ حضرت مصلح موعودؒ کی محصومیت اور انکی صداقت کی دلیل۔ صاف دل والا اور متقی انسان کسی پر ازالہ کانے سے کوسوں دُور بھاگتا ہے۔ کیا آپ قسم مؤکدہ سے اس پلید کتاب کے مندرجات کے بارے میں تصدیق کر نیکی جرأۃ کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر لعنت بھیجو اسکے لکھنے والے پر۔۔۔

ربوہ کار اسپوٹین

جواب: رانا صاحب! آپ نے اس حوالہ سے بھی میرے بارہ میں کچھ لکھنا مناسب سمجھا ہے۔ (بلکہ اسکے لکھنے والوں کے بارہ میں بھی) کہ مذکورہ کتاب گویا ”شجر منوم“ ہے اور میں نے اسکا مطالعہ بقول آپکے جنسی حظ اٹھانے کیلئے کیا ہے۔۔۔ اگر آپ کا فرمایا ہوا ”مستند“ ہے تو کیا یورپ میں رہتے ہوئے کسی فرد بشر کو اس سے بہتر ذرائع میسر نہیں؟ میں ذاتی طور پر تو آپکے اس نقطہ نظر کا شاید جواب دینا بھی پسند نہ کرتا کہ یہ بالکل ایک سطحی سی بات ہے جو آپکے ”دہن رسما“ نے تراشی ہے۔۔۔ سو عرض خدمت ہے کہ میں نے ربوبہ کا راسپوٹین کا مطالعہ آپکے خیال کے مطابق نہیں کیا، بلکہ حقیقت سے جانکاری کیلئے اور ان باتوں کی تباہ کیلئے پہنچنے کیلئے جو خلیفہ ثانی کے حوالہ سے زبان زد عالم ہیں، یا جو ان سے منسوب کی جاتی ہیں کے خیال سے کیا۔ پھر دوسری بات یہ کہ ان کے لکھنے والوں کا کسی نہ کسی رنگ میں اور کسی نہ کسی دور میں اور کسی نہ کسی سطح پر جماعت احمدیہ سے تعلق رہا ہے۔ اور عین ممکن ہے اب بھی ہو خصوصاً بانے سلسلہ کیسا تھ۔ میں ذاتی طور پر چونکہ ان احباب کا شناسانہیں ہوں اس لیے ان کے موجودہ حالات اور عقائد کے بارہ میں وثوق کیسا تھ کچھ نہیں کہہ

سکتا۔ پھر یہ ”بزرگی“ کی عمر کو بھی پہنچے ہوئے ہوں گے۔ خلیفہ ثانی کے عہد حکومت کو بھی انہوں نے قریب سے دیکھ رکھا ہوگا۔ اس لیے میں نے یہ سمجھا کہ جماعت کے مخالفوں کی بجائے پہلے گھر کے بھیدی کی باتوں کو بنا اور پڑھا جائے تو اس میں میں نے کون سا کوئی بڑا گناہ کیا ہے؟ ان لوگوں کو ”بھیدی“ کس نے بنایا ہے؟ اس مقام تک کس نے پہنچایا ہے؟ اس قسم کی سب تحریریں جو احمدیوں کی نوک قلم سے نکلیں، انکی حقیقت کو تو ہم حوالہ بخدا کرتے ہیں مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب دل کے پچھوٹے سینے کے داغ سے جل اٹھتے ہیں تو پھر اس قسم کی تحریریں بھی توجہ کی طالب ہو جاتی ہیں۔ اور کسی مسئلے کا مخفق یا مدعی ضرور ان پر نظر مارتا ہے۔ اور یہی میں نے کیا ہے۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ آریہ دھرم کے عقائد سے بانے سلسلہ کو کس طرح جائز کاری ہوئی؟ ظاہر ہے ویدوں کے مطالعہ سے۔ اگر بانے سلسلہ ایجاد کرتے تو کس طرح اُنکے عجیب و غریب عقائد کا پردہ چاک کرتے؟ کس طرح لوگوں کو بتاتے کہ آریوں میں خدا شناسی ہی نہیں۔ اس دوران آریوں میں راجح نیوگ کی گندی رسم کے بارہ میں بھی آپ نے بہت دفعہ ذکر فرمایا۔ اب نیوگ کے بارہ میں آپ کی زبانی سنتہ ہوئے بھی کیا (نعوذ باللہ) یہی سوچا جائے گا، جس طرح کہ آپ نے ”ربوہ کے راسپوٹین“ نامی کتاب کے حوالہ سے میرے بارہ یعنی آپ کے غلام کے حوالہ سے سوچا؟ مثلاً بانے سلسلہ احمدیہ حضرت امام مہدی مسح موعود فرماتے ہیں:-

”پھر تیسری ناپا کی جو دیوں کی تعلیم کا عرق اور گل سر سبد بتائی گئی ہے نیوگ ہے۔ جسکی تفسیر یہ ہے کہ ایک عورت جیتے جا گئے خاوند کے رو برو گیا رہ آدمیوں سے ہبستر ہو سکتی ہے۔ اگر مرد عورت جوان ہوں اور چند سال شادی پر گز رجا سکیں۔ اور اولاد نہ ہو۔ تو دوسرے کاظمہ لینے کیلئے عورت اُس سے ہبستر ہو۔ اس لیے بدھوں اولاد کے سرگ کا مانا محل ہے۔ اور دیوٹ شوہر کو لازم ہے کہ بیرج داتا کیلئے عمدہ مجنونات اور لطیف مقویات تیار کرائے تاکہ وہ تحکم نہ جائے۔ اور کوئی ضعف اُسے لاحق نہ ہو جائے۔ اور دیوی کی رو سے بستر، رضائی اور چار پائی سب اُسی کی ہو۔ اور غذا بھی اُسی کی کھاوے اور نصف بچ بھی لیے۔ سوچو! یہ کیسا خاوند ہے۔ کہ ایک کوٹھری میں آپ دیوٹ ہے۔ اور دوسری کوٹھری میں اُسکی بیاہتا بیوی غیر مرد سے منہ کا لا کر رہی ہے۔ اور آریہ ان کی حرکات کی آوازیں سنتا ہے۔ اور دل میں خوش ہو رہا ہے۔ کہ اب اس پانی سے امید کا ہیئت ہرا بھرا ہو جائے گا۔ حیف ایسے مذہب پر! خدا پر وہ ظلم!! عزت و آبرو پر یہ ظلم!!! دیدا یسے کاموں کی اجازت دیتا ہے۔ کہ ناپاک سے ناپاک آدمی بھی اُنکے ارتکاب سے شرم کرتے ہیں۔ دیاندنے لکھا ہے کہ شبح کرم یعنی مبارک کام بیچ میں ترک ہو گیا تھا۔ اب آریہ درست کے آریہ جاری کریں کہ اس میں ثواب ملتا ہے۔ ہم کو ضرورت نہیں کہ اس کو طوول دیں۔ آریوں کی کتب مذہبی اور معتقدات کو کوئی دیکھے اور خود انہی بزرگوں سے پوچھ دیکھے۔ امید ہے۔ کہ بڑے فخر سے اس فعل عجیب کی خوبیاں بیان کریں گے۔“ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۹)

رانا صاحب! حضرت بانے سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتاب ”آریہ دھرم“ میں بھی آریوں کی ان گندی اور شرمناک رسم کا بڑی تفصیل کیا تھا ذکر کیا ہے۔ کیا آپ اس رسالہ کو پڑھ کر بھی حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق وہی رائے قائم کریں گے جو کہ آپ نے اُنکے غلام کے متعلق قائم کی ہے؟ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ ”لیا آپ قسم مؤکدہ سے اس پلید کتاب کے مندرجات کے بارے میں تصدیق کریں گی جرأت کر سکتے ہیں۔“ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اس کتاب میں درج الزامات میں نے نہیں لگائے بلکہ خلیفہ ثانی کی اولاد اُسکے قریبی رشتہ داروں اور اُسکے خاص الخاص مریدوں نے مؤکدہ بعد ادب قسمیں اٹھا کر اُس پر لگائے تھے۔ جیسا کہ میں گذشتہ صفات میں بیان کر آیا ہوں کہ اگر خلیفہ ثانی نے یہ جرام نہیں کیے تھے تو اُصولی طور پر اُسے چاہیے تھا کہ اُسی طرح مؤکدہ بعد ادب حلف اٹھا کر ان الزاموں کی وہ تردید کر دیتے۔ رانا صاحب! آپ نے یہ جو مجھ سے پوچھا ہے کہ ”کیا میں قسم مؤکدہ سے اس پلید کتاب کے مندرجات کے بارے میں تصدیق کریں گی جرأت کر سکتا ہوں؟“ تو اس سلسلہ میں جواباً عرض ہے کہ اب تک یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ خلیفہ ثانی نے زکی غلام مسح الزام یعنی مصلح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے ایک بہت بڑا روحانی گرم کیا تھا۔ اس روحانی جرم کے مقابلہ میں لوگوں کے لگائے ہوئے باقی سارے الزامات اگر بچ بھی ہیں تو بھی شانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ لہذا اب کتاب کے مندرجات کی تصدیق کرنا میرا کام نہیں بلکہ آپ لوگوں کا کام ہے جو اُسے مصلح موعود ثابت کرتے پھر تے ہو۔ میری نظر میں تو خلیفہ ثانی بہت بڑا مجرم ثابت ہو چکا ہے۔ رانا صاحب! اب یہ سوال میں آپ سے اور آپ کی خلیفہ صاحب اور پوری جماعت سے کہتا ہوں کہ ”ربوہ کے راسپوٹین“ نامی کتاب میں خلیفہ ثانی کی ذات بابرکات پر جو لوگوں نے مؤکدہ بعد ادب حلف اٹھا کر الزامات لگائے تھے تو آپ سب لوگ ان الزاموں کو اسی طرح مؤکدہ بعد ادب حلف اٹھا کر دیکھوں نہیں کرتے؟ آخ خلیفہ ثانی آپ سب کے نزدیک مسح موعود کی غلام مسح الزام سے متعلقہ پیشگوئی کے مصدق تھے۔ زکی تو کہتے ہی پاک اور نیک کو ہیں۔ مجھ سے مطالبہ کرنے کی بجائے آپ لوگ خود قسم مؤکدہ سے خلیفہ ثانی کی پاکی اور نیکی کی تصدیق کریں۔ رانا صاحب! میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ”ربوہ کے راسپوٹین“ نامی کتاب کے مندرجات کی آپ سب مؤکدہ بعد ادب حلف اٹھا کر بھی بھی تردید نہیں کر سکتے کیونکہ خلیفہ ثانی کے کارنا مے اب کسی سے ڈھکے چھپنے نہیں رہے۔ ہاں اگر ایک خالص احمدی اور خلیفہ ثانی کے دعویٰ کی سچائی کے شاہد اور مرید اور دیکھ ہونے کے ناطے آپ میں اتنی ایمانی جرأت اور اخلاقی قوت ہے تو مجھے لکھ بھیجیں کہ ”میں یعنی (رانا عطا اللہ صاحب ایاز) قسم اٹھا کر اس بات کا اعلان اور اقرار کرتا ہوں کہ خلیفہ ثانی اپنے دعویٰ مصلح موعود میں پچھے تھے اور جتنے بھی الزامات لوگوں نے ان کی ذات بابرکات پر لگائے ہیں وہ سب بے بنیاد اور جھوٹے ہیں۔“ تو میں آپ کی یہ قسم اپنی ویب سائٹ پر افادہ عام کیلئے لگادوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر ممکن ہو سکے تو اس قسم پر دیگر احمدیوں یعنی عطاء اللہ صاحب راشد،

امیریو کے اور دیگر عہدیدار ان اور مرہبیان وغیرہ کی حلقاً گواہیاں بھی درج کروادینا۔

سوال نمبر ۶:- آپ ایک طرف تو خلفائے احمدیت کو غاصب کہتے ہیں۔ دوسری طرف آپ حضرت خلیفۃ الرسیس الراجح کی نظم (جو اسی ان راہ مولا ساہ یوال کیس) کی بریت کیلئے در دل سے لکھی گئی۔ اس کو آپ اپنی صداقت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہیں کہ ایک غاصب خلیفہ جو خدا کا بھی ذمہ ہے۔ اُسکی نظم کو اہمی کیسے سمجھ لیا۔ کیا کسی ظالم انسان کو بھی خداوند کریم الہام و پیشگوئی کرتا ہے؟

جواب:- جناب رانا عطاء اللہ صاحب! اللہ تعالیٰ کی یہ جاری و ساری عنت ہے کہ وہ اپنے مظلوم اور مغضوب بندوں کی مدعا بظاہر ظالم بادشاہوں اور نام نہاد خلفاء سے بھی کروادیا کرتا ہے اور حیرت ہے کہ آپ کو اس عنتِ الہی کا بھی پتہ نہیں۔ آپ میری بات کو عجیب قرار دینے سے پہلے براۓ کرم قرآن مجید اور حضورؐ کی کتب کا تو بغور مطالعہ فرمائیتے۔ مزید ہو سکے تو دیگر اولیاء اللہ کی زندگیوں کا بھی مطالعہ کریں۔ خاکسار بیہاں چند ایسے ہی واقعات درج کرتا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے بظاہر ظالموں کو سچے خواب دکھا کر ان سے اپنے مظلوم بندوں کی مدد کروائی ہے۔

(۱) قرآن میں حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ ملتا ہے۔ حضرت یوسفؐ کو اسکے ظالم اور حاسد بھائیوں نے کنویں میں پھینک دیا تھا۔ (اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یعقوبؐ اُول کی جسمانی اولاد اپنے بنی بھائی یوسفؐ کیسا تھا ایسا گھٹیا سلوک کر سکتی ہے تو پھر یعقوبؐ ثالثی یعنی حضرت امام مہدی و مسیح موعودؐ کی جسمانی اولاد اپنے روحاںی بھائی یعنی زکی غلام کیسا تھا ایسا گھٹیا سلوک کیوں نہیں کر سکتی؟ یقیناً انہوں نے بھی اپنے روحاںی بھائی زکی غلام کیسا تھا ایسا ہی گھٹیا سلوک کیا ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر کیسا تھا حضرت یوسفؐ کو کنویں سے نکلا اور اس طرح وہ بکتا ہے کہ تا عزیز مصر کے گھر میں پہنچ گیا۔ عزیز کے گھر میں بھی حضرت یوسفؐ کو ایک سخت ابتلاء پیش آیا لیکن وہ بفضل اللہ تعالیٰ اس ابتلائیں بھی ثابت قدم نکلا۔ اس طرح چلتے چلاتے وہ ایک طویل عرصہ مصر کی جیل میں پڑا رہا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو جیل سے نکال کر اسے مصر میں ایک معزز عہدہ دینے کی تدبیر کی۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت کے فرعون مصر کو ایک خواب دکھائی۔ فرعون کی اس خواب کی تعبیر کا کسی کو پتہ نہیں چل رہا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ فرعون نے اپنی خواب کی تعبیر جانے کیلئے حضرت یوسفؐ کو جیل سے بلوایا۔ جب حضرت یوسفؐ نے فرعون کو اسکی خواب کی تعبیر بتائی تو وہ آپؐ سے بہت متاثر ہوا اور اُس نے آپؐ کو اپنی حکومت میں ایک با اختیار اور معزز عہدہ بخش دیا۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کی ایک تدبیر تھی جس کی بدولت حضرت یوسفؐ جیل سے نکل کر ایک با اختیار عہدہ پر متمکن ہو گیا۔ یعنی زکی غلام یعنی مصلح موعود بھی حضورؐ کا یوسفؐ ثانی ہے۔ آپؐ کے بہت سارے الہامات میں اس یوسفؐ ثانی کا ذکر ہے۔ آپؐ نے اپنے اشعار میں بھی اس کا کچھ پوں ذکر فرمایا ہے۔

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعناء کھلا آئی ہے باد صباح گزار سے متانہ وار

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے گوہود یوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

یوسفؐ اُول کی طرح یوسفؐ ثانی کو بھی ایک سخت ابتلاء پیش آتا تھا۔ وہ اس طرح کہ جس طرح یوسفؐ اُول کو اسکے ظالم اور حاسد بھائیوں نے کنویں میں گرا کر اپنے زعم میں اُس کا کام تہام کر دیا تھا یعنی زکی غلام کیسا تھا بھی اسکے روحاںی بھائیوں نے یہی سلوک کیا۔ وہ اس طرح کہ اُس سے متعلقہ پیشگوئی پر جھوٹے دعویٰ کیسا تھا قبضہ کر کے اُسکو ایک ابتلائے کنویں میں دھکیل کر اپنے زعم میں وہ اس کا کام تہام کر چکے تھے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرعون میں مصر کو ایک سچی خواب دکھا کر ایک تدبیر تھی اور اس طرح یوسفؐ اُول کو جیل سے نکال کر اسے ایک باعزت اور با اختیار عہدہ بخش دیا تھا۔ اب کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی تدبیر کیسا تھا یوسفؐ ثانی یعنی زکی غلام کو بھی ابتلائے اندھے کنویں سے نکالتا؟ رانا صاحب! آپؐ نے خلیفہ الراعی کی جس نظم کا ذکر فرمایا ہے کہ میں اسکے بعض اشعار کا اپنے اور اطلاق کر رہا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وہی تدبیر تھی۔ فتدبر۔ اور میں نے خلیفہ الراعی کے ان اشعار کو خود ہی اپنے اوپر منطبق نہیں کر لیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے بتانے کے بعد ایسا کیا ہے۔

حضرت امام مہدی و مسیح موعودؐ اپنے ملغوظات میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(۲) ”خدا جب کسی کام کو کرنا ہی چاہتا ہے تو گروں سے پکڑ کر بھی کر دیتا ہے۔ اسکے منوانے کے عجیب عجیب رنگ ہیں۔ چنانچہ ایک مسلمان بادشاہ کا ذکر ہے کہ اُس نے امام موئی رضا کو کسی وجہ سے قید کر دیا ہوا تھا۔ خدا کی قدرت ایک رات بادشاہ نے اپنے وزیر اعظم کو نصف رات کے وقت بلوایا اور نہایت سخت تاکید کی کہ جس حالت میں آجائے حتیٰ کہ لباس بد لانا بھی تم پر حرام ہے۔ وزیر حکم پاتے ہی نگے سر اور نگے بدن فوراً حاضر ہوئے اور اس جلدی اور گھبراہٹ کا باعث دریافت کیا۔ بادشاہ نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک حصہ آیا اور اُس نے گندے اسے کی قسم کے ایک تھیمار سے مجھے ڈرایا اور دھمکایا ہے اُسکی شکل نہایت پُر ہیبت اور خوفناک ہے۔ اُس نے مجھے کہا ہے کہ امام موئی کو بھی چھوڑ دو رہنے میں تمہیں ہلاک کر دو گا اور اسے ایک ہزار شرمنی دیکر جہاں اس کا جی چاہے رہنے کی اجازت دو۔ سو تم ابھی جاؤ اور امام موئی رضا کو قید سے رہا

کردو۔ چنانچہ وزیر اعظم قید خانہ میں گئے اور قبل اسکے کہ وہ اپنا عندر یہ ظاہر کرتے امام موسیٰ رضا بولے کہ پہلے میرا خواب سن لو۔ چنانچہ انہوں نے اپنا خواب یوں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ تم آج ہی قبل اس کے کہنچ ہو قید سے رہا کے جاؤ گے۔ غرض یہ ہیں خدا تعالیٰ کے اقتداری نشانات۔“ (لغواظات جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷)

(۳) خواجہ عبدالظہاری صاحب اپنی کتاب اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں۔

”قلعہ گوالیار سے حضرت مجددؑ کی رہائی کس طرح ہوئی۔ کہتے ہیں اس واقعہ (قید کا واقعہ۔ ناقل) کے کچھ عرصہ بعد جہانگیر نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی دانتوں میں دبائے نہایت افسوس سے فرمائے ہیں کہ جہانگیر اتنے یہ کیا ستم کیا تو نے ایک ایسے شخص کو جیل میں ڈال دیا، جو نہایت سچی بات کہتا ہے۔ اس خواب کے بعد حضرت مجددؑ قلعہ گوالیار سے رہا کر دیئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد جہانگیر آپا معتقد ہو گیا۔ آخری عمر میں تو اکثر کہا کرتا تھا کہ ہر چند میں نے زندگی میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جو آخرت میں نجات کا ذریعہ بن سکے، میرے پاس ایک ایسی دستاویز موجود ہے جو میں اپنے پروردگار کے حضور پیش کروں گا، امید ہے اسکے باعث میری مغفرت ہو جائے گی۔ وہ دستاویز یہ ہے کہ ایک روز مجھ سے شیخ احمد سرہندیؒ نے فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں لے جائیگا تو میں تیرے بغیر نہیں جاؤں گا۔“ (اولیاء اللہ مصنفو خواجہ عبدالظہاری صفحہ ۳۰۲ مکتبہ درویش لاہور) رانا صاحب! اب آپ کے فہم اور عقل (جس پر خاکسار کرونا آ رہا ہے) کے مطابق اللہ تعالیٰ کسی غاصب اور ظالم کوئی الہام کر سکتا ہے اور نہ کوئی سچی خواب دکھا سکتا ہے۔ یہ ہے کم و بیش صد سالہ خلافت کے زیر سایہ آپ کی تعلیم و تربیت کا حال۔ یاد رہے کہ سچی خواب بھی الہام کی ہی ایک قسم ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ فرعون مصرب جس کے وقت میں ایک برگزیدہ انسان جو آئندہ نبی بننے والا تھا بغیر کسی جرم کے سالہ سال جیل میں پڑا رہا۔ کیا وہ فرعون ظالم نہیں تھا؟ جس مسلمان بادشاہ نے امام موسیٰ رضا کو بغیر کسی جرم کے قید کیا ہوا تھا کیا وہ ظالم نہیں تھا؟ جہانگیر بادشاہ لوگوں سے سجدہ کرواتا تھا اور یہی کام اُس نے حضرت مجدد الف ثانیؓ سے بھی کروانا چاہا۔ لیکن حضرت مجدد صاحبؓ نے غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اسی انکار کی وجہ سے جہانگیر نے حضرت مجدد صاحبؓ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا تھا۔ رانا صاحب! کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے ان تینوں برگزیدہ بندوں (حضرت یوسف، حضرت امام موسیٰ رضاؑ اور حضرت مجدد الف ثانیؓ) کی مدد کرنے کیلئے ظالم فرعون مصر، ظالم مسلمان بادشاہ اور ظالم جہانگیر بادشاہ کو سچی خواب میں نہیں دکھا سکیں؟ اب سوال یہ ہے کہ خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی وجہ سے جماعت احمد یہ جس ابتلاء میں پھنس گئی ہے اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے کی جماعت کو اس ابتلاء سے نکالنے کیلئے کسی احمدی خلیفہ کے منہ سے ایسے اشعار کیوں نہیں نکلا سکتا جس سے افراد جماعت پر اسکی رضاخاہ ہر ہو جائے؟ مزید براں یہ بھی یاد رہے کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کچھ مصالح اور اغراض مخفی کیلئے کسی انسان کے فہم اور ادراک کو اپنے قبضہ میں لے کر اس سے کوئی ایسا قول یا فعل صادر کروادیتا ہے جس سے وہ حکمت الہی جس کا وہ ارادہ کر چکا ہوتا ہے ظاہر ہو جاتی ہے۔ حضور اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

”یہی حال آنبیاء کی اجتہادی غلطی کا ہے کہ روح القدس تو بھی اُن سے علیحدہ نہیں ہوتا مگر بعض اوقات خدا تعالیٰ بعض مصالح کیلئے آنبیاء کے فہم و ادراک کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے تب کوئی قول یا فعل سہو یا غلطی کی شکل پر اُن سے صادر ہوتا ہے اور وہ حکمت جو ارادہ کی گئی ہے ظاہر ہو جاتی ہے۔“ (روحانی خزانہ جلد ۵ صفحہ ۱۱۵) اللہ تعالیٰ کے جس قسم کے سلوک کا حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ نے ذکر فرمایا ہے ایسا سلوک صرف آنبیاء سے ہی مخصوص نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے حس بندے سے چاہے وہ ایسا سلوک فرم سکتا ہے۔ اور خلیفہ الرابع سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہی سلوک فرمایا تھا۔ آپ کے منہ سے وہ اشعار نکلائے جس کا وہ ہوش و حواس میں تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ مثلاً۔

عصر بیمار کا ہے مرض لادوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا

اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو مل جائے گی

رانا صاحب! اب آپ نے مندرجہ بالا شعر کا جو حوالہ دیا ہے کہ میں اُسے اپنے اپرچسپاں کر رہا ہوں۔ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ خاکسار اس شعر کو اپنے اپرچسپاں نہیں کر رہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ملک کیسا تھا پہلے مجھ سے خواب میں دُعا کیلئے ہاتھ اٹھوا کار پھر خلیفہ الرابع کے منہ سے یہ شعر نکلا کر یہ شعر مجھ پر چسپا کر دیا ہے۔ مثلاً اس شعر میں جو ہاتھ اٹھانے کا ذکر کیا گیا ہے اسکے متعلق خاکسار حلفاً کہتا ہے کہ یہ ہاتھ اٹھانے کا واقع خلیفہ الرابع کے شعر کہنے سے پانچ یا چھ سال قبل خواب میں میرے ساتھ اسی طرح ہوا تھا۔ اور میں نے حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے ارشاد پر دُعا کیلئے آسان کی طرف ہاتھ اٹھائے تھے۔ اب خلیفہ الرابع کو تو یہ پتہ نہیں تھا کہ جماعت احمد یہ میں کسی احمدی نوجوان نے ایسی خواب دیکھی ہوئی ہے جس میں اُس نے مسیح الزماں کے ارشاد پر دُعا کے لیے آسان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ جس احمدی نوجوان نے دُعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تھا اسے بھی اپنی خواب کی تعبیر کا کوئی علم نہیں تھا۔ اور وہ بھی لا علمی میں حصول علم میں مگن اپنے شب و روز گزارتا چلا جا رہا تھا۔ یہ وہ سلوک ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے بندوں کو کسی ابتلاء میں ڈال دیا کرتا ہے۔ (مثلاً حضور کا اہمی پیشگوئی میں اہمی لفظ غلام کیسا تھا بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دینا اور بعد ازاں حضور کے اس اجتہادی قیاس کو بنیاد بنا کر مرزا بشیر الدین محمود احمد کا ذکر غلام مسیح الزماں یعنی مصالح موعود ہونے کا جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی بدولت

آج جماعت احمدیہ جس ابتلا میں مُبتلا ہو چکی ہے یہ ابتلا زیادہ تر اسی اجتہادی قیاس کی بدولت واقع ہوا ہے۔ **فتدبر**) اور بعض اوقات اپنے بندوں کے ابتلا سے نکلنے کے سامان بھی اللہ تعالیٰ فرائیم کر دیتا ہے۔ مثلاً جیسا کہ میں اپنی کتاب ”غلام مسح الزماں“ میں ”امام وقت کی حیرت انگیز بشارات“ کے عنوان کے تحت اسکی تفصیل بیان کر چکا ہوں۔

اب متذکرہ بالاتینوں مثال سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تینوں مظلوم اور غضوب بندوں یعنی حضرت یوسف، حضرت امام موسیٰ رضاؑ اور حضرت مجدد الف ثانیؓ کو اپنے وقت کے ظالم اور جابر بادشا ہوں سے نجات دلائی تھی۔ یہاں یہ سوال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ ان ظالم اور جابر بادشا ہوں نے کیونکہ سچی خواہیں دیکھ لیں جب کہ اللہ تعالیٰ سچی خواہیں تو اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو دکھاتا ہے۔ تو اس صحن میں جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایسی کوئی پابندی نہیں اور وہ اگر چاہے تو کسی ظالم کو بھی سچی خواہ دکھا کر اپنا کوئی ارادہ پورا فرمایتا ہے یا مخلوق خدا کی ہدایت اور انہیں کسی ابتلا سے نکلنے کیلئے کسی ظالم اور غاصب خلیفہ کے نہم و ادراک کو اپنے قبضہ میں لے کر اسکے منہ سے بعض ایسے کلمات صادر کرو سکتا ہے جن میں اسکے بندوں کیلئے رشد و ہدایت پوشیدہ ہو۔ متذکرہ بالاتینوں مثالوں میں تینوں بادشا ہوں پر خواہ دیکھنے کے بعد خوف الہی طاری ہو گیا اور انہوں نے فوری طور پر رضاالہی کے مطابق عمل کر کے اسکی رضا حاصل کر لی۔ جہاں تک خلیفہ رابع کا تعلق ہے تو میرے قطعی اور مدلل دعویٰ ”غلام مسح الزماں“ کی بدولت آپ پر بھی خوف الہی طاری ہو چکا تھا اور اس کا ناظرہ جماعت احمدیہ ایمٹی اے پر کرتی رہی ہے۔ لیکن چونکہ بوجھ بہت زیادہ تھا لہذا اٹھا نہ سکے۔ ہر حال میرے دعویٰ ”غلام مسح الزماں“ کی تصدیق یا تکذیب کرنا آپ کا فرض منصی تھا۔ لیکن خاموش رہ کر آپ نے نہ صرف مجھ پر بلکہ اپنے آپ پر بھی ظلم کیا اور پوری جماعت کو بھی ایک ابتلاء میں ڈال گئے۔

جہاں تک آپ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ خاکسار نے خلیفہ رابع کو ظالم اور غاصب کہا ہے تو اس صحن میں عرض ہے کہ آپ میرے مقدمہ کا دیانتاری کیسا تھا از سرنو مطالعہ کریں تو آپ پر حقیقت خود خود طشت از بام ہو جائے گی۔ دسمبر ۱۹۸۳ء کے بعد الہی انکشافت کی روشنی میں مجھے طور پر یہ پتہ چل گیا تھا کہ خلیفہ ثانی نے پیشگوئی مصلح موعود پر جھوٹے طور پر ناجائز قبضہ کر کے ایک سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ آپکے بعد آپکے جانشینوں نے آپکے اس جھوٹے دعویٰ کو پختہ کرنے کیلئے مزید کمی جرام کیے جن کی تفصیل میرے بعض مضامین میں موجود ہے۔ کیا اس طرح خلیفہ ثانی اور اسکے جانشین بجا طور پر ظالم اور غاصب نہیں ٹھہر تے؟ لیکن اسکے باوجود آپ میری کتاب پڑھ کر دیکھ لیں کہ میں نے یہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کتنی تہذیب اور عاجزی کیسا تھا خلیفہ رابع کو اے میرے سید! اے میرے سید! کہہ کر پکارا ہے۔ مقدمہ میں درج میرے تینوں خطوط کا جو جواب خلیفہ رابع نے جس رعوت اور تکبیر کیسا تھا دیا وہ بھی پڑھ لیں۔ میرے مدلل سوالات کا جواب دیئے بغیر میری کتاب ”غلام مسح الزماں“ سے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجزیہ اور اسکی حقیقت“ کو ”شیطانی وساوس“ اور ”پیغامیوں والا نقہ“ قرار دیا اور اپر سے جماعت سے اخراج کی دھمکیاں دیں وغیرہ۔ حضرت امام مہدی و مسح موعودؑ کی جماعت کیا ان نام نہاد خلفاء کی لوئڈی ہے جو افراد جماعت کو اس سے اخراج کی دھمکیاں دیتے ہیں؟ کیا کوئی خلیفہ راشد جو قوم کا سردار ہوتے ہوئے تو مکالمہ خادم بھی ہوتا ہے اپنے کسی پیغمبار کے مدلل سوالات کے جوابات اس رنگ میں بھی دے گا جس طرح خلیفہ رابع نے مجھے دیئے تھے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں ایسا جواب کسی مغل شہنشاہ کا ہو سکتا ہے جو خلافت کے نام پر حضرت امام مہدی و مسح موعودؑ کے مریدوں کی گردان پر بیٹھا ہوا ہو۔ **میراث میں آئی ہے انہیں مندِ ارشاد زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن!**

میں ایک واقعہ حلاماً لکھتا ہوں وہ یہ کہ میرے ایک ملنے والے مہربان (آپ انہائی ملخص احمدی تھے۔ ایک وقت ان پر ایسا بھی آیا کہ انکے قول انہوں نے اپنے گھر کا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کر دیا۔ غالباً قادیان کے سب سے کم عمر درویش تھے۔ نظام جماعت کے ظالمانہ اور جبری رویہ سے مقفرہ ہو کر جماعت سے بہت دور چلے گئے۔ چند سال پہلے انکا انتقال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرماتے ہوئے انہیں اپنی جنت میں جگہ عطا فرمائے آئیں۔ موصوف کا ذکر خیر اصحاب احمد (جلد اول / حصہ اول) کے مؤلف ملک صلاح الدین صاحب ایم اے نے بھی صفحہ نمبر ۶ پر کیا ہے) نے میری کتاب ”غلام مسح الزماں“ سے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجزیہ اور اسکی حقیقت“ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد مجھے طنزی رنگ میں فرمایا کہ غفار آپ نے اپنی کتاب میں غالباً ایک صد انیس (۱۱۹) دفعہ خلیفہ رابع کو اے میرے سید! اے میرے سید! کہہ کر پکارا ہے۔ دراصل وہ مجھ سے سوال یہ رنگ میں پوچھ رہے تھے کہ آپ کا اتنا عجز اور اتنا انکسار؟ لیکن میں نے انہیں جواب دیا کہ ملک صاحب! مجھے اللہ تعالیٰ نے عاجزی اور انکساری میں مالا مال کیا ہوا ہے اور میرا یہ طرزِ عمل بھی حضرت امام مہدی و مسح موعودؑ کی اس تعلیم“ کتم پچ ہو کر جھوٹے کی طرح تزلیل اختیار کرو“ کے عین مطابق ہے۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ لیکن اب میں باتاں گ دیں یہاں کرتا ہوں کہ یہ لوگ سیادت کے اہل ہی نہیں تھے! **ہم ایسے سادہ دلوں کی نیاز مندی سے بتوں نے کی ہیں جہاں میں خدا یاں کیا کیا**

حضرت عمرؓ کا واقعہ ہے کہ کسی صحابی نے آپؓ سے پوچھا تھا کہ اے عمرؓ! ہم سب کے پاس ایک ایک چادر ہے اور آپکے پاس دو کیوں ہیں؟ آپؓ نہ تو بھڑکے اور نہ ہی آگ بگولا ہوئے۔ نہ سائل کو اسلام سے خارج کرنے کی دھمکی دی اور نہ ہی اُس کے اس سوال کو شیطانی و سو سہ قرار دیا وغیرہ۔ بلکہ بڑی ممتازت کیسا تھا جو اب ارشاد فرمایا کہ دوسری چادر میرے بیٹھنے مجھے دی ہے۔ پھر یہ کہ خلیفہ رابع صاحب نے میری کتاب کامل جواب دیئے بغیر جلسہ سالانہ جرمی انٹی ۲۰۰۰ء کے موقعہ پر بڑے مตکبرانہ لہجے میں فرمایا!

”کہ میرے علم کے مطابق جرمی میں بھی ایک شخص ہے جو کہے چارہ دماغی فتور میں بیتلہ ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو زمانے کا مصلح سمجھتا ہے۔ حالانکہ اسکے چار مرید بھی نہیں۔ دو چار

ایجنت ہونگے بتیں کرنے والے۔ جماعت جرمی گواہ ہے کہ اُسکی کسی کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ وغیرہ“

میرے خیال میں ان نام نہاد خلافے احمدیت کو سارے احمدی (ابطور خاص قرآنی تعلیم کے مطابق سوچنے، سمجھنے، غور فکر اور تدبر کرنے والے احمدی) دماغی فنور میں ہی بیتلانظر آتے ہیں۔ یاد رہے کہ دوسروں پر ایجنت ہونے کا الزام لگانے والے دراصل خود کسی کے ایجنت ہوتے ہیں۔ خدا کے بنائے ہوئے خلافاء میں اتنی رعونت اور تکبر نہیں ہوا کرتا۔ خلیفہ بنے سے پہلے اگر کسی میں کوئی ایسی کمزوری ہو بھی تب بھی خلیفہ بنے کے بعد یہ کمزوری خود بخود ختم ہو جاتی ہے اور وہ خلیفہ بنے کے بعد متانت اور عاجزی کا پیکر بن جایا کرتا ہے جیسا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلیفہ رابع کا یہ جلال بھی ضرور دیکھا ہوا گا۔ یہ تو مریدوں کو انسان ہی نہیں سمجھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کیسا تھا سے میری سچائی کا گواہ بنایا اور جب میں نے اپنا موقف خوب کھول کر اسکے آگے رکھا تو پھر اس پر لازم تھا کہ ازر و رے اپنے فرض منصبی یا تو میرے دلائل کو بذریعہ دلائل رذکر کے دکھاتا یا پھر اس سچائی کی تصدیق کرتا جس کا خدا تعالیٰ نے اُسے لاشوری گواہ بنادیا تھا۔ لیکن اُس نے کیا کیا؟ اُس پر تو اپنی نام نہاد خاندانی گدی کے دفاع کا بھوت سوار تھا اور اُسے بچانے کیلئے اُس نے مرتبہ دم تک ہر قسم کی مکاری کی۔ ایک چوری اور اُپر سے سینہ زوری! مزید برآں یہ کہ حضرت امام مہدی مسح موعودؑ کا فتویٰ ان لوگوں کو ظالم اور غاصب قرار دیتا ہے۔ اور حضورؐ کے اس فتویٰ کی روشنی میں ظالم کو ظالم اور غاصب کو غاصب قرار دینے میں کیا حرج ہے؟ آپ فرماتے ہیں۔

”وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ حَقِيقَةَ الظُّلْمِ وَضَعُوفَ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ عَمَدًا وَبِالْأَرَادَةِ لِيَنْتَقِبُ وَجْهُ الْمَهْجَةِ وَيُسَدَّ طَرِيقُ الْاسْتِفَادَةِ وَيُلْتَبِسُ الْأَمْرُ عَلَى السَّالِكِينَ۔ فَالظَّالِمُ هُوَ الَّذِي يَحْلُّ مَحْلَ الْمُحْرِفِينَ وَيَسْدِلُ الْعَبَارَاتَ كَالْخَانِيْنَ وَيَحْتَرِئُ عَلَى الزِّيَادَةِ فِي مَوْضِعِ التَّقْلِيلِ وَالتَّقْلِيلِ فِي مَوْضِعِ الزِّيَادَةِ كَيْفَاوَ كَمَا وَيَنْقُلُ الْكَلْمَاتَ مِنْ مَعْنَى إِلَى مَعْنَى ظَلَمًا وَزُورًا مِنْ غَيْرِ وَجْدَ قَرِيبَةِ صَارَفَةِ الْيَهُودِ ثُمَّ يَأْخُذِي دِعَوَاتِ النَّاسِ إِلَى مُفْتَرِيَّاهُ كَالْخَادِعِينَ۔ وَمَا مَعْنَى الدِّجْلِ وَالدِّجَالَةِ الْأَهْذَا فَلِيفِكِرْ مِنْ كَانَ مِنَ الْمُفْكِرِينَ۔ اُور تجھے معلوم ہو کہ ظلم کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شے اپنے موقع سے انٹھا کر عمدًا غیر محل پر رکھی جائے۔ تراہ چھپ جاوے۔ اور استفادہ کا طریق بند ہو جاوے۔ اور چلے والوں پر بات ملتیس ہو جاوے۔ پس ظالم اُس کو کہیں گے جو محروم کا کام کرے اور خیانت پیشہ لوگوں کی طرح عمارتوں کو بدلادے اور جرأت کر کے کم کی جگہ زیادہ کرے اور زیادہ کی جگہ کم کر دیوے۔ کیا کیفیت کی رو سے اور کیا کیمیت کی رو سے او محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے کلموں کو ایک معنی سے دوسرے معنوں کی طرف لے جاوے۔ حالانکہ اُسکے فعل کیلئے کوئی ترقیہ مددگار نہ ہو۔ اور پھر اس بناء پر دھوکہ دینے والوں کی طرح لوگوں کو اپنی مفتریات کی طرف بلا شروع کرے اور دجالیت کے معنی بھر جاؤ کچھ نہیں۔ پس جو شخص فکر کر سکتا ہے اس میں فکر کرے۔“ (نور الحق حصہ اول (عربی) اشاعت فروردی ۱۸۹۳ء۔ روحانی خزانہ جلد ۸ صفحہ ۷۹)

- (۱) رانا صاحب! کیا آپ یا جماعت احمدیہ اس حقیقت کو جھٹا سکتی ہے کہ خلیفہ ثانی نے پیشگوئی مصلح موعود پر جھوٹے طور پر قبضہ نہیں کیا ہے؟
- (۲) کیا آپ یا جماعت احمدیہ اس حقیقت کو جھٹا سکتی ہے کہ خلیفہ ثانی نے یہ جھوٹا عویٰ کر کے اس پیشگوئی کی حقیقت کو افراد جماعت پر مشتبہ نہیں کیا ہے؟
- (۳) کیا آپ یا جماعت احمدیہ اس حقیقت کو جھٹا سکتی ہے کہ ان خاندانی خلافاء نے خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو چاہنا نے کیلئے جماعتی لٹریچر میں جگہ جگہ کی پیشی اور تحریف نہیں کی ہے؟
- (۴) کیا آپ یا جماعت احمدیہ اس حقیقت کو جھٹا سکتی ہے کہ خلیفہ ثانی نے اور آپکے جانشیوں نے اپنے زعم میں ایک نازیانہ (Nazi) نظام بنائیا۔ کہ آنے والے زکی غلام مسحی الزماں کا راستہ روکا نہیں ہے؟

(۵) کیا آپ یا جماعت احمدیہ اس حقیقت کو جھٹا سکتی ہے کہ خلیفہ ثانی نے ایک جبری نظام کیسا تھا افراد جماعت سے آزادی ضمیر چھین کر اور اُنکے سروں پر آخر اخراج اور مقاطعہ کی تلوار لٹکا کر انہیں یہ غمال نہیں بنایا ہے؟

اگر آپ یا کوئی اور فرد جماعت میرے ان سوالات کو غلط ثابت کر دے تو میں مغدرت کر کے اپنے یہ الفاظ واپس لے لوں گا اور ساتھ ہی ایک کثیر قلم بطور جرمانہ بھی ادا کروں گا۔ بصورت دیگر جب ان خاندانی خلافاء نے یہ سب جرام کیے ہیں تو پھر یہ خود بخود حضورؐ کے درج بالا فتویٰ کے نیچے آچکے ہیں۔۔۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے!؟؟؟

سوال نمبر ۷:- ”اگر حضرت مسح موعود صاف صاف حضرت محمودؓ کو مصلح موعود فرمادیتے تو جھگڑا کس بات کا تھا؟ پھر ایمان بالغیب اور مومنوں کی شناخت کس طرح ہوتی؟ پیشگوئیوں میں انھا کے پہلو اختیار کرنا۔ یہ تو سنت قدیمہ ہے۔ اگر صاف صاف پیشگوئیاں ہوتیں تو نیویوں کی مخالفت کون کرتا؟ آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ بشیر الدین محمود احمدی کی پیدائش کے بعد حضرت مسح موعودؓ نے کیوں نہ کہا۔ کہ یہی لڑکا مصلح موعود ہے۔ یہ تو اہل سنت کے ہی خلاف ہے۔ کہ وہ ایسے عظیم انسانوں کی کھلے لفظوں میں وضاحت کر دے۔ اور چونکہ حضرت مسح موعودؓ نے بھی وفات کے دن تک خدا سے خبر پا کر نہیں بتایا۔ کہ مصلح موعود کون ہے۔ اسی بنا پر تو حضرت خلیفہ ثانی

خاموش رہے۔ کہ جب حضورؐ کو خدا تعالیٰ نے وضاحت سے نہیں فرمایا۔ تو میں کون ہوتا ہوں بغیر خدا تعالیٰ کے اشارہ یا القایا خواب رویا کے دعویٰ مصلح موعود کر دوں؟ مفتری ہوتے تو پہلے ہی دن اعلان کر دیتے۔ مصلح موعود بننے کا شوق ہوتا تو جماعت کے بزرگوں کے اصرار پر ہی اعلان کر دیتے۔ یہی تو کردار ہے مصلح موعود کا کہ جب تک خدا تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔ آپ نے ہرگز اعلان نہ کیا؟“

جواب:- بظاہر تو آپ کے اس سوال کا جواب گذشتہ صفحات میں آچکا ہے لیکن ایک بار پھر میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کی یہ بات تو ٹھیک ہے کہ پیشگوئیوں میں ایک قسم کا آخفا ہوتا ہے اور اکثر ظاہر پرست رباني پیشگوئیوں سے دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں۔ یہ بات ہرگز نہ بھولیں کہ کسی الہامی پیشگوئی کا مصدقہ اللہ تعالیٰ بنایا کرتا ہے نہ کہ لوگ یا ہم (وہ جس پر الہامی پیشگوئی نازل ہوئی ہو)۔ ہم اپنی کسی الہامی پیشگوئی کے متعلق اپنی کوئی اجتہادی رائے تو ظاہر کر سکتا ہے لیکن وہ اسے کسی پرمنطبق نہیں کر سکتا۔ مثلاً ۲۰۱۸ء کی الہامی پیشگوئی حضرت بانی سلسلہ احمدی پر نازل ہوئی تھی۔ آپ نے اپنے فہم کے مطابق اس الہامی پیشگوئی کو پہلے بشیر احمد اول پر اور بعد میں اپنے چوتھا رکے صاحبزادہ مبارک احمد پر منطبق کرنا چاہا تھا لیکن دونوں دفعہ آپ کا اجتہاد خطا گیا۔ رانا صاحب! زکی غلام مسح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کی زندگی میں آپ کے ہاں نرینہ اولاد کا سلسہ منقطع کرنے کے بعد بھی زکی غلام مسح الزماں کی بشارات کا سلسہ جاری فرمائی قطعی فیصلہ فرمادیا تھا کہ اے میرے پیارے امام مہدی و مسح موعود! تیرا کوئی بھی جسمانی لڑکا اس الہامی پیشگوئی کا مصدقہ نہیں ہوگا۔ اس لیے اگر حضرت امام مہدی و مسح موعود اپنے لڑکوں بشیر احمد اول اور مبارک احمد کی طرح مرا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق بھی قطعی طور پر یہ رائے ظاہر فرمادیتے کہ یہ لڑکا مصلح موعود ہے۔ تب بھی جب اللہ تعالیٰ نے مرزا شیر الدین محمود احمد کی پیدائش کے بعد بھی زکی غلام مسح الزماں سے متعلق الہامی بشارات حضورؐ کی نرینہ اولاد کے اقطاع کے بعد بلکہ آپ کی وفات تک نازل فرما کر حضورؐ کے سب زندہ لڑکوں (بیشوں خلیفہ ثانی) کو الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے ہی باہر نکال دیا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کے بعد حضورؐ کے فرمانے اور خلیفہ ثانی کے حلفیہ دعویٰ مصلح موعود کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ رانا صاحب! یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے نا کہ کسی ایرے غیرے کا۔ امید ہے اب آپ کو بھی اور ہر سادہ دل احمدی کو بھی خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کی سمجھ آگئی ہوگی۔

سوال نمبر ۸:- ”اب تک آپ کے مانے والوں کی کتنی تعداد ہے۔ ان میں مسلم کتنے ہیں اور غیر مسلم کتنے؟“

جواب:- رانا صاحب! تمام افراد جماعت احمدیہ میرے مانے والے ہیں۔ اگر آج تک وہ میرے دعویٰ کے متعلق خاموش ہیں تو اسکی وجہ یہ نہیں کہ وہ میرے دعویٰ کو غلط سمجھتے ہیں بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان سب کو آپ کے نام نہاد خلفاء نے ایک جری نظام کیسا تھا آزادی ضمیر سے محروم کیا ہوا ہے۔ آپ آج اپنے خلیفہ سے کہیں کہ وہ ایم ٹی اے پر آ کر یہ اعلان کر دیں کہ اب سے ہر احمدی اپنی سوچ اور اپنے ایمان میں آزاد ہے۔ دوسرا یہ کہ جو وہ سوچے، جو وہ دیکھے، جو وہ سمجھے اسے دوسروں سے بھی بیان کرے اور اس پر نظام جماعت کوئی دخل نہیں دے گا۔ تیسرا یہ کہ اگر کوئی احمدی کسی دوسرے احمدی کاظمیہ یعنی کراؤ سے قبول کر لے تو نظام جماعت کا کوئی حق نہیں ہوگا کہ وہ اس پر کوئی دخل دے۔ اگر ایسا اعلان ایم ٹی۔ اے پر ہو جائے تو پھر گذشتہ سطور میں بیان کردہ لطیفہ کے مطابق تم دیکھنا کہ روئی صدر کی طرح جماعت احمدیہ ربوہ گروپ میں صرف آپ کے حضور اقدس ہی رہ جائیں گے۔ جس فرقہ (Community) میں نام نہاد سربراہوں نے لوگوں سے آزادی ضمیر کا حق ہی چھین لیا ہو۔ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ ایسی اسیر کمیونٹی میں سے کتنے لوگوں نے آپ کے دعویٰ کو قبول کیا ہے؟۔ رانا صاحب! جماعت احمدیہ ربوہ گروپ میں کیمونٹ (Communist) اور نازی (Nazi) نظاموں کی طرز کا ایک نظام جاری کر کے افراد جماعت کی یہ صورتحال بنادی گئی ہے کہ انہیں انفرادی طور پر کسی مدعی کے متعلق اپنی رائے دینے سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اگر ان اسیروں کو آزادی ضمیر حاصل ہوتی تو پھر آپ دیکھتے کہ میرے دعویٰ موعود کی غلام مسح الزماں کے متعلق ان کا در عمل کیا ہوتا؟ باقی آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ زکی غلام مسح الزماں رُوحانی اعتبار سے مثل مسح ابن مریم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے الہام میں ”مسیحی نفس“ قرار دیا ہے۔ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ حضرت مسح ابن مریم دوہزار سال پہلے جن بیوہ یوں میں ظاہر ہوئے تھے، انہیں اُس وقت کے یہودی خلفاء نے ایک نظام کیسا تھا یہ غمال بنایا ہوا تھا اور حضرت مسح اُنکی رہائی کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوئے تھے۔ آپ جانتے ہو گے کہ حضرت مسح ابن مریم کی آواز کوئی کر ان اسیر یہود یوں کا کیا در عمل تھا؟ وہ بیچارے یہودی خلیفہ اور نظام کے ڈر سے چھپتے پھرتے تھے۔ تو پھر ضرور ہے کہ زکی غلام مسح الزماں کو بھی دیسے ہی حالات و واقعات کا سامنا کرنا پڑے۔ اور آج مجھے بھی اسی مصیبت کا سامنا ہے کیونکہ اسیر اور مجبور احمدی جانتے بوجھتے ہوئے بھی بے لبس ہیں۔ آپ کو بھی معلوم ہونا چاہیے کہ زکی غلام کے آگے یہ مصائب کس نے کھڑے کیے ہیں اور مخصوص احمدیوں کو بے بس اور مجبور کس نے بنایا ہے؟ یہ وہی ہے جو جرس سے مصلح موعود بننا اور جس کو آپ ایسے نا عاقبت اندیش مصلح موعود بننا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن آپ گھبرا کیں نہیں کیونکہ ہم ہر روز اس دن کی طرف بڑھ رہے ہیں جس دن یہ مجبور اور بے بس احمدی آپ کے خلیفہ اور نظام سے پوچھیں گے کہ ہمیں بتاؤ کہ تم لوگوں نے ہمیں ایک صدی تک کس قصور کی سزا میں بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر کے بھیڑ کر دیاں بنائے رکھا؟ تاہم اطلاع عرض ہے کہ جس طرح بانے

سلسلہ نے فرمایا تھا کہ ”جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار“۔ اگرچہ ”نظام جماعت“ نے نیک روحوں کو اذیت میں بیتلار کھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ لیکن اس کے باوجود یہ اللہ تعالیٰ کا سراسر فضل و احسان ہے کہ جماعت میں نیک روحوں کا تسلسل موجود ہے اور وہ اپنی اسی سعادت کی وجہ سے رجوع کی طرف مائل بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

سوال نمبر ۹:- ”آج تک جو کلام الٰہی آپ پر بذریعہ وحی یا الہام اُترتا ہے۔ اسکے کچھ نمونے برآہ کرم آپ بچھ سکیں گے کہ نہیں؟“

جواب:- خاکسار گلذ شنیہ صفات میں ایک عظیم الشان الہامی دعا کا ذکر کر چکا ہے۔ ایک یہ الہامی منظوم دعا ہی ہزاروں الہاموں پر بھاری ہے۔ کیا یہ الہامی دعا آپ کیلئے بطور نمونہ کافی نہیں ہے۔ اگر کچھ زیادہ درکار ہے تو میرے مضا میں کا مطالعہ کرو۔ اگر آپ کی نیت نیک ہے اور آپ کو واقعی فائدہ اٹھانا مقصود ہے تو اس مضمون میں بھی آپ کیلئے بہت کچھ ہے۔

سوال نمبر ۱۰:- ”خدا تعالیٰ کے پیاروں کا سب سے گہر اتعلق خدا تعالیٰ کے کلام فرقان مجید سے ہوتا ہے۔ کیا آپ نے قرآن پاک کے کچھ حصہ کی تفسیر لکھی ہے؟؟“

جواب:- آپ نے قرآن کی تفسیر کے بارہ میں لکھا ہے، تو عرض ہے کہ میرا کام اعتراض برائے اعتراض نہیں۔ اور نہ ہی ہر طرز کا جواب طنزیہ انداز میں دینا مقصود ہے۔ کیونکہ میرے دعویٰ کا تعلق اصلاح سے ہے فساد سے نہیں۔ میں اپنے فرض کی ادائیگی کیلئے مقدور بھروسہ تمام ذرائع استعمال کرنے کی کوشش کرتا اور کر رہا ہوں جو اصلاح احوال کیلئے میرے معاون اور مددگار ہو سکتے ہیں۔ جیسے بانے سلسلہ احمد یہ نے فرمایا تھا کہ!۔ ”اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا بھی ہے۔“

تو میرا مدعای بھی ہے۔ کہ کوئی کسی ڈھب سے سمجھ جائے۔ اللہ اللہ خیر سلا۔ اب اگر میں آپ ہی کے اٹھائے ہوئے اس سوال کو آپ کے آگے رکھ دوں اور یہ پوچھوں کہ جسے آپ زکی غلام بھی کہتے ہیں حضور پاک بھی سمجھتے ہیں اور جو ہمارے جماعتی مونموں کا متفقہ اور بھاری انتخاب بھی ہے، انہوں نے اس وقت تک قرآن کی کتنی تفسیر لکھی ہے؟ یعنی جماعت کے موجودہ سربراہ مز اسمرو احمد صاحب خلیفہ غامس نے تو آپ کے پاس اس سوال کا کیا جواب ہوگا؟ موضوع ذکر کی مناسبت سے میں یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ خلیفہ ثانی کی جس تفسیر کی آپ بات کر رہے ہیں یا خلیفہ رائی کی جو تشریحات آپ کے مذکور ہیں۔ یہ ہر دو (۲) کا کوئی افرادی کارنامہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ اس سلسلہ میں بنائی گئی مکملیوں کا اصل کام تھا۔ ”حضور“ تو صرف اپنے نام کی مہریں اُن پر لگاتے تھے۔ (آپ نے اس ٹھمن میں کچھ عنان بھی ہوگا؟) میں یہ بھی نہیں کہنا چاہ رہا کہ خلیفہ ثانی یا رائی اس معاملہ میں بالکل کورے تھے۔ نہیں ایسی بات بھی نہیں۔ وہ ایک مذہبی جماعت کو لیڈ کر رہے تھے۔ اور ایک جہاندیدہ شخص کے طور پر وہ جانتے تھے کہ انہیں قرآن شریف کا بھی لازماً علم ہونا چاہیے۔ اور اس احساس نے اُنکے ہاں ایک دلچسپی اور رُجحان کو بھی جنم دیا ہوگا۔ لیکن یہ کہنا کہ مذکورہ کام سارے کا سارا اُنہی کا یاد ہرا تھا تو یہ اُن لوگوں کیسا تھبھی سخت اور صریح زیادتی ہوگی جو صح شام اس کام میں یعنی قرآن کے ترجمہ اور تفسیر اور تشریح کے سلسلہ میں خود کو وقف کیے ہوئے تھے۔ رہائی میری بات توجہ طرح آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کا چہرہ دکھایا اور جس طرح حضرت امام مہدی و مسیح موعود نے ہمیں آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کا چہرہ دکھایا۔ بعد نہیں ”مصلح موعود“ جماعت احمد یہ کو بانے سلسلہ احمد یہ کا وہ حقیقی چہرہ دکھانے کے کام پر مأمور کیا گیا ہے جو ایک آمرانہ نظام جماعت کی حد بندیوں اور پابندیوں میں دور کہیں گم ہو کر رہ گیا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ نظام نے اُسے گہنادیا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ تو اس سلسلہ مضمون میں جو کچھ میں لکھ رہا ہوں یا قلمی محاذا پر جو جہاد کر رہا ہوں وہ میرا سارا کام جماعت کے موجودہ حالات کے تناظر میں تفسیر یہی کے ٹھمن میں آتا ہے۔ اور میرا یہ کام قرآن وحدیث اور خود بانے سلسلہ احمد یہ کی تعلیمات کے دائرہ سے باہر نہیں۔ کیا آپ میرے اس سارے کام کو جو کہ اپنے وقت پر ہو رہا ہے تفسیر سے تعبیر نہیں کرتے؟ خصوصاً ”مصلح موعود“ کے معاملہ میں جماعت کے اندر جو (غلط) تفسیر پیش کی گئی اور پچھلائی گئی اور بزرور اُسے احباب جماعت کے عقائد میں داخل بھی کیا گیا۔۔۔۔ آخر یہ سارے پردے کس طرح چاک ہونے تھے؟ اور کس نے کرنے تھے؟ اور اُسکی بات میں طاقت اور زور کہاں سے آنا تھا؟ یقیناً قرآن سے۔ ہاں اگر آپ کی مراد معروف معنوں میں قرآن شریف کی تفسیر سے ہے تو انشاء اللہ اس کام کی بھی جب اللہ تعالیٰ توفیق دے گا تو پسروں کو کہاں سے آنا تھا؟ اس کام کا مکمل تفسیر میں قرآن شریف کی تفسیر سے ہے تو تعالیٰ مجھے دین اسلام کی ہر رنگ اور ہر پہلو سے مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین للہم آمین۔

اب آپ کے کچھ دیگر اعتراضات

آپ اپنے خط کے آغاز میں صفحہ نمبر اکثر ورع میں لکھتے ہیں:-

”معاف رکھنا۔ میں نے آپ کو ایک جذباتی انسان پایا ہے۔ اور اگر کوئی شخص آپ پر کوئی اعتراض کرتا ہے۔ یا آپ کے خلاف کوئی ادنیٰ اسی ترش بات کر دیتا ہے۔ تو آپ اپنے آپ سے

باہر ہو جاتے ہیں۔ آپ کا مقام آخر مصلح موعود کا ہے۔ تو آپ کو حوصلہ اور بردباری اور تحمل سے بات کرنی چاہیے۔ سچا آدمی گھبراۓ گھبراۓ معلوم ہوتے ہیں۔“ رانا صاحب! آپ نے میرے بارہ میں یہ تاثر قائم کیا ہے کہ میں غصہ میں بھرا ہوا (کلا) ہوں۔ اس موضوع پر آپ کا نقطہ نظر پڑھتے ہوئے مجھے یوں لگا جیسے آپ کا ذوق اور آپ کی ”معرفت“ میرے بارہ میں کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی مگر آپ کچھ کہنے کیسا تھا کچھ کہتے رہ بھی گئے ہیں۔ واللہ عالم بالصواب۔ اگر آپ ایسا کرتے تو میری بانے سلسلہ احمد یہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود گیسا تھا ایک اور نسبت کی آپ کے قلم سے تصدیق ہو جاتی۔ بہر حال سچائی بالآخر انہ آپ منوالیتی ہے۔ آپ نے غصہ والی بات نہ جانے کس مفہوم اور کس سیاق و سبق اور کس بین منظور میں بیان کی ہے یا آپ بہتر جانتے ہیں یا اللہ تعالیٰ۔ اگر آپ کھل کر بات کرتے تو تحریر و تقریر میں کس طرح کی تلخی ہے تو زیادہ بہتر ہوتا؟ تاہم اس بارہ میں میرا جواب یہ ہے کہ خلیفہ راشد حضرت عمرؓ کے کسی نے دریافت کیا کہ قبل از اسلام آپ میں غصہ بہت تھا کیا اب بھی ہے؟ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں غصہ تواب بھی ہے مگر اس کا استعمال اپنے محل پر ہوتا ہے۔ یعنی اب جا بے جا غصہ نہیں آتا بلکہ اپنے اصل اور جائز مقام پر آتا ہے۔ مقام حیرت ہے آپ جیسا شخص جو بفضل اللہ تعالیٰ زندگی کی بہت ساری بہاریں دیکھ پڑکا (اور میری دعا ہے آپ جماعت احمد یہ پر آئیوں ایک وہ بہار بھی دیکھیں جس کا تعلق مستقبل قریب سے ہے۔ عقائد کی درستگی سے ہے۔ ذرا کھللفاظوں میں پیشگوئی ”مصلح موعود“ سے ہے) اور زمانے کا گرم و مرد چشمیدہ دکھائی دیتا ہے اور اپنا بھی ایک اصلاحی ایجنسڈ رکھتا ہے وہ اس بات کو بھی نہیں سمجھ سکا کہ عیسائیت حضرت عیسیٰؑ کو خدا یا خدا کا بیٹا بناتی ہے اور انہیں زندہ آسمان پر پہنچانے اور بٹھانے کی باتیں غیرہ کرتی ہے تو بانے سلسلہ احمد یہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود جن کے قلم کو اللہ تعالیٰ نے ”ذوق فقار علی“ اور خود جنہیں ”سلطان اقلم“ کا خطاب عطا فرمایا تھا اور وہ فی ذاتِ حسن و احسان کی ایک نظر بھی تھا مگر جب عیسائیت کے ان بودے عقائد کی بات ہوتی تو آپ کا قلم کس طرح شعلہ بار ہو جاتا۔ آپ کے لب ولہج میں اور تحریر و تقریر میں تلخی کا عضر جھلنکے اور چھلنکے لگتا۔

سوال پیدا ہوتا ہے آخر کیوں؟ آج جماعت احمد یہ کو عہدے داروں کی فوج فلفرموج کے حوالہ کر کے جس طرح مخلوق پرستی کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ ”خلیفہ“ کو خدا بنا دیا گیا ہے۔ اور احمد یوں سے عزت نفس کے احساس سمیت سب کچھ چھین لیا گیا ہے۔ اُن کے عہد اسیری اور غلامی کو (اپنے تیس) پختہ ترکر دیا گیا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بانے سلسلہ احمد یہ جو مسلمانوں کیلئے بطور امام مہدی، عیسائیوں کیلئے بطور مسیح اور ہندوؤں کیلئے بطور اوتار کے آئے تھے اُنکی تعلیمات کو بھی اپنے خاندانی مفادات کے تابع کر کے ایک وسیع پیغام کو مدد و کردیا گیا ہے اور آپ پھر بھی میرے غصہ پر مفترض ہیں۔ یہ جوش و روز ہمارے سامنے تماشہ ہو رہا ہے، کیا اسے دیکھتے ہوئے مجھے بجائے غصہ کے پیار آئے؟ کیا آپ نے کبھی کسی احمدی کو ”پھرول“ کے دیکھا ہے؟ حیرت ہے آپ پر۔ حیرت۔ کمال حیرت۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ کیا آپ میرے بارہ میں بھی سمجھتے اور مگان کرتے ہیں کہ مجھے بھی صرف بہتی لگتا سے ہاتھ دھونے چاہیے؟ اور ہر وقت بجائے خدا کے ”حضور“ کی اور ”نظام“ کی خوشنودی کا خیال رکھنا چاہیے؟ حضور سے خوشنودی کے ”سرٹیفیکٹ“ لینے چاہیے؟ اور پھر اُنکے بل بوتے پرچھوٹا موتا ”خدا“ بن کر ”سلسلے کی خدمت“ کرنی چاہیے۔۔۔ اور پھر، ”چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی؟“ کیا آپ کو نظر نہیں آتا کہ آج جماعت احمد یہ کی غالب ترین اکثریت بجائے قرآن کے، جماعتی نظام کے اور نظام سے وابستہ عہدیداروں اور افسروں کے گرد گھوم رہی ہے۔ جبکہ بانے سلسلہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود نے تو یہ فرمایا تھا کہ ۔۔۔ دل میں بھی ہے ہر دم تیر صاحیہ چوموں قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

ایک وقت تھا کہ پاکستان میں یادیا کے کسی حصے میں جہاں کہیں ایک احمدی کو دوسرے احمدی کی خبر ہوتی تو دل میں اُس سے ملنے کی تڑپ پیدا ہو جاتی۔ ایک اشتیاق جاگ اٹھتا۔ یعنی اس حد تک ہم احمد یوں میں باہمی انخوٹ پائی جاتی تھی۔ مگر آج اسی ”نظام جماعت“ کی بدولت یا اس کی ”برکت“ سے ہماری باہمی محبت اور انخوٹ مخالفت بلکہ بعض حالات میں تو دشمنی تک میں بدل گئی۔ اور بدلتی چلی جا رہی ہے۔ ہمارے اس ”دینی نظام“ نے ماں باپ بہن بھائی دوست احباب عزیز واقارب حتیٰ کہ میاں بیوی اور بچوں تک میں دور یاں پیدا کرنے کی مکمل ”صلاحیت“ حاصل کر لی ہے۔ اور بوقت ضرورت ہمارا یہ نظام اپنی اس ”صلاحیت“ کا خوب کھل کر مظاہرہ بھی کرتا ہے۔ اور یوں بقول شاعر ”جو کوئے یار سے نکل تو سوئے دار چلے“ والا مضمون اپنی پوری شان کیسا تھا صادق آنے لگتا ہے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ اب ہر احمدی (خصوصاً ”باجز“ احمدی) ایک دوسرے سے محتاط اور ڈرا سہا نظر آتا ہے۔ مبادا کوئی اقتدار نہ آن پڑے۔ محترم رانا صاحب! کیا آپ اسی ”نظام جماعت“ اور ”نظام خلافت“ کی وکالت کر رہے ہیں؟ اور جب میں نظام جماعت کے اس تکلیف وہ روئے پر تقدیر کرتا ہوں تو پھر آپ میری اس اظہار ناراضگی پر بھی مفترض ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؐ نے فرمایا تھا کہ انسان گویا برف کا تاجر ہے۔ میں اس موضوع کو نہیں کے اس ارشاد پر ختم کرتا ہوں۔ ”اس لیے انسان کو لازم ہے کہ اپنے وقت کی قدر کرے اور عمر کو غنیمت سمجھے اور تھوڑے سے دنوں میں جو اس کوں گئے ہیں مولا کریم سے ایسا معاملہ کرے کہ اُن کے گزر نے پر اُس کو عظیم الشان آرام گاہ حاصل ہو۔“ (خطبات نور صفحہ ۷۲)

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۳ کے آخر میں لکھتے ہیں:-

”اُسکی ذہانت و فہم کا زندہ ثبوت ”ربوہ“ کا قیام ہے۔ وادی ذرع مکہ شریف ثانی ہے۔ جہاں گھاس تک نہ تھی۔ نہ پانی نہ آبادی۔ بھی صورت حال ربوبہ کی تھی۔ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا (آپ خود بھی اسکے شاہد ہیں) ۱۹۲۳ء کے بعد قوم احمد بکھر گئی تھی۔ کوئی مرکز نہ تھا۔ کوئی پر سان حال نہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ابراہیم کا نام بھی دیا گیا ہے۔ چنانچہ ابراہیم کا بیٹا اور ماں وادی غیر ذی زرع میں گئے۔ جہاں پانی نہ تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کے پاؤں کے نیچے پانی بہادر یا۔ اور وہاں مکہ آباد ہوا۔ اور مکہ اسلام کا مرکز بن گیا۔ اور وہاں سے اسلام ساری دنیا میں پھیل گیا۔ اب ابراہیم ثانی کے بیٹے بھی اپنی ماں کے ساتھ اس دوسری وادی غیر ذی زرع میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے آئے۔ پانی نہیں تھا۔ دعا کے نتیجہ میں الہام ہوا۔ ”جاتے ہوئے جناب کی تقدیر نے جناب کے پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہادر یا۔“ (الہام حضرت مصلح موعودؓ)

جناب رانا صاحب! آپ نے سرز میں ربوبہ کے غیر ذی زرع ہونے اور پھر اسکے سر بزرو شاداب اور آباد ہونے کو ”مصلح موعودؓ“ کی صداقت کا ایک نشان قرار دیا ہے۔ اور اپنے انہی مزعمہ خیالات کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرنے کیلئے مکہ مکرمہ اور حضرت اسماعیلؑ کی مثال کو بطور اسناد کے پیش کیا ہے! ۔ جو چاہے آپ کا حسن کر شہزاد کرے میں جانتا ہوں اور جیسا کہ آپ کے خط اور سوچ سے بھی ظاہر ہے کہ جماعت میں ہر دو (۲) کو ایک دوسرے کا ہم پلہ قرار دینے کا رجحان موجود رہا ہے۔ اور اگر کوئی ذاتی طور پر اپنے عقیدت اور اعتقاد کی بات کرتا ہے تو بھلا مجھے یا کسی دوسرے کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ اس سے حقیقت تو نہیں بدی جا سکتی؟ تاہم اس ضمن میں یہ عرض کرتا چلوں کہ اب اس قسم کی باتیں یا قصے کہانیاں آہستہ آہستہ دم توڑتی چلی جا رہی ہیں۔ حقیقت کی چنان سے گلگرا کر اپنا وجود کھوچی ہیں۔ اس نام نہاد تصور کی میں آگے چل کر قلیٰ کھولنے کی کوشش کروں گا انشاء اللہ کہ کس طرح قبل از وقت کیے گئے ایک دعویٰ (مصلح موعودؓ) کو جرسے، چلا کی سے، تحریر اور تقریر سے سچ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی اور کس طرح خود ساختہ اور من گھڑت نشانیوں کو باون (۵۲) تک پہنچایا گیا۔ بھلا یہ فہرست اتنی بھی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بانے سلسلہ احمد یہ حضرت امام مہدی دستیح موعودؓ نے تو سچائی کی بابت ”اک نشان“ پر اتفاق کرنے کو ہی کافی قرار دیا ہے۔ یعنی ۔ اک نشان کافی ہے گرہل میں ہو خوف کر دگار

کیانیاں کی اتنی طویل فہرست کا مقصد پیشگوئی ”مصلح موعودؓ“ کے حقیقی مصدقاق کی راہ میں ایک مزاحمتی دیوار کھڑی کرنا تھا؟ کوہ جب آئے لوگ (خصوصاً احمدی) اُس میں باون (۵۲) نشانیاں ڈھونڈتے پھریں؟ اور یوں۔ ”نہ نومن تیل ہو گانہ را دھانا پے گی۔“ نہ نشانیاں پوری ہوں گی اور نہ ہی اس سبب سے پا رنے والے کی پا رکو کوئی سُٹے گا۔ توجہ دے گا۔ انا اللہ وانا الیٰ راجعون۔ حضرت امام مہدی دستیح موعودؓ ایک مباثعہ کا احوال بناتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے یہ نہیں استعمال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدفن اور حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔ یہ نہیں تمہارے لیے مفید ہوا یا مضر۔ اس سوال کا جواب تم خود ہی سوچ لو۔ ایک لاکھ کے قریب لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔ ہر قوم اور ہر فرقے میں سے سید، مغل، پٹھان، قریشی وغیرہ۔ یہ تو حضرت عیسیٰؑ کو بار بار زندہ کہنے کا نتیجہ ہے۔ مگر اب دوسرے نہیں ہم بتاتے ہیں وہ استعمال کر کے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو (جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فعلی شہادت دی دی) وفات شدہ مان لو۔“ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۰)

بعینہ رانا صاحب! جماعت نے مسلسل ۱۹۲۳ء سے یعنی گزشتہ ۲۳ سالوں سے بلکہ ایک لاحاظے سے اس سے بھی اور پر خلینہ ثانی کو ”مصلح موعودؓ“ ثابت کرنے کا نہیں استعمال کیا ہے۔ اور آپ نے اس کا نتیجہ بھی دیکھ لیا کہ داخلی سطح پر احباب جماعت کی کیا حالات ہے؟ باعتبار مجموعی ایک جر کی کیفیت ہر سو ہیلی ہوئی ہے۔ جھوٹ منافقت کا چلن عام ہے۔ عہدیداروں کے ہاں روئی اخلاق ہے۔ دنیاداری کا غلبہ ہے۔ دینی اور روحانی قدریں زوال پذیر ہیں۔ باہمی اخوت اور انسانی ہمدردی کا تیزی سے جنازہ نکلتا جا رہا ہے۔ اور تو اور اب آپ اس قسم کے اعلانات اور خبریں بھی ٹھنڈے ہیں کہ احمدی احباب خود جماعت چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اور ایسے احمدی بھی ہیں جو ”تیگ آمد بیگ آمد“ کے مصدقاق بانے سلسلہ پر ہی چڑھ دوڑے ہیں۔ رانا صاحب! مجھے بتاؤ آخر ایسا کس سبب سے ہے؟ میں آپ سے واشکاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ ایسا قبل از وقت کے گئے ایک غلط دعویٰ کو جماعتی سطح پر مسلسل تحفظ فراہم کرنے سے ہے۔ پیشگوئی ”مصلح موعودؓ“ کو اسکے اصل مقام اور محل سے اٹھا کر ایک دوسری جگہ چسپاں کرنے سے ہے۔ لہذا اب آپ یہ دوسرے نہیں بھی استعمال کر کے دیکھیں جو میں کہہ رہا ہوں کہ اسی میں اسلام اور احمدیت کی خیر خواہی ہے۔

محترم رانا صاحب! میری آپ سے یہی درخواست ہے کہ آپ نے ایک مدت ۔۔۔ سے خلینہ ثانی کو ”مصلح موعودؓ“ ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ہے۔ اب اس سے ہٹ کر بھی ذرا سوچیں اور غور کریں اور پھر اپنا قلم چلانیں۔ یعنی اس بات پر جو میں اب کہہ رہا ہوں۔ یہ کوئی مورثی جائیداد کا جھگڑا یا اسکے مثوا رے کی بات نہیں۔ بلکہ ایک علمی بات اور علمی موضوع ہے اور اس کا تعلق برآ راست جماعت احمدیہ کے بہتر مسئلہ قابل سے ہے۔ غلطیاں بھی انسان ہی کرتے ہیں اور جتہادی غلطیاں ہو بھی جایا کرتی ہیں۔ یہ کوئی بڑی یا

اچنہ بھے کی بات نہیں۔ نامناسب اور ناروا بات ایسی غلطیوں پر مسلسل اصرار ہے۔ بنے سلسلہ احمد یہ کے پیروکاروں کا کم از کم اس قسم کا روئینہیں ہونا چاہیے۔ یا تو پھر ہم بنے سلسلہ کو مانتے ہی نہ اور اگر مان لیا ہے تو پھر مقابلتاً اس کا اثر بھی ہم میں زیادہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہم اس اضافی علمی مائدے کے وارث بنائے گئے ہیں جو آپ ہمارے درمیان چھوڑ گئے ہیں۔ اس لیے سوچیں اور بار بار سوچیں اور رواتی فکر کی جگہ بندیوں سے آزاد ہو کر سوچیں۔ آپ نے میری طرف اپنی رائے لکھ کر بھیج دی۔ میں نے پڑھ لی۔ اور وہ نے بھی پڑھ لی۔ اسی طرح میں نے اس کا جواب لکھا، اور اس موضوع پر مسلسل لکھتا چلا جا رہا ہوں۔ اور میری یہ فکری اور علمی کدو کاوش (اور میرا دعویٰ) نہ آپ سے پوچھا ہے اور نہ دوسرا قارئِ میں کرام سے۔ مگر ہم کسی نتیجہ پر نہیں پہنچتے۔ تو پھر اس قسم کے مجاہلوں کا فائدہ؟؟؟

محترم رانا صاحب! آپ رواتی سوچ کیسا تھا جلدی میں کوئی رائے قائم نہ کریں۔ اسی ضمن میں بنے سلسلہ احمد یہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود نے فرمایا ہے:-
”حقیقت میں جو شخص جلدی رائے قائم کر لیتا ہے۔ وہ دوسروں کو بھی ابتلاء میں ڈالتا ہے۔ پس خلاف واقعہ رائے ظاہر کرنا خون کرنے کے برابر ہے۔ بہت باقی ایسی ہوتی ہیں کہ جوں جوں انسان ان پر زیادہ غور کرتا ہے، اسی قدر نتیجہ عمدہ نظر آتا ہے۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۲۵)

اگر آپ نے ربوہ بمقابلہ مکرمہ اور مرزابشیر الدین محمود احمد بمقابلہ حضرت اسماعیلؑ کے معاملہ میں بھی زیادہ غور کیا ہوتا تو اس حوالے سے بھی حقیقت آپ پر بخوبی کھل جاتی۔ یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ میرا مقصد ہرگز ہرگز کسی کی مخالفت نہیں۔ بلکہ حقیقت حال کا اظہار مقصود ہے۔ بھلا میں ربوہ یا خلیفہ ثانی کی مخالفت کیوں کروں؟ ربوہ تک میرا شہر رہا ہے۔ اور اب بھی ہے۔ شروع زندگی کی میری ساری یادیں اُس شہر سے اور اُسکے مضافات سے وابستہ ہیں۔ پھر اسی طرح خلیفہ ثانی جس طرح دوسری ساری جماعت کے روحانی پیشووا رہے ہیں اسی طرح میرے بھی تھے۔ بلکہ بعد میں آنیوالے خلفاء بھی۔ اس لیے ناجائز ضد اور تعصب کی بات نہیں بلکہ قریب قریب ایسی ہی بات ہے جیسا کہ بنے سلسلہ احمد یہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کو درپیش تھی کہ ایک وقت تک آپ عالم اسلام کے اس عمومی عقیدے کے ہم خیال تھے کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ مگر جب آپ پر اللہ تعالیٰ نے ”حیاتِ مسیح“ کی حقیقت کھول دی تو پھر آپ ایک منٹ بھی اپنے پرانے عقیدے پر نہیں ٹھہرے۔۔۔

اور اب پہلے ربوہ

ہمارا یہ لیسہ رہا ہے کہ مسلسل چالاکیوں کے تسلسل میں احباب جماعت احمد یہ کو اس قدر فریب پر فریب دیئے اور سبز باغ دکھائے گئے کہ بہت ساری چیزوں کی حقیقت انکی نظر وہ سے بالکل اُجھل ہو کر رہ گئی۔ مثلاً ۱۹۲۴ء میں جو ”دعویٰ مصلح موعود“ کیا گیا تھا اسے بھی اسی تسلسل میں صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ دیکھیں حضور کی برکت سے ایک بے آب و گیاہ وادی کس طرح گل و گلزار ہو گئی۔ اور گویا یہ بھی خلیفہ ثانی کے دعویٰ کی صفائی کا ایک نشان بن گیا۔ اور یوں حضرت اسماعیلؑ کیسا تھے بھی ایک مناسبت پیدا کر دی گئی۔ میں اس موضوع پر لکھنے لگوں تو بات بھی ہو جائے گی۔ مختصر ایہ کہ خلیفہ ثانی جو کہ دنیوی نقطہ نظر سے فی الواقعی ایک ذہین و فہیم شخص تھے۔ انہوں نے اپنے عہد خلافت میں بہت سارے ایسے کام کیے جن کا مطلب اور خلاصہ احباب جماعت کو ”کوہہ کا بیل“ بنائے رکھنا تھا (تاکہ اُنکی آزادانہ سوچ سمجھنے کی صلاحیتیں ہمیشہ کیلئے دم توڑ دیں۔ اور آپ نے دیکھا کہ بالآخر ایسا ہی ہوا۔ جن احمدیوں سے یہ ”بھاری پتھر“ نہ اٹھایا گیا انہیں ”جرم ضعیف“ کی سزا کے طور پر ”شعب ابی طالب“ میں دھکیل دیا گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کیا وہ اپنے بزرگ باتے سلسلہ احمد یہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کو مانے والے نہیں تھے؟ کیا اپنی رائے رکھنا بھی کوئی جرم ہے؟ کیا اسلام ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا؟) اور یہ اسی حکمت عملی کا شاخانہ تھا کہ جب ۱۹۳۴ء میں احباب جماعت احمد یہ (دیگر مہاجرین کی طرح) آگ اور خون کا دریا عبور کر کے نوازد ملک پاکستان پہنچنے تو انہیں ایک اور عذاب کا سامنا تھا۔

بقول شاعر۔ ایک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو۔ میں ایک دریا کے پار اُتراتو میں نے دیکھا

جس جگہ کوآپ کہہ کا ہم پلہ قرار دے رہے ہیں اس میں ہم نے زبردستی یادانستہ مناسبت کے پہلو تلاش کیے تھے۔ ہمیں یہاں کوئی چھوڑ کر نہیں گیا تھا، بلکہ ہم نے یہاں اپنی مرضی سے اپنی بستی بسائی تھی۔ اور کراون لینڈا یکٹ کے تحت نہایت ارزاز نزخوں میں یہ جگہ خریدار اپنی پسندنا پسند کے معاملہ میں آزاد ہوتا ہے جیسے ہم اپنا گھر بنانے کیلئے بھی جب پلات خریدتے ہیں تو اپنی سہلوں توں اور ضرورتوں اور خواہشوں کو مد نظر رکھتے ہیں۔ غیرہ۔ علاوه ازیں یہاں سے لاہور اور قادیان بھی دُور نہیں تھے۔ دریائے چناب بھی اُسکے کناروں پر بہتا تھا۔ اور پھر یہ کہ اُسکے ارد گرد جہالت بھی بہت تھی جو ”ذہین و فہیم“ لوگوں کی حکمرانی کیلئے یا اُنکی ایسی کسی بھی دلی خواہش کی تکمیل کیلئے نسبتاً آسانی سے رستہ فراہم کر دیتی ہے۔۔۔ جبکہ جس مقدس اور مکرم خطہ میں کیسا تھا آپ ربوہ کو ملار ہے ہیں اُسکی بنیاد ایک ضعیف العمر باب کی آزمائش پر رکھی گئی تھی۔ اور اُسکے پیچھے انسانی زندگی کا ایک پورے کا پورا فلسفہ کا فرماتھا۔ جو آج ہمارے سامنے ہے۔ پھر یہ کہ اُس غیرہ ذی زرع وادی میں تو حضرت اسماعیلؑ کے ایڑیاں رکٹنے سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا تھا اور اُس پانی کو یعنی آب زم زم کو آج بھی دنیا بھر کے مسلمان بطور تبرک کے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں جبکہ الہمیانِ ربوہ گزشتہ قریب سانچھ (۲۰) سال سے پانی کی بوند بوند کے محتاج ہیں۔

اور آج بھی انکا پانی باہر یاد ریا سے آتا ہے کہ مقامی پانی سخت نمکین ہے۔ اور گرمیوں میں پانی کی ضرورت پوری کرنے کیلئے احباب جماعت ایڑیاں رگڑتے نظر آتے ہیں۔ اور اپر سے آپ نے خلیفہ ثانی صاحب کا یہ الہام لکھا ہے۔ ”جاتے ہوئے جناب کی تقدیر نے جناب کے پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہادیا۔“

جناب رانا صاحب! اگر بودہ کا یہ پانی کسی الہام کے نتیجہ میں نکلا تھا تو اسے کم از کم میٹھا تو ہونا چاہیے تھا۔ رہ گئی ہر دو (۲) شخصیات کے موازنے کی بات تو اس بارہ میں مختصر اعرض یہ ہے کہ آپ نے قرآن شریف کی سورۃ الصفات میں عظیم الشان باب پ میٹے یعنی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کا مکالمہ ضرور پڑھا ہوگا:-

فَلَمَّا أَبْلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَنْهَا إِذْ أَرَى فِي الْمَتَامِ أَيُّ أَذْبَحَكَ فَإِنْظُرْ مَاذَا تَرَى سَطْرٌ مَّا تُؤْمِنُ مَسْتَجِدٌ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ.
فَلَمَّا آتَسْلَمَ وَتَلَّهُ لِلْجَبَّيْنِ وَتَادِيْنَهُ أَنْ يَلْبِرَهِيْمُ قَدْ صَدَقَتِ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجِيْرِ الْمُحْسِنِيْنَ إِنَّ هَذَا لَهُ الْبَلُوُ الْبَيْنِيْنَ وَفَدَيْنَهُ بِذِنْجَ عَظِيْمٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِيْنِ الْأَخْرِيْنِ سَلَمٌ عَلَيْ إِبْرَاهِيْمَ كَذَلِكَ نَجِيْرِ الْمُحْسِنِيْنَ إِنَّهُ مِنْ عَبَادَنَا الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ الصفات آیات: ۱۰۳ تا ۱۱۲)

ترجمہ۔ پھر جب وہڑکا اُسکے ساتھ تیز چلنے کے قابل ہو گیا تو اس (ابراہیم) نے کہا! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس توفیلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے۔ (اس وقت میٹے نے) کہا اے میرے باب پ جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے، وہی کرتوا نشاء اللہ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔ پھر جب وہ دونوں فرمانبرداری پر آمادہ ہو گئے اور اس (یعنی باب) نے اس (یعنی باب) کو ما تھے کے بل گرالیا۔ اور ہم نے اس (یعنی ابراہیم) کو پکار کر کہا، اے ابراہیم! تو اپنی روپا پوری کر چکا، ہم اسی طرح محسنوں کو بدل دیا کرتے ہیں۔ یہ یقیناً ایک کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے اس (یعنی اسماعیل) کا فردی ایک بڑی قربانی کے ذریعہ سے دیدیا۔ اور بعد میں آنیوالی قوموں میں اسکا نیک ذکر باقی رکھا۔ ابراہیم پر سلامتی نازل ہوتی رہے۔ ہم محسنوں کو اسی طرح بدل دیا کرتے ہیں۔ وہ یقیناً ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

جناب رانا صاحب! آپ نے اس مفہوم کی حدیث شریف بھی ضرور پڑھی ہوگی کہ جب ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا رسول اللہ ﷺ میرے لیے سب سے اپنے سلوک کا مستحق کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اُس نے پھر پوچھا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا تیری ماں۔ اُس نے تیری دفعہ دریافت کیا تو پھر کون آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا یعنی تیری ماں۔ پوچھی دفعہ جب اس صحابی نے رسول ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تیری ابا۔ آؤ ذرا ماضی کے درپیوں میں جھاٹک کر دیکھیں کہ آپ یا جماعت جس شخص کو ”مصلح موعود“ اور ”ول کا حلیم“، ”قرادیتی چلی آرہی ہے اُس نے (تمام احمدی تور ہے ایک طرف) اپنی ماں کی ایک خواہش کا احترام کس طرح کیا۔۔۔؟

حضرت اماں جان کی وصیت تدفین کیلئے۔۔۔ قادیان کیلئے آپ کی تڑپ

”حضرت اماں جان کو قادیان سے بے حد محبت تھی۔ جب قادیان سے بھرت کرنی پڑی تو حضرت اماں جان بہت بے چین اور یقین رتحیں انکی یہ کیفیت دیکھ کر حضرت سیدہ نواف مبارکہ بیگم صاحبہ کو وہ آنیوالے تین امتحان یاد آگئے جن کے متعلق حضرت مسیح موعود نے حضرت اماں جان کو بتایا تھا۔۔۔ آپ تحریر کرتی ہیں کہ ”حضرت اماں جان نے حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد فرمایا تین امتحانوں میں سے دو ہو گئے ایک باقی ہے۔۔۔ پارٹیشن کے وقت جب قادیان چھوڑنا پڑا اس وقت اماں جان کی تڑپ اور صدمہ دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ تیرا امتحان یہ تھا۔۔۔ بیاری میں حضرت بھائی صاحب جب پاس آتے تو آپ ان سے کہتیں میاں دیکھو مجھے قادیان ضرور پہنچانا بہشتی مقبرے میں۔ بڑے بھائی صاحب کی آنکھیں تر ہو جاتیں اور کمرے سے نکل جاتے یہ حالات یہ تڑپ دیکھ کر۔“ (ب俎ءا اللہ ضلیع لاہور صفحہ ۲۴۸ بحوالہ الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۵۲)

ایک اور مضمون میں حضرت سیدہ نواف مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔

”جس مقام میں آخری آرام کرنے کیلئے آپ کی روح چالیس سال تڑپ سے انتظار کرتی رہی اور دل جس زمین کو دیکھ کر بے قرار ہوتا رہا۔ اس میں آپ کے جسد مبارک کا، فی الحال رکھا جانا تقدیر الہی کے مطابق نہ تھا۔ دل بے چین ہو جاتا تھا جب یاد کرتی ہوں کہ قادیان سے آنے کا صدمہ بھی صبر تھا۔ سے برداشت کر جانے والی میری اماں جان کس بے قراری سے وہاں سے آ کر بار بار کہا کرتی تھیں کہ مجھے قادیان ضرور پہنچانا یہاں نہ رکھ لینا (یعنی بعد وفات) اگر کوئی گھر اہٹ ظاہر ادیکھی تو بس ایک اسی بات کیلئے سخت کر ب پیدا ہوتا ہے اس خیال سے کہ یہ آرزو حضرت اماں جان کی پورا نہ ہونا اور ان کا بھرت میں داغ جدائی دینا۔ بیشک پیشگوئی کے مطابق ہوا۔ مگر کہیں ہم لوگوں کی شامت اعمال تو اس وقت کو نزدیک نہیں کھلتی تھیں۔ یہی منشاء الہی تھا اور ضرور تھا جو ہونا تھا وہ ہوا۔ مگر اب خدا تعالیٰ وہ دن بھی جلد لائے کہ اماں جان کی تمنا کو پورا کر نیوالے آپ لوگ بنیں اور ہم سب حضرت اماں جان کو ان کے اصل مقام میں لے جائیں جس طرح جانا ان کے شایان شان ہے۔“ (ب俎ءا اللہ ضلیع لاہور صفحہ ۲۴۹ بحوالہ الفضل ۱۹۵۲ء)

حضرت امام جان کے قادیان دفن نہ ہونے کی وجہ

”حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جان کی ربوہ میں وفات ہوئی تو حضور کی خواہش تھی کہ انہیں ان کے خداوند حضرت مسیح موعود کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ میں ان دونوں لاہور میں معین تھا حضور کا ارشاد موصول ہوا کہ اس سلسلہ میں انہیں ہائی کمشن سے رابطہ کیا جائے۔ میری درخواست پر انہیں ہائی کمشن نے دہلی سے رابطہ کیا اور بتایا کہ ہندوستان کی گورنمنٹ نے خاص کیس کے طور پر اس کی اجازت دیدی ہے لیکن یہ شرط لگائی کہ اس غرض کیلئے بیس سے زائد عزیزوں یا دیگر اصحاب کو ویز نہیں دینے جاسکتے۔ حضرت مصلح موعود نے یہ پیشکش اس وجہ سے مسترد کر دی کہ حضرت امام جان کی حیثیت کے پیش نظر کم از کم دل ہزار احمدی میت کیسا تھا جانے ضروری ہیں۔“ (الحمد لله صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳۹ جو کہ مہانہ انصار اللہ فروری ۲۰۰۰ء)

اب اس واقعے کا راوی میں نہیں بلکہ جماعت ہے۔ حضرت امام جان کی بیٹی ہے، پوتا ہے۔ آپ مجھے بتائیں ماں کی اس آخری خواہش کی تجھیں میں کیا امر مانع تھا؟ جبکہ بھارتی حکومت ایک معقول تعداد میں ویزے جاری کرنے پر بھی آمادہ تھی۔ میں کہتا ہوں اگر وہ اس قدر بھی رعایت دے دیتی کہ قادیان میں مقیم آپ کی جماعت کے لوگ واگہہ بارڈر سے لاش (dead body) وصول کر لیں اور قادیان لے جا کر اُسکی تدفین کر دیں تو تب بھی ماں کی یہ خواہش پوری ہو سکتی تھی۔ لیکن اگر حضرت امام جان کی حیثیت کے پیش نظر دس ہزار احمدی ہی میت کیلئے ضروری تھے تو پھر یہ اس طرح بھی ہو سکتا تھا کہ دس کی بجائے بیس ہزار ہندستانی احمدی واگہہ بارڈر پر آ کر حضرت امام جان کی میت وصول کر لیتے اور قادیان جا کر ہندوستان کی پوری جماعت اکٹھی ہو کر حضرت امام جان کی بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین کر دیتے۔ مگر ایسا کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ ایک عام شریف انسان بھی اپنے ماں باپ کی خواہش پوری کرنے کیلئے مکمل حد تک چلا جاتا ہے۔ یہاں تو ”خدا کا خلیفہ“ تھا، ”مصلح موعود“ تھا، اور سب کچھ اُسکے دائرہ اختیار میں تھا۔ میں کے قریب ویزے بھی تھے تو پھر خواہش پوری کیوں نہ کی گئی؟ کیا اس کی وجہ بوجہ کے بہشتی مقبرہ کو وقیع بنانا تھا؟ کیا خلیفہ ثانی کو خود اپنے وقیع ہونے کا اتنا یقین نہیں تھا؟ کتنی ستم ظریغی کی بات ہے کہ خلیفہ ثانی خود تو اپنی بیویوں کیا تھے اسودہ خاک ہیں اُنکے بیٹے خلیفہ ثالث اور خلیفہ رابع بھی اپنی اپنی بیگمات کیسا تھا (علی الرتیب ربوہ اور لہدان میں) ابdi نیند سور ہے ہیں مگر ”مصلح موعود“ کی ماں اور اُنکے جانشینوں کی دادی کو اپنے عظیم المرتبت شوہر سے جدا کر دیا گیا۔ ان اللہ و انا الیه راجعون۔

آپ اپنے خط کے صفحہ نمبر ۱۵ پر لکھتے ہیں:-

”یہ نظم حضور نے ساہیوال کے مظلوم اسیر ان راہ مولیٰ کیلئے در دل سے مانگی تھی۔ جن کو چنانی کا حکم ہو چکا تھا۔ اور اس نظم میں برادر است جزل ضیاء الحق کو فرعون، نمرود جیسے القاب سے پکارا گیا۔ اور اسی دعا کے نتیجے میں وہ نمرود آگ میں جل کر بھسم بھی ہو گیا۔ جونہ زمین پر رہا اور نہ آسمان پر رہا۔ اور مردحق کی دعا کو خدا تعالیٰ نے ایسے رنگ میں قبول فرمایا کہ وہ جوان اسیر ان راہ مولیٰ کو پچانسی دینے کیلئے بے تاب تھا۔ ایسے ڈکٹیشن اور ظالم فرم فرعون کے پنجھ سے مجرمانہ رنگ میں نجات دی۔۔۔۔۔ وہ ان اسیر ان راہ مولیٰ کو اس ڈکٹیشن نمرود زیادہ (ضیاء) الحق اور فرعون زمانہ کے ظالم بچوں میں پھنسے ہوؤں کو نکال کر اپنے آقا کے پاس لئਨ دن خیر و عافیت کیسا تھ پہنچا دینا ہی خداوند کریم کے قادر ہونے کا زبردست ثبوت ہے۔“

جناب رانا صاحب! جزل ضیاء الحق ہماری جماعتی تاریخ کا ہی نہیں بلکہ ہماری ملکی تاریخ کے حوالہ سے بھی ایک ملکنک کا یہیک تھے۔ اُسکے بعد حکومت میں اسیر ان راہ مولیٰ کو تو اس بات کا تو قوی یقین تھا کہ خداوند کریم قادر اور زبردست ہے مگر جسے آپ آقا قرار دے رہے ہیں کیا اُسے (یعنی قصر خلافت کے مکین کو) اپنے رب کی طاقت اور قدرت اور زبردست ہونے کا اتنا یقین نہیں تھا کہ وہ ”مرد خدا“ خود تو حکومتی ایجنسیوں کو جل دے کر پاکستان سے رخصت ہو گیا مگر مریدوں کو ضیاء الحق کے ذمے لگا گیا؟ میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا باعث سلسلہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود نے مارٹن کلارک کے مقدمہ قتل میں راہ فرار یا روپوشی اختیار کی تھی؟ کیا صاحبزادہ عبدالatif شہید نے ظالم امیر کے ڈر سے افغانستان چھوڑ دیا تھا؟ چلواب دوسرا طرف جماعت کے مخالفین معاندین اور مکنڈ بیان کی طرف دیکھتے ہیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم بیوت میں باعث جماعت اسلامی مولانا مودودی کو سزاۓ موت سنائی گئی مگر کیا وہ اس دوران ملک سے بھاگ گئے۔ اسی طرح مولانا عبد اللہ نیازی کو بھی سزاۓ موت سنائی گئی کیا وہ بھی ملک چھوڑ گئے تھے؟ اور تو اور اُسی فرعون زمانہ (جزل ضیاء الحق) کے ظالم بچوں میں پھنسے ہوئے کیا زوال الفقار علی بھٹونے اپنی ضمانت کے دنوں میں ملک چھوڑا؟ مجھے یہاں کسی کی وکالت یا مخالفت مقصود نہیں، بلکہ اپنے جماعتی دعووں اور نعروں کے پس منظر میں جو متصاد کیفیت نظر آتی ہے اُس کا (ضمیماً) بیان مقصود ہے۔ تاکہ ذہنی چالاکیاں اور جذباتی نعرے ہمیں تقویٰ سے دور نہ لے جائیں۔ ہمیں بہر حال صراط مستقیم پر رہنے اور چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آپ نے اپنے خط میں دنیا بھر میں جماعتی مساجد اور مساجن ہاؤسز کی بابت بھی لکھا ہے۔ میں یا کوئی دوسرا احمدی اس حقیقت سے کب انکاری ہے؟ لیکن ان سب چیزوں کا ہمارے روحانی اور فلکری اور علمی اور (اس پہلو سے) عملی ارتقاء سے کیا تعلق؟ اگر کسی غریب الوطنی احمدی کو کہیں رات پڑ جائے یا اُسکے پاس کسی تبادل انتظام کا بندوبست نہ ہو تو اس کا ان سب عماراتوں سے ”مان“، ”اٹھ جاتا ہے۔ جنہیں وہ اپنی سمجھتا چلا آ رہا تھا۔ کیونکہ مجاز اٹھارٹی کو اسلام و احمدیت یا انسانیت

کی بابت نہیں بلکہ ”نظام جماعت“ کی بابت بتایا گیا ہوتا ہے۔۔۔ ہاں بیت الفتح (یوکے) میں ”لگر خانے“ کی وجہ سے غرباء کیلئے ضرور رہائش کا انتظام ہے اور خاص کر پاکستان سے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والے غریب احمد یوں کیلئے۔ لہذا یہ تفصیل آپ نے ”جماعت“ کی نہیں ”شعبہ جانیدا“ کی بتائی ہے۔

”مدعی کی صداقت کو پر کھنے کیلئے حضرت مرزا صاحبؑ کا بیان فرمودہ معیار

آپ اپنے خط میں فرماتے ہیں کہ اگر پیشگوئی مصلح موعود میں بیان فرمودہ نشایاں خلیفہ ثانی کے وجود میں پوری نہ ہوتیں تو پھر آپ کے دعویٰ ”غلام مسح الزماں“ پر غور و فکر ہو سکتا تھا۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ آپ یا بعض اور احمدی حضرات جن نشانیوں کو خلیفہ ثانی کے وجود میں پوری کر رہے ہیں، اگر ان نشانیوں کے علاوہ خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر نہ صرف تمام عالم اسلام بلکہ تمام دینا بھی بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئی ہوتی تو کیا ان تمام کامیابیوں کیسا تھا خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود تھا چاہو جاتا؟ میں جواب اعرض کرتا ہوں کہ ہرگز نہیں۔

رانا صاحب! جیسا کہ میں گذشتہ صفحات میں ایک تمثیل کیسا تھی یہ ثابت کر آیا ہوں کہ جس طرح زید نامی عثمانی خلیفے کے اصل ائمۃ اُمّۃ بن مریم ناصری ہونے کے دعویٰ کو اسکے احادیث میں بیان فرمودہ نشانیوں کے حرف بحرف پورا کرنے کے باوجود قرآن مجید اسے باطل قرار دیدیتا ہے۔ اسی طرح زکی غلام مسح الزماں سے متعلق مبشر الہامات نے قرآن مجید کی قدر یقی مہر کیسا تھا خلیفہ ثانی کے وجود کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر نکال کر اسکے دعویٰ مصلح موعود کو باطل قرار دیدیا ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکری غلام کے متعلق مبشر کلام خلیفہ ثانی کو دعویٰ مصلح موعود کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتا۔ لہذا جن نشانیوں کی آپ خلیفہ ثانی کے وجود میں پوری ہونے کی بات کر رہے ہیں اُنکی حیثیت تو ویسے ہی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ثانی کے وجود کو الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے ہی باہر نکال دیا ہے۔ میرے اس مضمون کے بعد آپ خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا مانیں یا نہ مانیں لیکن متقی اور دیانتدار اور انصاف پسند افراد جماعت کیلئے خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا قرار دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹا ثابت ہونے اور ان نشایاں کی حقیقت کا پتہ چلنے کے بعد جسے تم لوگ خلیفہ ثانی کے وجود میں پوری کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اب آپ پر اور افراد جماعت پر فرض بتا ہے کہ آپ سب میرے دعویٰ غلام مسح الزماں پر غور فرمائیں۔ یہاں پر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت جماعت احمدیہ میں کوئی مدعیٰ زکی غلام مسح الزماں (مصلح موعود) کھڑا ہو تو اسکے دعویٰ کو پر کھنے کیلئے افراد جماعت کے پاس کوئی ٹھوس (solid) معیار بھی تو ہونا چاہیے؟ اس ضمن میں خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت امام مہدی مسح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دسمبر ۱۸۹۲ء میں اپنے کسی عزیز کے خط کے جواب میں اپنے دعویٰ مسح موعود کو پر کھنے کے لیے لوگوں کے واسطے ایک معیار مقرر فرمایا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کبھی لوگوں میں خدا تعالیٰ کا مقدس نام لے کر کوئی مدعیٰ زکی غلام مسح الزماں ظاہر ہو تو افراد جماعت کو چاہیے کہ بانے سلسلہ احمدیہ کے اس مقرر کردہ معیار کے مطابق اسکے دعویٰ کو بھی پر کھلیں۔ رانا صاحب! حضرت امام مہدی مسح موعود آپ کے بھی آقا ہیں اور میرے بھی آقا ہیں۔ آپ پوری جماعت کے نہ صرف آقا ہیں بلکہ بانے جماعت بھی ہیں۔ آپ نے اپنی سچائی کو پر کھنے کا معیار بیان فرمایا کہ جو رہنمائی فرمائی ہے، جماعت احمدیہ میں کسی بھی مدعیٰ کے دعویٰ کو پر کھنے کیلئے اس سے بڑھ کر نہ کوئی عدمہ معیار ہو سکتا ہے اور نہ کوئی عدمہ رہنمائی؟ آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ خاکسار کا کوئی نبی یا مہدی معہود یا مسح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ محض ”غلام مسح الزماں“ ہونے کا دعویٰ ہے۔ آقا اور غلام میں جو فرق ہوتا ہے اسے کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔ لیکن اس فرق کے باوجود میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جو معیار میرے آقانے اپنے دعویٰ مسح موعود کو پر کھنے کیلئے لوگوں کے آگے کھاتھا آپ تھبب سے پاک ہو کر تقویٰ اور دیانتداری کیسا تھا اسی معیار کیسا تھا میرے دعویٰ ”غلام مسح الزماں“ کو بھی پر کھلیں۔ خاکسار نے حضرت بانے سلسلہ احمدیہ کے اس بیان فرمودہ معیار کو اپنی ویب سائٹ www.alghulam.com پر نیوز (News) نمبر ۳ پر!

”مدعی کی صداقت کو پر کھنے کیلئے حضرت مرزا صاحبؑ کا بیان فرمودہ معیار“

کے عنوان کے تحت درج کیا ہوا ہے۔ افراد جماعت یہاں سے اس ”معیار“ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ علاوہ اسکے یہی ”معیار صداقت“ حضورؐ کی مشہور تصنیف ”آئینہ کمالاتِ اسلام“ روحاںی خزانہ جلد ۵ کے صفحات ۳۲۶ تا ۳۵۷ پر بھی موجود ہے۔ حضورؐ نے اپنے خط کے شروع میں اس خط کو تین بار پڑھنے کی نصیحت فرمائی ہے اور یہی درخواست میں بھی افراد جماعت سے کرتا ہوں۔ حضورؐ کے بقول دراصل تمام ثواب کا درود مدار ایمان پر ہوتا ہے اور ایمان اس بات کا نام ہے کہ جو بات پر دغہ غیب میں ہو اس کو بعض قرآن کے ذریعہ قبول کیا جائے۔ اسی قدر دیکھ لینا کافی ہوتا ہے کہ قرآن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اسکے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہ تو ایمان کی حد ہے۔ لیکن اگر کوئی اس سے آگے بڑھ کر نشان طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نشانوں کے بعد ان کا ایمان قابل قبول نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے مونوں کی قرآن کے شروع میں یہی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ”الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ“ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی وہ ایسی بات پر ایمان لاتے ہیں کہ جو ہنوز پر دغہ غیب میں ہوتی ہے اور لوگوں پر گلیتی کشوف نہیں ہوتی۔ اور ایسے ایمان سے اجر و ثواب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا بھی

حاصل ہوتی ہے۔ لہذا حق و باطل میں فرق کرنے کیلئے یہی کافی ہوتا ہے کہ چند قرائیں جو وجہ تصدیق بن سکیں اپنے ہاتھ میں ہوں اور تصدیق کا پلہ تکنذیب کے پلہ سے بھاری ہو۔
اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:-

”قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيٍّ وَ كَذَّبُتُمْ بِهِ مَا عَنِّي مَا تَسْتَعِجُونَ بِهِ إِنَّ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يُقْصُدُ الْحَقُّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفَحْشَيْنَ۔“ (الانعام: ۵۸) تو (ام محمد ﷺ ان سے) کہہ دے کہ میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر قائم ہوں اور تم نے اسکی تکنذیب کی ہے جس بات کے متعلق تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے فیصلہ تو اللہ کے اختیار میں ہے وہ سچائی بیان کرتا ہے اور وہ فیصلہ کرنے میں سب سے اچھا ہے۔

یہ آیت کریمہ بھی بتارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مرسلاوں کی سچائی پر کچھ پرد ہے ڈال دیتا ہے تاکہ لوگ بعض قرائیں کے ذریعے حق کو پہچانیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی نے نظریے کو جانچنے کے واسطے انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر قسم کے تعجب سے پاک ہو کر تقویٰ اور دیانتداری کیسا تھا اُس پر غور و فکر کرے۔ جیسا کہ حضرت امام مہدی مسیح موعود فرماتے ہیں:-

”اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا۔ اس وقت تک پرانے خیلات نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لیے جب آدمی کسی نئی بات کو سُئے تو اسے نہیں چاہیے کہ سُئنے ہی اُسکی مخالفت کیلئے تیار ہو جاوے بلکہ اُس کا فرض ہے کہ اُس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مد نظر کر تہائی میں اس پر سوچ۔“ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۲)

اب درج ذیل سطور میں وہ قرائیں درج کرتا ہوں جو میرے دعویٰ ”موعود زکی غلام مسیح الزماں“ کی صداقت پر شاہد ہیں۔

قرینہ نمبر ۱۔ کسی پیشگوئی کے متعلق کسی غلط عقیدے کو جھلانے کی توفیق انہی لوگوں کو ملا کرتی ہے جو بذاتِ خود اُس پیشگوئی کے مصدقہ ہوتے ہیں۔ وفات مسیح ابن مریم کو قرائیں ثابت کرنے کے بعد حضرت مرزاغلام احمد مسیح موعود ہونے کا دعویٰ خود بخود قابل غور بن گیا تھا۔ اسی طرح آج بھی یہی معاملہ ہے۔ جب خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود ہے تو ہر حال قطعی طور پر سچی ہے۔ آج بھی جس شخص پر اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کا اکٹاف فرمایا ہے وہی دراصل پیشگوئی مصلح موعود کا مصدقہ ہے۔ خلیفہ ثانی کے الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے آؤٹ (out) ہو جانے کے بعد خاکسار کا دعویٰ خود بخود قابل غور بن جاتا ہے۔

قرینہ نمبر ۲۔ جیسا کہ میں نے اپنے بعض مضامین میں بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ جس زکی غلام کی خبر حضور گو اہامی طور پر دی گئی تھی وہ یقیناً حضور کے بعد اگلی صدی کا موصود مصلح یا مجدد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسکے مطابق اس موصود مصلح نے پندرھویں صدی میں ظاہر ہونا تھا۔ چودھویں صدی کے مجدد بلکہ مجدد اعظم تو خود حضرت امام مہدی مسیح موعود تھے۔ خلیفہ ثانی چودھویں صدی میں پیدا ہوئے خلیفہ بنے اور دعویٰ مصلح موعود کیا اور اسی چودھویں صدی کے اختتام سے قریباً پندرہ سال پہلے ہی فوت ہو گئے۔ وہ پندرھویں صدی کے مصلح موعود کیسے ہو سکتے ہیں؟

(ثانیاً) یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا چودھویں صدی کے مجدد اعظم، امام مہدی معہود، مسیح موعود اور اللہ کے نبی کی تجدید و اصلاح اتنی (نوعہ باللہ) ناقص تھی جو اسی صدی میں کسی دوسرے مصلح موعود کی ضرورت پڑ گئی؟ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور برا عظم میں دوسرے مجدد مبعوث کر سکتا ہے۔ لیکن اس طرح نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی گھر ایک ہی شہر ایک ہی علاقہ ایک ہی جماعت ایک ہی ملک اور ایک ہی صدی میں دو مجدد مبعوث ہو جائیں۔ اس وقت پندرھویں صدی ہجری کا ائمہاں (۲۹) سال گزر رہا ہے۔ حسب سابق کم از کم افراد جماعت کو حضور کے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی تلاش کرنی چاہیے تھی؟ جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے تو پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی اس ”موعود رحمت“ کی خبر بخش دی تھی۔ آج میرے علاوہ اگر کوئی جماعت میں اور مدعی ”زکی غلام مسیح الزماں“ ہے تو وہ میرے مقابله پر آکر طبع آزمائی کر کے دیکھ لے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر صدی کے سر پر مجدد کے مبعوث ہونے کا جو وعدہ فرمایا تھا اس فرمودہ میں کوئی تخلف ہو؟ ہرگز نہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کا اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی مسیح موعود سے وعدہ فرمایا تھا اس الہی وعدہ میں کوئی تخلف ہو؟ ہرگز نہیں۔

قرینہ نمبر ۳۔ حضرت امام مہدی مسیح موعود نے اللہ تعالیٰ سے خرپا کریمہ اعلان فرمایا تھا کہ ”اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں۔“ (تجلیات الہیہ۔ روحانی خزانہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹)

وہ بابر کرت سجدہ جس کی خاکسار کوتوفيق بخشی گئی اور اس کا میں اپنی کتاب میں بھی ذکر کر چکا ہوں۔ اس سجدہ میں ہی میری حالت بدل گئی اور سجدہ سے اٹھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی کہ ”میں تجھے اب علم دونگا اور تو لوگوں کو لا جواب کر دے گا۔“ میں نے اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت اور وعدہ خلیفہ رالع کے دور میں اُنکے آگے بھی رکھا تھا اور آج جماعت کے آگے بھی رکھتا ہوں۔ مذہبی اعتبار سے میرے ایسے ان پڑھ کا ایک عالموں کی جماعت کے آگے اتنا بڑا چیلنج کیا نفسانی دھوکہ ہو سکتا ہے؟ اگر ہو سکتا ہے تو اتنا بڑا چیلنج جماعت کا کوئی بڑا عالم یا اُن کا کوئی خلیفہ بھی کر کے دکھادے؟ اور اگر اتنا بڑا چیلنج نہیں کر سکتا تو کم از کم میرے مقابلہ پر آکر دلیل کیسا تھا میرے دعویٰ ”موعود زکی غلام مسیح الزماں“ کو ہی جھٹلا کر دکھادے؟ جماعتوں علماء کا میرے مقابلہ پر نہ آنا بتا رہا ہے کہ یہ عاجز لکھیئے حق پر ہے اور خلیفہ ثانی نے ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی جماعت کو ایک سنگین غلطی اور ابتلاء میں بنتا کر دیا ہے۔ علم اور معرفت میں کمال کے ثبوت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک الہی نظریہ ”نیکی خدا ہے“ بخشنا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی عالم یا فلسفی میرے مقابلہ پر آکر میرے اس ”علی انتہائی ہمہ گیر نظریہ“ کو جھٹا کر دکھائے۔ حضرت بانے سلسلہ احمد یہ تیرماتے ہیں:-

”ویکھو دنیوی علوم جو کثر خالق قرآن کریم اور غفلت میں ڈالنے والے ہیں۔ کیسے آجکل ایک زور سے ترقی کر رہے ہیں اور زمانہ اپنے علوم ریاضی اور طبعی اور فلسفہ کی تحقیقاتوں میں کیسی ایک عجیب طور کی تبدیلیاں دکھل رہا ہے۔ کیا ایسے نازک وقت میں ضرور نہ تھا کہ ایمانی اور عرفانی ترقیات کیلئے بھی دروازہ کھولا جاتا تاشروحدش کی مدافعت کیلئے آسانی پیدا ہو جاتی۔ سو یقیناً سمجھو کو وہ دروازہ کھولا گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے ارادہ کر لیا ہے کہ تا قرآن کریم کے عجائب مخفیہ اس دنیا کے متکبر فلسفیوں پر ظاہر کرے۔ اب نیم ملاؤ دشمن اسلام اس ارادہ کو روک نہیں سکتے۔ اگر اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے اور قبھی طمانچہ حضرت قہار کا ایسا لگے کہ خاک میں مل جائیں گے۔ ان نادانوں کو حالت موجودہ پر بالکل نظر نہیں۔ چاہتے ہیں کہ قرآن کریم مغلوب اور کمزور اور ضعیف اور حقیر سانظر آؤ۔ لیکن اب وہ ایک جنگی بہادر کی طرح نکلے گا۔ ہاں وہ ایک شیر کی طرح میدان میں آیا گا اور دنیا کے تمام فلسفہ کو کھا جائیگا اور اپنا غلبہ دکھائیگا اور لیظہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی کو پورا کر دے گا اور پیشگوئی ولیمکن لہم دینہم کو روحانی طور سے کمال تک پہنچائے گا۔“ (از الادب امام بکو الہ روحانی خزانہ جلد ۳ صفحہ ۳۶۶ تا ۳۷۷)

رانا صاحب! اب سوال یہ ہے کہ یہ جو الہی نظریہ ”God is Virtue“، خاکسار کو بذریعہ الہام عنایت فرمایا گیا ہے۔ کیا اس نظریہ میں قرآن مجید کے وہ معارف بیان نہیں کیے گئے جن کے آگے تہام دنیوی فلسفہ ہلاک اور باطل ہو جاتے ہیں؟ اس نظریہ میں ہستی باری تعالیٰ کے متعلق قرآن کریم کا وہ سچا فلسفہ ظاہر ہوا ہے جس کے آگے دنیا کا کوئی بھی فلسفہ ٹھہر نہیں سکتا۔ یہ الہی نظریہ (Divine theory) ہی دراصل ادیان باطلہ پر دین اسلام کا غالباً اور علمی فتح ہے۔

قرینہ نمبر ۵۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے جب میری کا یا پلٹ دی تو بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے ”پیشگوئی مصلح موعود“ کے مصدقہ ہوئیں گے جبکی دیدی۔ عجیب بات ہے کہ بہت سارے اکشافات اللہ تعالیٰ نے مجھ تک بذریعہ خلیفہ رالع پہنچائے۔ اس کی تفصیل میری کتاب اور میرے مضامین میں موجود ہے۔ خاکسار یہاں نمونہ کے طور پر خلیفہ رالع کے صرف چند اشعار پیش کرتا ہے اور رانا صاحب! آپ سے بھی اور دیگر افراد جماعت سے بھی یہ سوال کرتا ہے کہ کیا ان اشعار میں افراد جماعت کو ”موعود زکی غلام مسیح الزماں“ یعنی مصلح موعود کے معبوث ہونے کی خبر نہیں دی جا رہی تھی؟

دو گھنٹی صبر سے کام لو سا تھیو! آفت ٹلمت و جور ٹل جائے گی

آہ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا، رُخ پلٹ جائے گا، رُت بدل جائے گی

(سوال نمبر ۱) وہ کون سا مومن تھا جس کی آہ سے ٹکرا کر طوفان کا رُخ پلٹنے اور رُت بدلنے والی تھی؟؟؟

یہ دُعا ہی کا تھا مجرہ کہ عصا، ساحروں کے مقابلہ بنائے اڑھا

آج بھی دیکھنا مرِ حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

(سوال نمبر ۲) یہ ”مرِ حق“ کون تھا اور اس نے یہ دُعا کیلئے کی تھی جو سحر کی ناگنوں کو نگلے والی تھی؟

عصر یا رکا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دُعا کے سوا

اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائیگی

(سوال نمبر ۳) یہ ”غلام مسیح الزماں“ جس کے ہاتھ اٹھنے سے یہاں زمانہ شفاء پانے والا تھا، کون تھا؟

”کلید فتح و نظر“ تھامی تمہیں خدا نے اب آسمان پر نشان فتح و نظر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

(سوال نمبر ۲) یہ موعودِ الہامی ”کلید فتح وظفر“ کون تھا؟

اُن سوالات کے مفصل جوابات میری کتاب ”غلامِ مسحِ ازماں“ کے باپ ”امام وقت کی حیرت انگلیز بشارات“ میں موجود ہیں۔

قرینہ نمبر ۵۔ ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں موعودز کی غلام کی بہت ساری علامات بیان فرمائی گئی ہیں۔ جب کسی الہامی پیشگوئی کا مصدق اقظاً ہوتا ہے تو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ دعویٰ کے آغاز میں ہی پیشگوئی میں مذکورہ تمام کی تمام علامات اُسکے وجود میں پوری ہو جائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا کر سکتا ہے لیکن اُس نے ہمیشہ ایسا نہیں کیا۔ اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کر دے تو درمیان سے ایمان بالغیب کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور اُس موعود شخص پر ایمان لانے کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ یہ زمانہ مدعاً کیلئے بھی اور دوسرے لوگوں کیلئے بھی ایک ابتلاء کا زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن جب مومنین اور منکرین کے دو پنتگتگروہ بن جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندے کی باقی ماندہ علامات بھی پوری فرمادیتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ آغاز میں بھی پیشگوئی کی مرکزی علامات ضرور پوری ہونی چاہیے۔ بلاشبہ آغاز میں اللہ تعالیٰ سچے مدعاً میں یہ مرکزی علامات ضرور پوری فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی سلوک اس عاجز سے بھی فرمایا ہے۔ آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی کی مرکزی علامات مجھ میں پوری فرمادی تھیں اور ان مرکزی علامات کو ہی میں بطور الہامی ثبوت کے پیش کر رہا ہوں جو کہ درج ذیل ہیں۔

"وہ سخت ذہین فنیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری باطنی سے پڑکیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔

فرزند لبند گرامی ارجمند. مظہر الائے و الاخر. مظہر الحق و العلاء کان اللہ نَزَّلَ من السمااء۔

میرا الہامی نظریہ "یکی خدا ہے، انہیں مرکزی علامات سے مُضطرب ہوا ہے۔ کیا کوئی احمدی یا کوئی بھی صاحب علم اس الہامی ثبوت کو جھٹا کر دکھا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

قرینہ نمبر ۲۰ - ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی علامات بتاری ہی ہیں کہ ”زکی غلام“، مثیل حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری ہے۔ اس ممااثلت کا ذکر میں اپنے مضمون بعنوان ”حضرت مسیح ناصری اور غلام مسیح الزماں کے مابین ممااثلت“ میں تفصیلاً کروچا ہوں۔ اپنے حالات و واقعات کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے میری توہر لحاظ سے حضرت مسیح ابن مریم سے ممااثلت ثابت کر دی ہے۔ اس ممااثلت میں کیا خلیفہ ثانی کو بھی کوئی حصہ ملا تھا؟ قطعاً نہیں۔ اس ممااثلت سے حصہ مانا تو درکنار، آنیوالے زکی غلام کو مثیل مسیح ابن مریم بنانے میں خلیفہ ثانی کا بڑا عمل دخل ہے۔ نہ وہ غلط دعویٰ مصلح موعود کرتے اور نہ آنیوالے ”غلام مسیح الزماں“ کا راستہ روکنے کیلئے ایک نازیانہ نظام (like Nazi in character) بنانا پڑتا اور نہ آنیوالا مثیل مسیح ابن مریم بن سکتا۔ لیکن یہ سب کچھ ہوا اور ہونا تھا۔

قریبہ نمبر ۷۔ ہر زمانے میں آنیاء اور مصلحین کا اُنکے دعاویٰ کے بعد اخراج اور مقاطعہ ہوا ہے۔ یہ ہنگلے کے کفار کے مومنین کے خلاف ہوتے ہیں۔ مذہبی دنیا میں کوئی ایک مثال بھی نہیں مل سکتی کہ کسی برگزیدہ نبی اور مصلح نے دعویٰ کیا ہوا اور اسکے ماحول کے مذہبی پیغمبروں اور دوکانداروں نے اُس کا اخراج اور مقاطعہ نہ کیا ہو؟ اگر کوئی ایسا مصلح ہوتا تو وہ صرف آنحضرت ﷺ ہوتے کیونکہ بچپن سے ہی آپ کے بدترین دشمنوں نے بھی آپ ﷺ کی صداقت اور امانت کی گواہی دے رکھی تھی۔ کیا غلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے بعد ان کا بھی اخراج اور مقاطعہ ہوا تھا؟ حضرت امام مہدی مسیح موعود مسیح موعود پرتو آپ کے دعویٰ کے بعد پہلے کفر کا فتویٰ لگا۔ بعد ازاں اخراج اسلام کیسا تھا آپ کا اور آپ کے اصحابؓ کا مقاطعہ بھی کیا گیا۔ باپ اور بیٹے میں وہ کیا فرق تھا جس کی بدولت خلیفہ ثانی کا نتو اخراج ہوا اور نہ ہی مقاطعہ اور نہ ہی آپ پر کوئی کفر کا فتویٰ لگا؟ میرے خیال میں فرق یہ تھا کہ باپ سچا امام مہدی مسیح موعود تھا جبکہ بیٹے کا دعویٰ مصلح موعود ہی جھوٹا تھا۔ بیٹا تو خود جماعت احمدیہ میں اخراج اور مقاطعہ کی سزاوں کا اجر کر نیوالا تھا۔ اور یہ سزا نہیں ہی تو تھیں جن کی بدولت اُس نے اپنا جھوٹا دعویٰ اپنے مریدوں سے منوایا تھا۔ رانا صاحب! بغیر کسی دلیل اور بغیر کسی قصور کے اس عاجز پر مفسد ہونے کا الزام لگا کر میرا اور میرے اہل دعیال اور میرے دیگر اصحاب کا اخراج اور مقاطعہ کیا گیا ہے۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ ایک صدی قبل جب حضرت بائی سلسلہ احمدیہ نے امت مسلمہ کے حیات مسیح ابن مریم کے متفرقہ عقیدہ کے برخلاف اللہ تعالیٰ سے علم پا کر کہ حضرت مسیح ابن مریم ناصریٰ توفیٰ ہو چکے ہیں اور اسکی خوبیو اور سیرت کے مطابق اُمت محمدیہ میں آئیوال مسیح موعود میں ہوں۔ تو کیا آپ کا یہ اعلان اور عقیدہ مفسدانہ تھا؟ اگر نہیں اور میں کہتا ہوں کہ یقیناً نہیں تو پھر مجھ پر مفسد ہونے کا الزام لگانے کیلئے قادیانی جماعت احمدیہ کے ارباب و اختیار کے پاس کیا جواز ہے؟ کوئی بھی نہیں۔ آنیاء اور مصلحین کی اسی سنت کے مطابق آج میں بھی اور میرے اہل دعیال اور میرے دیگر اصحاب بھی سچائی کی ناظم محمودی نظام کی طرف سے اخراج اور مقاطعہ کی المناک سزاوں سے گزر رہے ہیں۔ میری کتاب اور میرے دیگر مضا میں میری صداقت کے قرائن سے بھرے پڑے ہیں لیکن بقول حضرت امام مہدی مسیح موعودؑ صاف دل کو نثرت ایسا ذکری حاجت نہیں۔ اک نشاں کافی ہے گردنی میں ہو خوف کر دگار

اختتامیہ۔۔۔ (حضرت بانے جماعت کا طریقہ عمل)

رانا صاحب اور دیگر قارئین کرام: اب مضمون کے آخر میں آپ سب سے یہ گزارش ہے کہ آپ سب قرآن مجید اور زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق إلهامات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کا ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی إلهامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں ہونا ثابت کر دیں۔ اگر آپ ایسا ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر میں آپ سے خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے سچا ہونے کا ثبوت نہیں مانگوں گا اور اپنے دعویٰ ”موعود زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود“ پر از سر نوغور کروں گا۔ حضرت امام مہدی مسیح موعود ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں اپنے ایک اشتہار بعنوان ”ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعرا و حضرات علمائے نامدار“ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

”تیسری شرط یہ کہ بحث وفات حیات مسیح میں ہو۔ اور کوئی شخص قرآن کریم اور کتب حدیث سے باہر نہ جائے۔ مگر صحیحین کو تمام کتب حدیث پر مقدم رکھا جائے اور بخاری کو مسلم پر کیونکہ وہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مسیح ابن مریم کی حیات طریقہ مذکورہ بالا سے جو واقعات صحیح کے معلوم کرنے کیلئے خیر الطرق ہے، ثابت ہو جائے تو میں اپنے إلهام سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ قرآن کریم سے مخالف ہو کر کوئی إلهام مسیح نہیں ظہر سکتا۔ پس کچھ ضرور نہیں کہ میرے مسیح موعود ہونے میں الگ بحث کی جائے۔ بلکہ میں حلقہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں ایسی بحث میں وفات عیسیٰ میں غلطی پر لکھا تو دوسرا دعویٰ خود چھوڑ دوں گا۔ اور ان تمام نشانوں کی پروانہیں کروں گا جو میرے اس دعوے کے مصدق ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم سے کوئی جنت بڑھ کر نہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اسفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۶)

خاکسار بھی اپنے آقا حضرت امام مہدی مسیح موعود کی پیروی میں حلفاء یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر آپ یا علمائے جماعت، قرآن مجید اور حضرت امام مہدی مسیح موعود کے إلهامات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کا ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی إلهامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں) کے دائرہ بشارت میں ہونا ثابت کر دیا تو یہ عاجز نہ صرف آپ سب کو منہ ما نگا انعام دے گا بلکہ اپنے دعویٰ موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) جس کا وہ ایک قطعی، علمی اور إلهامی ثبوت بھی رکھتا ہے سے دستبردار ہو جائے گا۔ لیکن یاد رکھیں تم قیامت تک قرآن مجید اور حضرت امام مہدی مسیح موعود کے إلهامات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں ہونا ثابت نہیں کر سکتے۔ کیا کوئی ہے جو میرا یہ پبلیخ قبول کرے۔؟؟؟؟۔

آولوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے

لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

الحمد لله اولاً وأخرًا هو مولنا نعم المولى ونعم النصيرا

والسلام على من اتبع الهدى

عبد الغفار جنبہ

مورخ ۱۸ اکتوبر ۱۸۹۱ء

☆☆☆☆☆☆☆☆